جاء الحق و زهق الباطل ان الباطل کان زهوقا

الحمد للہ کہ رسالہ ہذا من تصنیف تاج العالمین عمدۃ المتکلمین

جناب [illegible] شاہ محمد فصیح الزمان صاحب قدس سرہ [illegible] جامع معقول و منقول حاوی فروع و اصول [illegible]

مسمّٰی بہ ازالۃ الشکوک والاوہام
فی عقائد اہل الاسلام

[illegible]

بفرمایش [illegible] شیخ [illegible] و شیخ گلزار علی و شیخ اکبر علی تاجران رئیس [illegible] ضلع مرادآباد

در مطبع قیصری الہ آباد بمحلہ باندریہ باہتمام عبداللطیف طبع شد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله الذي حقق لنا حقيقة الايمان ووفقنا باقراره باللسان وتصديقه بالقلوب والجنان والصلوة والسلام على من اشاع الدين في البوادي والعمران واسس بنيانه بالعقائد الحقة باحسن الدلائل والبرهان وعلى آله واصحابه الذين هم بذلوا جهدهم في قطع حبائل الشرك والطغيان واعلاء كلمة التوحيد والايمان *

اما بعد حمد و صلوٰۃ کے کہتا ہے ابو محمد ان المفتقر الی اللہ الاحد فخر الدین احمد الحسنی الحسینی نسباً والحنفی مذہباً والقادری النقشبندی طریقۃً کہ اندنون رسالہ تقویۃ الایمان مولفہ مولوی اسمعیل صاحب دھلوی مطبوعہ ۱۲۵۵ ہجری مطبع کلکتہ کا فقیر کے نظر سے گذرا چونکہ مولوی صاحب سے افراط اور تفریط عقاید حقہ اہل سنت و جماعت مین کہ نزدیک جمہور کے ثابت اور محقق ہے ظہور مین آئی اور بہت سی سو ادبیان نسبت انبیاء کرام سیما نبینا علیہ التحیۃ والسلام اور اونکے اہلبیت کی نسبت سرزد ہوئین ناچار ہو کر فقیر نے کمر ہمت کی باندھ کے اونکی رفع افراط و تفریط مین سعی بلیغ کی تاکہ عوام و خواص اونکے دام فریب مین نہ آوین اور اپنے تئین عقاید حقہ اہل اسلام پر قایم رکھین

اور نام اسکا۔ اِزَالَۃُ الشُّکُوْکِ وَالْاَوْھَامِ فِی الْعَقَائِدِ الْحَقَّۃِ لِاَھْلِ الْاِسْلَامِ رکھا ناظرین زمانہ اور اہل علم سے امید ہے کہ اگر اسکو ملاحظہ فرماوین اور موافق طریقہ اہل حق کے پاوین تو فقیر کی حق مین دعا خیر کرین اور جو کچھہ خطا او قصور فقیر سے ظہور مین آیا ہو اوسکو بذیل عفو چہپاوین رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ وصلی اللہ علی سیدنا محمد وآلہ وصحبہ وسلم تسلیماً کثیراً کثیرا مقدمہ بیان مین حقیقت ایمانی کی پوشیدہ نرہے کہ ایمان عبارت ہے تصدیق اور اطمینان قلبی سے اور اقرار شرط ایمان ہے نزدیک جمہور محققین کی نہ شطر اور جزء ہے ایمان کا مگر نزدیک شمس الائمہ اور فخر الاسلام کے پس مجرد اقرار کافی نہ ہوگا واسطے نجات وایمان کے والا لازم آتا ہے اس سے کہ سب منافق مومن ہون اور حالانکہ ایسا نہین کیونکہ اللہ صاحب نے اون سے ایمان کی نفی کی سورہ بقرہ مین فرمایا وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰہِ وَبِالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَمَا ھُمْ بِمُؤْمِنِیْنَ ترجمہ بعض آدمیون سے وہ آدمی ہے کہ کہتا ہے ایمان لائے ہم اللہ پر اور پچھلے دن پر حالانکہ وہ مومنین سے نہین اور اونکے حق مین یہ وعید شدید فرمائی اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ فِی الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ ترجمہ بیشک منافقین آگ کے نیچے درجے مین ہون گے ونیز عند الاکراہ اقرار ساقط ہوجاتا ہے اور تصدیق قلبی باقی اور اسیطرف اللہ صاحب نے سورہ نحل مین اشارہ فرمایا مَنْ کَفَرَ بِاللّٰہِ مِنْۢ بَعْدِ اِیْمَانِہٖٓ اِلَّا مَنْ اُکْرِہَ وَقَلْبُہٗ مُطْمَئِنٌّۢ بِالْاِیْمَانِ وَلٰکِنْ مَّنْ شَرَحَ بِالْکُفْرِ صَدْرًا فَعَلَیْھِمْ غَضَبٌ مِّنَ اللّٰہِ وَلَھُمْ عَذَابٌ عَظِیْمٌ

ترجمہ جو کوئی منکر ہوا اللہ کا پیچھے ایمان کے مگر وہ شخص کہ زور لایا گیا اوسپر ساتھ اجراے کلمہ کفر کے اور حالانکہ قلب اوسکا مطمئن ہے ساتھ توحید اور تصدیق قلبی کے ولیکن جو کوئی دل کھولکر منکر ہوا اسوا اوپر اللہ کا غضب ہے اور بڑا عذاب **فائدہ** اس آیہ سے معلوم ہوا کہ اقرار جزء ایمان نہین ورنہ الا اجراے کلمہ کفر سے ایمان باقی نرہے اور حالانکہ ایسا نہین جیسا کہ آیہ کریمہ سے جانا گیا اور نیز مجرد علم اللہ و رسول کا بلا تصدیق قلبی ایمان نہین ورنہ لازم آتا ہے کہ یہود اور نصاری بہی مومن ہون اسواسطے کہ وہ سب با وصف جاننے خدا کے اپنے دل مین یہ بہی جانتے تھے کہ آنحضرت رسول ہین جیسا اللہ صاحب نے سورہ بقرہ مین ارشاد فرمایا يَعْرِفُونَهُ كَمَا يَعْرِفُونَ أَبْنَاءَهُمْ وَإِنَّ فَرِيقًا مِّنْهُمْ لَيَكْتُمُونَ الْحَقَّ وَهُمْ يَعْلَمُونَ ترجمہ جانتے ہین یہود اور نصاری اونکو جیسا کہ جانتے ہین یہ لوگ اپنے بیٹونکو اور بیشک ایک فریق اون مین سے چھپاتے ہین حق کو اور وہ جانتے ہین اور اللہ صاحب نے سورہ انعام کے دوسرے رکوع مین ارشاد فرمایا الَّذِينَ آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ يَعْرِفُونَهُ كَمَا يَعْرِفُونَ أَبْنَاءَهُمُ الَّذِينَ خَسِرُوا أَنفُسَهُمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ترجمہ جو لوگ دیا ہمنے اونکو کتاب پہچانتے ہین وہ لوگ آنحضرت کو جیسا کہ جانتے ہین وہ لوگ اپنے بیٹون کو انہین لوگون نے ٹوٹا اوٹھایا اپنے ذاتون پر پس بہی لوگ نہین ایمان لانیوالے اس آیہ سے صاف ظاہر ہوا کہ مجرد علم اللہ و رسول کا بلا تصدیق واسطے ایمان کے کافی نہین اور ایمان دو قسم ہے ایک اجمالی دوسرا تفصیلی اجمالی عبارت ہے ان کلمات کی تصدیق سے اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ كَمَا هُوَ بِأَسْمَائِهِ وَصِفَاتِهِ وَقَبِلْتُ جَمِيعَ

وَاَحْکَامِہٖ ترجمہ ایمان لایا مین اللہ پر جیسا کہ وہ اپنے نامون اور صفتون
کے ساتھ ہے اور قبول کیا مین نے اوسکے سب احکام اور تفصیلی عبارت ہی
ان کلمات کی تصدیق ہے اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ وَمَلٰٓئِکَتِہٖ وَکُتُبِہٖ وَرُسُلِہٖ وَ
الْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْقَدَرِ خَیْرِہٖ وَشَرِّہٖ مِنَ اللّٰہِ تَعَالٰی وَالْبَعْثِ
بَعْدَ الْمَوْتِ ترجمہ ایمان لایا مین اللہ پر اور اوس کے فرشتون اور اوسکی کتابین
اور اوسکے پیغمبرون پر اور پچھلے دن پر کہ وہ قیامت ہے اور اندازہ نیکی
اور بدی کا اللہ صاحب کی طرف سے ہے اور ایمان لایا مین او ٹھنے پر بعد
موت کے واذا تمت المقدمۃ فہا انا اشرع فی المطلوب بعون اللہ المقلب
القلوب قولہ امابعد سننا چاہیے کہ آدمی سارے اللہ کے بندہ ہین اور بندے
کا کام بندگی ہے جو بندہ کہ بندگی نکرے وہ بندہ نہین اور اصل بندگی ایمان
درست کرنا ہے کہ جسکے ایمان مین کچھ خلل ہے اوسکی کوئی بندگی قبول نہین اور
جسکا ایمان ٹھیک ہے اوسکے تھوڑی بہی بندگی بہت ہے سو ہر آدمی کو چاہیے
کہ ایمان کے درست کرنے مین بڑی کوشش کرے اور اوسکے حاصل کرنیکو سب
چیزون سے مقدم رکھے اَقُوْلُ بِاللّٰہِ التوفیق جو کچھ فرمایا سب راست اور
بجا ہے کہ بے درستی ایمان کے کوئی عبادت مقبول نہین قولہ جو عوام الناس
مین مشہور ہے کہ اللہ اور رسول کے کلام کا سمجھنا بہت مشکل ہے اسکو بڑا علم
چاہیے ہمکو وہ طاقت کہان کہ اونکا کلام سمجھین اور اوس راہ پر چلنا بڑے
بڑے بزرگون کا کام ہے ہماری کیا طاقت ہے کہ اوسکے موافق چلین بلکہ ہمکو
یہی باتین کفایت کرتی ہین جسپر چلے آتے ہین سو یہ بات بہت غلط ہے اسواسطے
کہ اللہ صاحب نے فرمایا ہے کہ قرآن مجید مین باتین بہت صاف صریح ہین انکا

سمجھنا مشکل نہین انتہی اَفُوَّضُ اَمْرِیْ بِاللّٰہِ النّوَ فیق یہ مغالطہ صریح ہے کیونکہ معنی اس
آیہ کے یہ ہین کہ قرآن مجید کی باتین صاف و صریح ہین بجہت موافقت ان آیتون کے
عقل سلیم سے اور یا یہ کہ صاف و روشن ہین بجہت مطابقت اون آیات کے کتب سماویہ
سے جو ہیوو کے نزدیک بھی مسلم تہے نہ یہ کہ یہ آیات روشن ہین ہر عام پر سمجھنا اوسکا
بدون لغت دانی اور جاننے علم فصاحت و بلاغت و زبان عرب کے آسان و ممکن
ہے جیسا تفسیر فتح العزیز مین مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب نے لکھا آیات بینات
یعنی دلایل روشن اند ہم از جہت اعجاز لفظ و ہم از جہت مطابقت معنی آن آیات
با مقتضای عقل سلیم و ہم از جہت موافقت آن آیات با کتب انبیاء پیشین کہ نزد یہود
نیز مسلم الثبوت است پس انکار این آیات از بیحیائی تواند شد پس مشہور عوام بہت
صحیح ہے یہ بیچارے جو محض جاہل اور زبان سے بھی نا واقف کیونکر سمجھہ سکتے ہین
بلکہ آیات قرآنی کو بخوبی سمجھنا اور اوسکے منتہی کو پہونچنا تو اس زمانہ کے بڑے بڑے
عالمون سے بھی ممکن نہین اور قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مشکواۃ کی کتاب العلم
مین رُبَّ حامل فقہ غیر فقیہ اسپر دال ہے ترجمہ بہت سے اوٹھانے والے
فقہ کے فقیہ نہین یعنی اونکو طاقت فہمید نہین ہے اور قصیدہ امالی مین بھی کہ کتب
معتبرہ عقائد سے ہے لکھا ہے شعر جمیع العلم فی القرآن لکن + تقاصر
عنہ افہام الرجال یعنی تمام علم قرآن مین موجود ہے لیکن قاصر ہے
اوس سے فہمید لوگون کی و نیز امام حجۃ الاسلام امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر
سورہ یوسف مین ایک حدیث طویل قرآن کی فضائل مین ذکر کے ہے کہ ایک جزو
اوس حدیث کا یہ ہے وَالقرآن بحر عمیق لا یدرک قعرہٗ و لا یبلغ منتہاہٗ ترجمہ یعنی
قرآن دریاے عمیق ہے کہ نہین دریافت کیا گیا عمق اوسکا اور نہین پہونچا کوئی

اوسکے انتھا کو اور مطلب اون عوام کا یہ ہے کہ ہم لوگ مطیع اور مقلد ہین ایک امام
کے جو اونھون نے اپنی کتب مین کتاب اللہ اور کتاب الرسول سے سمجھکر لکھا اور فقہا
اور علما نے ہمکو سکھایا اوسپر چلتے ہین اور تطبیق اونکے کلام کی ساتھہ آیات بینات کے
ہمکو سخت مشکل ہے کیونکہ یہ آیات زبان عربی مین ہین اور ان آیتونکا بین اور
واضح اور آشکار ہونا نسبت زباندان عرب کے ہے نہ بہ نسبت ہمارے کہ ہم جاہل
اور بے زبان محض ہین اور نیز نظم قرآن منحصر آیات بینات مین نہین بلکہ سواے
اوس کے بہت سے اقسام ہین ازانجملہ خاص عام مشترک ماول ظاہر نص
مفسر خفی محکم مشکل مجمل متشابہ حقیقہ مجاز تصریح کنایہ وغیرہ اور صاف
صریح ایک قسم ہے ان اقسام سے اگر اوسکا سمجھنا مشکل نہین تو اور اقسام کا سمجھنا
عوام بلکہ خواص کو بھی مشکل ہے اور عوام اور جہلا تو قرآن کی تلاوت پر بھی قادر نہین
پھر معنی سمجھنا اونکا نظم قران سے بلا سمجھاے دوسرے کے اور نیز سخت دشوار
ہے اور یہی مطلب اس آیت قرآنی کا ہے کہ جو آپ سند لاتے ہین واسطے تعلیم
عوام کے یعنی هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِّنْهُمْ الخ
ترجمہ یعنی وہ اللہ ایسا ہے کہ جس نے کھڑا کیا نادانون مین ایک رسول اونہین سے
الخ کیونکہ حضرت صلعم جب تعلیم فرماتے تھے جنکو اللہ صاحب نے سعید ازلی کیا تھا
وہ با ایمان ہوجاتے تھے اور اونکو انحضرت کی تعلیم سے تزکیہ نفس حاصل ہوتا
تھا اسیطرح اس زمانہ مین بھی علماء کے زبان سے آیات قرآنی سنکر تفرقہ نابین
حلال اور حرام کے کرتے ہین اور حلال کو حلال اور حرام کو حرام جانتے ہین قولہ
وَلَقَدْ أَنزَلْنَا إِلَيْكَ آيَاتٍ بَيِّنَاتٍ ۖ وَمَا يَكْفُرُ بِهَا إِلَّا الْفَاسِقُونَ
ترجمہ بے شک اوتارے ہم نے تیری طرف باتین کھلی اور نہین منکر اوس سے وہی جو بے حکم ہین

جو لوگ بے حکم ہین اقول باللہ التوفیق تفسیر بغوی مین تحت اس آیت کے لکھا
ہے کہ یہود نے عہد کیا تھا کہ اگر ظاہر ہونگے محمد صلعم تو ہم ایمان لاوینگے پھر جب
آنحضرت ظاہر ہوے اونپر تو انکار کیا اونکا پس اسواسطے انکو یہ حکم فرمایا وَمَا
يَكْفُرُ بِهَا اِلَّا الْفَاسِقُوْنَ الخ مطلب عوام کا یہ ہے کہ ہم علما سے جو
بات سنتے ہین اونپر عمل کرتے ہین اور وقوف اور اطلاع حقیقت احکام سے
علما کو ہے اور اوسپر چلنا بھی بعینہ کام اونکا ہے اور ہم سب عوام اوس سے
قاصر ہین نہ یہ کہ اوس سے بے حکم ہین اور اوسکو نہین مانتے پس ان عوام کو تحت
اس آیت کی جو شان مین بے حکم یہود کے ہے سمجھنا اور اوس مین داخل کرنا خلاف
آیۂ قرانی ہے **قولہ** یعنی ان باتون کا سمجھنا کچھ مشکل نہین بلکہ اونپر چلنا نفس پر
مشکل ہے اسواسطے کہ نفس کو حکم برداری کسی کی بری لگتی ہے سواسلیے یہ لوگ
جو بے حکم ہین اس سے انکار کرتے ہین اور اللہ اور رسول کے کلام سمجھنے کو بہت علم
نہ چاہیے کہ پیغمبر لوٹا دالون کو راہ بتانے کو اور جاہلون کے سمجھانے کو اور بعلیون
کے علم سکھانیکو آے تھے اَقُولُ بِاللّٰہِ التَّوْفِیْقِ اگر ان باتون کا سمجھنا کچھ
مشکل نہوتا تو آپ مومنین کو کیون قوم یہود مین داخل کرکے فاسق اور بے حکم
فرماتے اور یہ جو فرمایا کہ اوسپر چلنا نفس پر مشکل ہے امر واقعی ہے ورنہ مولوی صاحب
تقلید ایمۂ اربعہ کے چہوڑکر مجتہد مسلم الاجتہاد اپنے تئین نہ سمجھتے یہ سب احکام نفس
کے ہین اللّٰھم احفظنا منہ اور جواب اس بے حکمی کا سابق گذرا اگر اللہ اور رسول
کے کلام سمجھنے کو بہت علم درکار نہ تہا تو حضرت قرآن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر
کیون نازل ہوتا کہ حضرت علم لدنی رکھتے تھے اور جو زیادہ علم رکھتا ہے اوس سے
تعلیم عوام وخواص بخوبی ظہور مین آتی ہے کیونکہ اپنی باتون کو پھیلا کرکے

اونکے ذہن مین مدعا کو جاگزین کرتا ہے جیسا کہ یہ بات اہل علم پر پوشیدہ نہین
اور یہی وجہہ تھی کہ موسی علی نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مجمع البحرین مین حضرت
خضر علیہ السلام کے پاس بھیجا کہ اونکو اللہ صاحب نے علم لدنی عطا فرمایا تھا
جیسا کہ قرآن مین اللہ صاحب نے ارشاد فرمایا اٰتَیْنٰہُ رَحْمَۃً مِّنْ عِنْدِنَا
وَعَلَّمْنٰہُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا ترجمہ اور دیا ہمنے اوسکو رحمت اپنے پاس سے
اور سکھایا اوسکو اپنے پاس سے علم اور کلام رسول اکثر تفسیر حضرت قرآن کی
ہے جو علم اوس مین درکار ہے اسمین کسیقدر علم اوس سے کیونکہ یہ پنسبت اوسکے
مفصل ہے غرضکہ بے علم کی تعلیم بہت دشوار ہے اور یہ جو فرمایا کہ پیغمبر صلعم راہ بتانی
اور علم سکھانے اور سمجھانے کو آئے تھے راست اور بجا ہے قولہ یعنی یہ اللہ
کی بڑی نعمت ہے کہ اس نے ایسا رسول بھیجا کہ ان سب بے خبرون کو خبردار
کیا اور ناپاکون کو پاک اور جاہلون کو عالم اور احمقون کو عقلمند اور راہ بہٹکے
ہوؤن کو سیدہی راہ پر لایا اقول وباللہ التوفیق تمام غور اور انصاف
ہے کہ اگر کوئی نادان ایسی عبارت لکھی کہ اوس سے صراحۃً بے ادبی بنسبت
اللہ اور رسول کے ظہور مین آوے تو محمول اوسکی نادانی اور حمق پر ہوگا کہ
کہ یہ شخص نادان اور احمق ہے اور جناب مولوی صاحب کہ مجتہد مسلم الاجتہاد
اس فرقہ وہابیہ کے ہین انکی زبان سے جو یہ کلمہ بنسبت خدا اور رسول کے
کہ اس نے ایسا رسول بھیجا کہ ان سب بے خبرون کو خبردار کیا کیونکر صادر ہوا
ظاہر امنشا اسکا بجز انانیت اور اتباع نفس وہوا کے کیا تصور کیا جاوے
کیونکہ مولوی صاحب بڑے عالم ہین کیا اتنا بھی نہین جانتے کہ ثابت بن
قیس کہ اونکے کان مین کچھہ گرانی تھی اور حضرت صلعم کے حضور مین بات باواز

ملتفت تھے جو موہم بے ادبی تھے اسوجہ سے اللہ تعالی نے یہ آیت نازل فرمائی
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَ
لَا تَجْهَرُوا لَهُ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ أَنْ تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ وَأَنْتُمْ لَا
تَشْعُرُونَ ۝ إِنَّ الَّذِينَ يَغُضُّونَ أَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُولِ
اللَّهِ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ امْتَحَنَ اللَّهُ قُلُوبَهُمْ لِلتَّقْوَىٰ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ
وَأَجْرٌ عَظِيمٌ ۝ ترجمہ اے ایمان والو مت بلند کرو اپنی آوازین نبی کی آواز
سے اوپر اور اون سے نہ بولو کہڑک کر جیسے کہڑکتے ہو ایک دوسرے پر کہین اکارت
نہ ہوجاوین تمہارے کیے اور تمکو خبر نہ ہو جو لوگ دبی آواز سے بولتے ہین رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس وہی ہین جنکے دل جانچے ہین اللہ نے ادب کیواسطے
اونکو معافی ہے اور نیک بڑا اور بے ادبی ہمارے اردو زبان مین صاف
ظاہر ہے کیونکہ کلمہ اس نے اور ان نے بہت ایسے شخص کو زبان ہند مین کہتے ہین
کہ جو بالکل ذلیل اور خوار ہو تلفظ ان کلمات سے خوف زوال ایمان ہے والحق
ما قال من ترک الادب فقد رد عن الباب یعنی جس نے ادب کو چھوڑا رد کیا گیا دروازہ
سے اور اسی طرف اشارہ ہے امتحان قلب أُولَٰئِكَ الَّذِينَ امْتَحَنَ اللَّهُ قُلُوبَهُمْ لِلتَّقْوَىٰ کمال تعجب ہے کہ آپ کے چچا صاحب یعنی شاہ عبد العزیز صاحب
دہلوی اپنی تفسیر عزیزی مین جابجا ایسا تحریر فرماتے ہین کہ اللہ صاحب جنین فرمایا
اور مولوی صاحب زبان ہند مین ایسا فرماتے ہین دونون صاحبون کے کلام
مین فرق بڑا ہے اور منشا اسکا یہ ہے کہ مولوی صاحب نے اتباع اونکی چھوڑکر
بنفس نفیس اجتہاد پر کمر باندہی ہے بہین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا + قولہ
جو کوئی یہ آیت سنکر یہ ترن سمجھنے لگے کہ پیغمبر کی بات سوائے عالمون کے کوئی نہیں

سمجھ سکتا ہے اور انکی راہ پر سوائے بزرگون کے کوئی نہین چل سکتا سو اس نے
اس آیت کا انکار کیا اور اس نعمت کی قدر نہ سمجھی بلکہ یون کہنا چاہیئے کہ جاہل لوگ
انکا کلام سمجھکر عالم ہوجاتے ہین اور گمراہ لوگ انکی راہ پر چلکر بزرگ بنجاتے ہین
اَقُوْلُ وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق غرض قائل یہ ہے یعنی پیغمبر صلعم کی بات یعنی حدیث
سوائے علماء کے کوئی نہین سمجھتا کیونکہ حق فہمید علما ہی کے واسطے ہے کہ
وہ زبان عربی سے واقف ہین یا یہ غرض ہے کہ یہ مرتبہ فہمید علما ہی کو ہے
اور ہم اون کی تعلیم سے واقف ہوتے ہین جیسا کہ اللہ صاحب نے فرمایا
اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمٰٓؤُا یعنی نہین ڈرتے اوس کے بندون
سے مگر علما مطلب اسکا یہ ہے کہ حق خوف خشیت علما ہی کو ہے اور خوف عوام
اونکے مقابلہ مین کچھ نہین یہ کلام ان کا اسی آیت پر حمل کیا جاویگا اور تمامی
مسلمین کو منکرین اور کافرین مین داخل کرنا شان علماء سے نہایت بعید ہے
سے مرد آخرین مبارک بندہ الیست اور جواب دوسرے فقرہ کا بھی اس پر
قیاس کرنا چاہیے کہ غرض اوسکے اظہار کمال علما اور بزرگونکا اور اپنا اظہار
قصور اور عجز ہے کیونکہ شان مسلمین سے انکار آیت قرانی بمراحل دور ہے اور یہ
یہ جو فرمایا کہ جاہل لوگ انکا کلام سمجھکر عالم ہوجاتے ہین اور گمراہ لوگ انکی راہ
پر چلکر بزرگ بنجاتے ہین کچھ شک نہین الصُّحْبَۃ تؤثر جو صحبت علما کی کرتے ہین وہ عالم
ہوجاتے ہین **قولہ** اسبات کی مثال یہ کہ جیسے ایک بڑا حکیم ہو اور ایک سخت بیمار
پھر کوئی شخص اس بیمار سے کہے کہ فلانے حکیم کے پاس جا اور اوس سے علاج کر
وہ بیمار یہ جواب دے کہ اوسکے پاس جانا اور اوس سے علاج کرنا بڑے بڑے
تندرستونکا کام ہے مجھسے کیونکر ہوسکے کہ مین سخت بیمار ہون سو وہ بیمار

بڑا احمق ہے اور اس حکیم کی حکمت کا انکار رکھتا ہے اسواسطے کہ حکیم تو بیماروں ہی کے علاج کرنے واسطے ہے جو تندرستوں کا علاج کیا کرے اور اونہیں کو اوسکی دوا سے فائدہ ہو اور بیماروں کو کچھہ فائدہ نہ ہو تو وہ حکیم کاہیکا غرض جو کوئی بہت جاہل ہو اوسکو اللہ اور رسول کے کلام سمجھنے مین زیادہ رغبت چاہیئے اور جو بڑا گنہگار ہو اوسے اللہ اور رسول کے راہ پر چلنے مین زیادہ کوشش چاہیے سو ہر خاص و عام کو چاہیئے کہ اللہ اور رسول ہی کے کلام کو تحقیق کرین اور اوسکو سمجھین اسی پر چلین اور اسی کے موافق اپنے ایمان کو ٹھیک کرین **اقول و باللہ التوفیق** یہ مثال مطابق مثل لہ کے نہین اس واسطے کہ یہان حکیم کہان موجود ہے کہ جسکے پاس جاکر اوسکے کلام کو پوچھین مگر اوسکا کلام اور وہ زبان عربی ہے اور سمجھنا اس کلام کا سوائے علما او مجتہدین کے بغیر سے ممکن نہین پس جو ہمارے امام صاحب کہ جنکو امام ابی حنیفہ کوفی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہین کہ وہ مجتہد مسلم الاجتہاد اکثر خلایق ہین اور اونکے صاحبین کہ اونہون نے تمام احکام عبادات او معاملات کے بخوبی اپنی کتابون مین بیان کردیئے اب آج کون ماہر ہے کہ جن کے پاس جاکر تحقیق قرآن او حدیث کرین او عوام شود لیاقت فہم زبان عربی کے نہین رکھتے کہ اوسکو پوچھکر علاج امراض بدنی و نفسانی او روحانے کرین تا تزکیہ و تصفیہ نفس حاصل ہو اور بدولت اوس کے فلاح اور نجات ہو بلکہ اس جا مثال مطابق مثل یہ ہے کہ کلام اللہ او رسول کا مثل بحر عمیق ہے کہ اوس سے عبور کرکے انسان کو اپنے منزل مقصود تک پہونچنا سخت دشوار ہے مگر باعانت علمائے دین کیونکہ عبور دریا کا اساں ہے بہ دانان خدا کے کہ وہ اپنے جہازون مین آدمیون کو بٹھلا کر منزل مقصود کو پہونچاتے ہین

بہی ہی چونکہ راہ خطرناک ہے اور خوف غرق ہر ایک کو پیش اسواسطے قریب منزل پہونچی ایک رہبان کو کہ وہ عارف جزئیات دریا ہوتا ہے اوسکو اپنے ساتھ لیکر باعانت اوسکی منزل تک فنان کو پہونچا دیتے ہین پس یہی حال علماے دین کا بنسبت کتاب اللہ اور کتاب الرسول کے ہے کہ ہر ایک حتی الامکان اپنی تعلیم وتلقین سے ہر شخص کو راہ راست پر لاتے ہین اور جب اونکو کسی مسایل مین شکوک واقع ہوتے ہین تو وہ رجوع طرف امام صاحب کے کہ وہ عارف مسائل دریاے کتاب وسنت ہین کرتے ہین اور باستعانت اونکے منزل مقصود کو پہونچتے ہین اور تمام خلایق کو پہونچاتے ہین اور تفسیر کتاب او سنت بالراے نہین کرتے کہ یہ دین مین ممنوع ہے **قولہ** اب سننا چاہیئے کہ ایمان کے دو چیزین ہین خدا کو خدا جاننا اور رسول کو رسول خدا کو خدا سمجھنا اسیطرح ہوتا ہے کہ اوسکا شریک کسی کو نہ سمجھے اور رسول کو رسول سمجھنا اسیطرح ہوتا ہے کہ اس کے سوا کسی کی راہ نہ پکڑے اس پہلی بات کو توحید کہتے ہین اور اسکے خلاف کو شرک دوسری بات کو اتباع سنت کہتے ہین اور اوس کے خلاف کو بدعت سو ہر کسی کو چاہیئے کہ توحید اور اتباع سنت کو خوب پکڑے اور شرک اور بدعت سے بہت بچے کہ یہی دو تو چیزین اصل ایمان مین خلل ڈالتے ہین اور باقی گناہ اون سے پیچھے ہین کہ وے اعمال مین خلل ڈالتے ہین اور جاہیے کہ جو کوئی توحید اور اتباع سنت مین بڑا کامل ہو اور شرک اور بدعت سے بہت دور اور لوگون کو جسکے صحبت سے یہی بات حاصل ہوتی ہو اسی کو اپنا پیر اور استاد سمجھے سو اس سبب کئی آیتین اور حدیثین کہ جنمین بیان توحید اور اتباع سنت کا ہے اور برائی شرک اور بدعت کی اس رسالہ مین جمع کین اور ان آیتون اور حدیثون کا ترجمہ اور اونکے

حاصل معنی کا بیان زبان ہندی سلیس مین کر دیا تاکہ عوام اور خواص اس سے فائدہ برابر اوٹھاوین اور جنکو اللہ توفیق دیوے وے سیدھی راہ پر ہو جاوین اور بتانے والے کو وسیلہ نجات ہووے آمین یارب العالمین

اقول و باللہ التوفیق سبحان اللہ جناب مولوی صاحب تو بڑے متبع قرآن و حدیث کے ہین اور جو کچھہ فرماتے ہین انھین قرآن و حدیث سے استنباط کرکے ارشاد کرتے ہین جب ایمان کے دو جزو ہوئے ایک خدا کو خدا جاننا اور رسول کو رسول اور مجموع دونون جزو کا یہ ہوا کہ خدا کو خدا جاننا اور رسول کو رسول اب استجا یہ سوال ہے کہ آیا یہ کسی آیت کا ترجمہ ہے یا کسی حدیث کا اگر آیت کا ترجمہ ہے تو وہ کون آیۃ ہے اور اگر حدیث کا ترجمہ ہے تو وہ کون حدیث ہے بیان اوسکا ضرور ہے اور ظاہرا یہ خلاف مذہب جمہور ہے جیساکہ مقدمہ مین اور بحث فائدہ سابقہ کے جانا گیا اور ظاہر ہے کہ کیونکہ صرف خدا کو خدا جاننا اور رسول کو رسول واسطے ایمان کے کافی ہوگا کہ اسجا نہ تصدیق قلبی ہے اور نہ اقرار اس لئے کہ جاننا مرادف دانستن ترجمہ لفظ علم کا ہے اور یہ امر باتفاق محققین ثابت ہے کہ ایمان عبارت ہے تصدیق بما جاء بہ النبی صلعم من عند اللہ اور اقرار سے یعنی ایمان عبارت ہے اعتقاد اون چیزون سے جسکو حضرت رسول صلعم اللہ کے نزدیک سے لائے اور اوسکے اقرار سے جیساکہ اللہ تعالی نے سورہ نحل مین فرمایا مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْ بَعْدِ اِیْمَانِهٖٓ اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَ قَلْبُهٗ مُطْمَىٕنٌّۢ بِالْاِیْمَانِ ترجمہ کوئی منکر ہوا اللہ کا پیچھے ایمان کے مگر وہ شخص کہ زور لایا گیا اوسپر سا تہہ اجرا

کلمہ کفر کے اور حالانکہ قلب اوسکا مطمئن ہے ساتھہ تصدیق قلبی کے
پس اس آیۃ سے یہہ امر تحقیق ہوا کہ ایمان عبارت تصدیق سے ہے
اور وہ کسی حالت مین ساقط نہین ہوتی اور اقرار ساقط ہو جاتا ہے نہ صرف
جاننے خدا اور رسول سے جیسا مولوی صاحب نے فرمایا ولو سلمنا کہ
صرف خدا کو خدا جاننا اور رسول کو رسول ایمان ہو مگر یہ تفسیر جو مولوی صاحب نے
فرمایا کہ رسول کو رسول جاننا اسطرح ہوتا ہے کہ اسکے سوا کسیکی راہ
نہ پکڑے یعنی اوسیکی راہ پر چلے دوسرے کی راہ پر نہ چلے اس سے لازم آتا ہے
کہ عمل بالارکان جزو ایمان ہو حالانکہ عمل بالارکان باتفاق علما حنفیہ
جزو ایمان نہین ہے اسوجہ سے کہ کتاب اللہ اور کتاب الرسول مین
عطف اعمال کا ایمان پر آیا ہے جیسا کہ اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا
اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ الخ اور یہ امر بدیہی ہے کہ
مابین معطوف و معطوف علیہ مغایرت ضروری ہے کما لایخفی علی من لہ
ادنی مسکۃ فی العلم اور نیز جب کہ اتباع سنت جزو ایمان ہوا تو لازم آتا ہے
کہ کل محمدی مومن نہ ہون اسلئے کہ کوئی متبع کل سنت کا نہین ہے
اور لازم ہوگا کہ کل فرقہ اسلامیہ دائرہ اسلام و ایمان سے خارج ہو جاوین
اور یہ خلاف حدیث اور مذہب محققین ہے پس تعریف جامع نہ ہوگی اور اگر
کوئی خدا کو خدا اور رسول کو رسول جانے اور ساتھہ اسکے شرک بھی نہ
کرے اور متبع سنت بھی ہو اگرچہ وہ اعتقاد و تصدیق نرکھتا ہو تعریف
مذکور سے لازم آتا ہے کہ وہ بھی مومن ہو حالانکہ وہ ہرگز مومن نہین بسبب
نہ ہونے تصدیق کے کہ وہ راس ایمان ہے پس تعریف مولوی صاحب

سے کہ مانع بھی نہ ہوئے اور یہ جو فرمایا ہے کہ اسکے سوائے کسی کی راہ نہ پکڑے کسیکی
راہ نہ پکڑنے سے کیا مطلب ہے آیا مراد اوس سے راہ شیطان ہے تو مسلمنا
اور اگر یہ مراد ہے کہ صحابہؓ کی راہ یا ایمہ اربعہ کی تو غیر مسلم کیونکہ خود حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ اَصْحَابِیْ کَالنُّجُوْمِ فَبِاَیِّہِمْ اِقْتَدَیْتُمْ
اِہْتَدَیْتُمْ یعنی حضرت نے فرمایا کہ صحابہ میرے مثل ستارون کے ہین پس ساتھ
جن ایک کے اونمین سے اقتدا کرو تم سب راہ پاوگے اور نیز اتباع سنت بے
روایت صحابہ ممکن نہین کیونکہ کل احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بواسطہ
روایت ان حضرات کے شریح قرطاس ہوئین اور جامعین اونکے بخاری ہون یا مسلم
یا ابوداود یا غیر ذلک من الرواۃ اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ داخل ہین
حدیث خَیْرُ الْقُرُوْنِ قَرْنِیْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَہُمْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَہُمْ
مین یعنی فرمایا اس حدیث مین حضرت صلعم نے کہ بہترین زمانہ کا میرا زمانہ ہے
پھر وہ زمانہ ہے جو میرے زمانہ سے ملا ہے پھر وہ زمانہ جو اوس زمانہ سے
ملا ہے تو پھر جب امام صاحب داخل بعض قرون کے ہوئے تو تابعین ہونگے
یا تبع تابعین تو اونکی اقتدا بعینہ اتباع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور
اسکی تحقیق پر فرقان مجید ناطق ہے جیسا فرمایا اللہ تعالی نے سورہ آل عمران
مین اِنَّ اَوْلَی النَّاسِ بِاِبْرَاھِیْمَ لَلَّذِیْنَ اتَّبَعُوْہُ وَھٰذَا النَّبِیُّ
وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَاللّٰہُ وَلِیُّ الْمُؤْمِنِیْنَ ترجمہ اللہ صاحب نے فرمایا
کہ بہ تحقیق اولی اور اسبق آدمیون سے ابراہیم کے ساتھ وہ لوگ ہین کہ پیروی
اونکی کی ابراہیم علیہ السلام کے اور اپنے بال بچون کو شہر بابل مین چھوڑ کر حضرت
ابراہیم کے ساتھ چلے گئے اور بعد اونکے یہ نبی اور جو لوگ کہ ایمان لائے حضرت پر

اور اللہ دوست ہے مومنین کا تو دیکھو کہ اتباع مومنین ساتھہ ابراہیم کے
بواسطہ نبینا صلی اللہ علیہ وسلم کے حاصل ہوئی اور اللہ ان سب مومنین کا
دوست ہے اور اتباع دوستان خدا کی عین اتباع خدا اور رسول ہے اور
جواب باقی عبارت کا اجوبہ سابقہ اور نیز اس بیان سے ظاہر اور آشکارا ہے
حاجت مکرر بیان کی نہین **قولہ** اول معنی شرک اور توحید کے سمجھنا چاہئے
تا برائی و بھلائی انکی قرآن و حدیث سے معلوم ہو سنا چاہئے کہ اکثر لوگ
پیرون کو اور پیغمبرون کو اور امامون کو اور شہیدون کو اور فرشتونکو اور پریون کو
مشکل کے وقت پکارتے ہین اور انسے مرادین مانگتے ہین اور انکی منتین مانتے
ہین اور حاجت برائی کے لئے نذر و نیاز کرتے ہین اور بلا کے ٹلنے کے لئے اپنے
بیٹون کو انکی طرف نسبت کرتے ہین کوئی اپنے بیٹے کا نام عبد النبی رکھتا ہے
کوئی علی بخش کوئی حسین بخش کوئی حسن بخش کوئی مدار بخش کوئی سالار بخش
کوئی غلام محی الدین کوئی غلام معین الدین پھر انکے جینے کے لئے کوئی کسیکے
نام کی چوٹی رکھتا ہے کوئی کسیکے نام کی بدھی کوئی کسیکے نام کے کپڑے
پہنتا ہے کوئی کسیکے نام کی بیڑی ڈالتا ہے کوئی کسیکے نام کے جانور ذبح کرتا ہے
کوئی مشکل کیوقت کسی کی دہائی دیتا ہے کوئی اپنی باتو نمین کسیکے نام کی
قسم کھاتا ہے غرضکہ جو کچھہ ہندو اپنے بتون سے کرتے ہین سو وہ سب کچھہ
یہ جھوٹے مسلمان اولیاء انبیا امامون شہیدون سے اور فرشتون اور
پریون سے کر گذرتے ہین اور دعوی مسلمانی کا کئے جاتے ہین سبحان اللہ
یہ منہ اور یہ دعوی **اقول و باللہ التوفیق** پوشیدہ نرہے یہ بات کہ مطلق پکارنا
انبیا اور اولیاء کا شرع مین بلا لحاظ مقابلہ خدا کے بلکہ بلحاظ برکات اسمیہ کے

اللہ تعالیٰ ابرکت اون کے اسماء کے بلا کو ٹالتا ہے ممنوع نہین اور جو قرآن
مین نفی دعا غیر اللہ کی وارد ہوئی مراد اوس دعا سے عبادت ہے
جیسا کہ اللہ صاحب نے اس آیۂ کریمہ مین ارشاد فرمایا ہے وَالَّذِيْنَ
تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ الخ اس آیۃ
مین تدعون سے مراد تعبدون ہے ترجمہ یعنی وہ لوگ کہ عبادت کرتے
ہین سوائے اللہ کے کہ نہ ضرر پہونچاتے ہین اونکو نہ نفع چنانچہ یہ معنی تفسیر بغوی
مین بتصریح مذکور ہے اور ذکر اسکا آیندہ آویگا اور نذر و نیاز دوستان خدا
کے باب مین معنی کہ ثواب کھانے پینے کا دوستان خدا کو ہدیہ کرنا نزدیک حنفیہ
کے جایز او رمشروع ہے اس مین کچھ قباحت نہین اور یہ افعال جو عوام
بلا کے ٹالنے کیواسطے اپنے بیٹون کو اونکے طرف نسبت کرتے ہین جواب
اسکا بہ تفصیل تمام شرح اسامی مین انشاء اللہ ابھی ذکر کیا جاویگا فلینظر
اے بھائیو بگوش ہوش سنو تا بخوبی حقیقت ان نامونکی ظاہر اور آشکار
ہوجانا چاہیے کہ عبد کے دو قسم ہین ایک بندۂ خالق اور ایک بندۂ مخلوق
بندۂ خالق یعنی جیسے عبد اللہ و عبد الرحمن وقس علی ہذا جب عبد اضافت
کیا جاویگا طرف اللہ کے تو مراد اوس سے معنی حقیقی عبد کے لیے جاوینگے
یعنی پوجنے والا اللہ کا اور عبد مخلوق کی بھی دو قسم ہین قسم پہلی وہ کہ جسکی
اضافت طرف مخلوق کے صحیح و درست نہین ہے جیسے عبد الحارث یعنے
عبد الشیطان یہان بھی معنی حقیقی مراد ہین یعنی پوجنے والا شیطان کا
اور اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اپنی ناخوشی سورۂ اعراف مین بہ نسبت
آدم و حوا کے ظاہر کی اور ارشاد کیا هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ

وَاحِدَةٍ وَجَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا لِيَسْكُنَ إِلَيْهَا فَلَمَّا تَغَشَّاهَا حَمَلَتْ حَمْلًا
خَفِيفًا فَمَرَّتْ بِهِ فَلَمَّا أَثْقَلَتْ دَعَوَا اللَّهَ رَبَّهُمَا لَئِنْ آتَيْتَنَا
صَالِحًا لَنَكُونَنَّ مِنَ الشَّاكِرِينَ فَلَمَّا آتَاهُمَا صَالِحًا جَعَلَا لَهُ
شُرَكَاءَ فِيمَا آتَاهُمَا فَتَعَالَى اللَّهُ عَمَّا يُشْرِكُونَ وہ ایسا اللہ ہے کہ
پیدا کیا تمہارے تئین ایک ذات واحدہ سے اور اوس ذات واحدہ
سے جوڑا اوسکا تا یہ کہ ٹھہرے نزدیک اوسکے پس جسوقت ڈھانک لیا اوسنے
زوجہ کو حاملہ ہوئی وہ حمل ہلکا پس گذرے اوسپر ایام حمل کے پس جسوقت
زیادہ بوجھل ہوئی دعا کیا اون دونون نے اللہ سے اگر عطا کریگا تو ہمکو
لڑکا نیکبخت البتہ ہم دونو ہونگے شاکرین سے اور جب عطا کیا اون
دونوکو لڑکا گردانا اونہون نے شریک اللہ کا یعنی نام اوسکا عبد الحارث
رکھا یعنی بندہ شیطان کا پس برتر ہے اللہ اوس چیز سے کہ ساجھے
کرتے ہین اللہ کا ناموں مین اسیطرح لکھا ہے تفسیر عباسی اور کبیر اور معالم
التنزیل اور بیضاوی اور جلالین اور حسینی وغیرہ مین لیکن شرح مواقف
مین لکھا ہے کہ اکثر مفسرین ثقات پر ہین کہ خطاب بیچ آیت ھو الذی خلقکم
کے واسطے قریش کے ہے نہ واسطے آدم کے اور اس واقعہ کو بجانب قصی کہ
جد رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہین نسبت کی ہے اور کہا
مراد نفس واحدہ سے قصی ہین اور جعل منہا زوجہا سے بی بی اون کی
عربیہ قریشیہ اونکی جنس سے نہ یہ بات کہ پیدا کیا اوسکو قصی سے اور ان دونون
کا اشتراک یہ ہے کہ نام رکھا لڑکونکا عبد مناف اور عبد العزی اور عبد الدار
اور عبد شمس اور ضمیر یشرکون کی راجع ہے طرف ان دونون اور

اونکی اولاد کے اور اوپر اس تقدیر ضمیر جعلا کی راجع نہین ہے طرف آدم و
حوا کے اور بر تقدیر صحت رجوع ضمیر جانب ان دونون کے پس کہان ہے
دلیل شرک کی الوہیت مین اور شاید کہ مراد شرک سے آیت مین میلان
ہے جانب بندگی شیطان اور اوسکی وسوسہ کے ساتھہ رجوع کی اونسے
جانب خدا کے بلا اطاعت شیطان کے اوسکے فعل مین اور یہ میل کہ متفرع
ہے وسوسہ پر داخل نہین تحت اختیار کے پس نہوگا گناہ اور سوا اس کے
اور بھی وجہ تنزیہ آدم و حوا کے شرک سے اسی کتاب مین مذکور ہے جسکو
اطلاع اوسپر منظور ہو اس کتاب مین دیکھلے تمام ہوا خلاصہ عبارت شرح مواقف
کا اس بیان سے یہ بات معلوم ہوئی کہ انبیا علیہم السلام شرک اور کفر سے
معصوم اور پاک اور صاف ہین اور معنی حقیقی شرک کے تسمیہ فی الشرک مین
یہی معنی ہین اسواسطے کہ سواے مشرکین کے اپنے تئین کون عبد الشیطان
کہیگا اور الوہیت مین ساتھہ اللہ تعالی کے شریک کریگا اور دوسرے قسم عبد
مخلوق کے کہ اضافت کیجاتی ہے جانب مخلوق کے یہ ہے کہ فرمایا اللہ تعالی
نے وَأَنكِحُوا الْأَيَامَىٰ مِنكُمْ وَالصَّالِحِينَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَإِمَائِكُمْ إِن
يَكُونُوا فُقَرَاءَ يُغْنِهِمُ اللَّهُ مِن فَضْلِهِ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ ترجمہ اور
بیاہ دو رانڈون کو اپنے مین سے اور لایق والونکو غلامون اپنے مین سے
اور لونڈیون اپنے مین سے اگر ہونگی فقیر حاجت روائی کریگا اونکی اللہ اپنے
فضل سے اور اللہ کشایش والا اور جاننے والا ہے اس جا اللہ صاحب نے
نسبت غلامون اور لونڈیون کے جانب مخاطبین کے فرمائی اگر یہ اضافت
عبد کی طرف مطلق مخلوق کے ممنوع ہوتی تو یہہ نسبت عبد کے طرف عام دیکھو

کیون فرمائی اس سے معلوم ہوا کہ یہ نسبت عبد کے طرف سایر مخلوقات کی
صحیح و درست ہے اور یہ جزار کفر ہے کہ وہ جہاد کے درمیان مین گرفتار
ہوکر لونڈی و غلام تمام آدمیون کے ہوے اور مبتذل و محقر ہوکر بازار
بک گئے اور اسیطرح یہ نسبت عبد کیطرف سایر ابنیا کے مثل عبد النبی و عبد الرسول
جایز و صحیح ہے کیونکہ یہ سو نہین درم ناخریدہ غلام و لونڈی ان حضرات
کے ہین اور اسکی مثال ایسا سمجھنا چاہیے جیسا کہ ایک شخص آپ کیخدمت مین
ایک لڑکی کو لیکر آوے اب اوس سے پوچھی کہ یہ تمہارا لڑکا ہے اور وہ
اوسکے جواب مین یہ کہے کہ یہ آپ کا غلام ہے تو معنی اسکے یہ ٹھہرے کہ آپ کا
خادم ہے نہ یہ کہ آپ کا پوچھنے والا اور استعمال اس معنی کا اس مقام مین
مجازی ہے نہ حقیقی اور سابق گذرا کہ منجملہ اقسام نظم قرآن کے ایک حقیقت
ہے دوسرے مجاز کہ مین معنی حقیقی مراد ہوتے ہین جیسے عبد اللہ و عبد الحارث
مین جیسا سابق گذرا کہ اضافت اول جایز و اضافت دوم ناجایز اور یہ
دو تو اضافت لونڈی و غلام کے طرف آدمیون کے یا اضافت عبد کی
طرف انبیاء و اولیاء کے نسبت مجاز ہے یعنی مراد اس سے خادم ہے و
عبد الرحمٰن و سالار بخش وغیرہ یہ سب نام مہمل ہین اس واسطے کہ قاعدہ فارسی
مین سبب اسم اور امر کو ملا کر ترکیب دیتے ہین تو اوسکے معنی اس فاعل ترکیبی
کے ہوتی ہین اور اس صورت مین یہ معنی ہونگے کہ مار کا بخشنے والا جیسے
فارسی مین دلدوز و جانسوز کے معنی ہین کہ دل کا سینے والا و جان کا جلانیوالا
تو اسجایہ معنی بالکل غیر مقصود ہے اور التفات طرف معنی غیر مقصود کے
اصلا جایز نہین ہے حقیقت یہ ہے کہ اس قسم کے نام رکھنے والے اکثر جہال ہ

وہ بے تمیز ہوتے ہین جنکو معنی سے کچھہ واسطہ نہین ہے ونیز علم و نام
مین معنی غیر مقصود ہوتے ہین پس اس صورت مین یہ اعتراض ایسے
ناموں پر بے محل ہے اور نہ ایسے نام کے رکھنے والے مشرک ہین اور
اگر بفرضنا ہون بھی تو اوسپر کوئی آیۃ و حدیث چاہیے تاکہ اعتراف
کرکے ان جہال مومنین کو مشرکین مین داخل کرین اور فی زماننا
جہال جو کچھہ کہ اعمال بہ نسبت پیرون و شہیدون وغیرہ کے کرتے ہین
خلاف مشروع ہے اور غیر جائز نہ یہہ کہ شرک کیونکہ شرک عبارت ہے
اس سے کہ مستحق عبادت کا سوائے اللہ کے دوسرے کو ٹھرانا جیساکہ
عقائد نسفی و عقائد جلالی مین مذکور ہے یا اونکو واجب الوجود سمجھنا جیسا کہ
خداتعالے کو سمجھتے ہین اور یہہ مومنین نہ انکو خدا جانتے ہین اور نہ واجب الوجود
اور یہی معنی شرک کے تفسیر کبیر مین صراحتہً مذکور ہے بخلاف مشرکین و کافرین کے
ایک کو دوسرے پر قیاس کرکے حکم کفار و مشرکین کا مسلمانون مین جاری
کرنا بعید انصاف سے ہے اور نیز تخلیط احکام اصلا شرع مین جائز نہین
قولہ سچ فرمایا ہے اللہ صاحب نے سورۂ یوسف مین وَمَا یُؤْمِنُ اَکْثَرُھُمْ
بِاللّٰہِ اِلَّا وَھُمْ مُشْرِکُوْنَ۔ ترجمہ اور نہین مسلمان ہین اکثر لوگ مگر
کہ شریک کرتے ہین یعنی اکثر لوگ جو دعوی ایمان کا رکھتے ہین سو شرک مین
گرفتار ہین پھر اگر کوئی سمجھانیوالا ان لوگون کو کہے کہ تم دعوی ایمان کا رکھتے ہو
اور افعال شرک کے کرتے ہو یہہ دونون راہین کیون ملائے دیتے ہو
اسکا جواب دیتے ہین کہ ہم تو شرک نہین کرتے ہین بلکہ اپنا عقیدہ انبیا و اولیا
کی جناب مین ظاہر کرتے ہین شرک جب ہوتا کہ ہم ان انبیا و اولیا پیرواش اور

شہیدون کو اللہ کے برابر سمجھتے سو یون تو ہم نہین سمجھتے بلکہ اونکو ہم اللہ
ہی کا بندہ جانتے ہین اور اوسیکا مخلوق اور یہہ قدرت تصرف کی
اوسی نے اونکو بخشی ہے اور اوسی کی مرضی سے عالم مین تصرف کرتے
ہین اور انکا پکارنا عین اللہ کا پکارنا ہے اور اونسے مدد مانگنی عین
اوسی سے مدد مانگنی ہے اور وے لوگ اللہ کے پیارے ہین جو چاہین
سو کرین اور اوسی کی جناب مین ہمارے سفارشی ہین اور وکیل اور
اونکے ملنے سے خدا ملتا ہے اور اونکے پکارنے سے اللہ کا قرب
حاصل ہوتا ہے اور جتنا ہم انکو مانتے ہین اوتنا اللہ سے نزدیک ہوتے ہین
اور اسطرح کی خرافاتین بکتے ہین اور ان باتونکا سبب یہہ ہے کہ خدا و
رسول کی کلام کو چھوڑکر اپنی عقل کو دخل دیا اور جھوٹھی کہانیون کے
پیچھے پڑے اور غلط رسمونکی سند پکڑی اور اللہ و رسول کا کلام تحقیق
کرتے تو سمجھ لیتے کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے بھی کافر لوگ
ایسی ہی باتین کرتے تھے اللہ صاحب نے اونکی ایک نہ مانی اور اوپر غصہ
کیا اور اونکو جھوٹھا بنایا چنانچہ سورہ یونس مین اللہ صاحب فرماتا ہے
وَيَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَيَقُولُونَ
هٰؤُلَاءِ شُفَعَاؤُنَا عِنْدَ اللَّهِ ۚ قُلْ أَتُنَبِّئُونَ اللَّهَ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي السَّمَاوَاتِ
وَلَا فِي الْأَرْضِ ۚ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَىٰ عَمَّا يُشْرِكُونَ ۔ اور پوجتے ہین ورے
اللہ سے ایسی چیز کو کہ نہ کچھہ فائدہ دیوے و نہ کچھہ نقصان اور کہتے ہین کہ یہہ
لوگ ہمارے شفارشی ہین اللہ کے پاس کہہ کیا تم بتاتے ہو اللہ کو جو نہین
جانتا وہ نہ آسمان مین نہ زمین مین سو وہ نرالا ہے انسے جنکو یہہ شریک

بتاتے ہین فائدہ یعنی جنکو لوگ پکارتے ہین اونکو اللہ نے کچھہ قدرت
نہین دی نہ فائدہ پہونچانی کی نہ نقصان کر دینے کی اور یہہ جو کہتے ہین کہ
یہہ ہمارے سفارشی ہین اللہ کے پاس سو یہہ بات اللہ نے نہین بتائی
پھر کیا تم اللہ سے زیادہ خبردار ہو کہ اوسکو بتاتے ہو جو وہ نہین جانتا
اس آیۃ سے معلوم ہوا کہ تمام آسمان و زمین مین کوئی کسیکا ایسا
سفارشی نہین کہ ماننے اور اسکو پکارنے تو کچھہ فائدہ یا نقصان پہونچے بلکہ
انبیا اور اولیا کی سفارش جو ہے سو اللہ کے اختیار مین ہے انکے پکارنے
نہ پکارنے سے کچھہ نہین ہوتا اور یہہ بھی معلوم ہوا کہ جو کوئی کسیکو سفارشی
بھی سمجھکر پوجے وہ بھی مشرک ہوجاتا ہے اقول وباللہ التوفیق
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو امین تھے آسمان و زمین مین اور آپ دعاے
اتباع انحضرت کا رکھتے ہین اسیکا نام اتباع ہے کہ جو آیتین حق مشرکین مین
ہون اوسکو حق مومنین مین ٹھراکر اونکو داخل مشرکین کرتے ہین اور آیۃ کریمہ کا
ترجمہ بالراے فرماتے ہین اور حالانکہ تفسیر بالراے ہرگز جائز نہین بلکہ فاعل
اسکا مستحق وعید ہے جیساکہ مشکوۃ مین وارد ہے مَنْ قَالَ فِي الْقُرْآنِ
بِرَأْيِهِ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ فِي النَّارِ ترجمہ جسنے کہا قران مین اپنی عقل سے
پس چاہیے کہ ڈھونڈھے اپنی جگہہ بیٹھنے کی آگ مین اور یہہ جو معنی آپ نے لکھا
اس آیۃ کریمہ کی لکھے ہین یہہ تفسیر جدید بالراے ہے کسی مفسر نے ایسا ترجمہ
نہین کیا کیونکہ آیۃ اول مین مراد مایومن سے صرف اقرار ہے یعنی اقرار نہین
کرتے اکثر ان مشرکین کے ساتھہ اللہ کے مگر وہ کہ شریک کرتے ہین ساتھہ اللہ
کے جیساکہ تفسیر کبیر مین لکھا ہے فالمعنے انھم کانوا یقرون بوجود

اللہ ولئن سألتهم من خلق السموات والارض لیقولن اللہ
الا انهم کانوا ینسبون له شریکا فی المعبودیة یعنی یہ ہین کہ تحقیق
مشرکین تھے اقرار کرنیوالی ساتھہ وجود اللہ کے اور اگر پوچھے اے محمد اونسے کسنے
پیدا کیا آسمان اور زمین کو ہر آئینہ کہتے ہین کہ اللہ نے مگر تحقیق وہ لوگ تھے
کہ نسبت کرتے تھے واسطے اللہ کے شریک معبودیت مین اور اسی تفسیر مین مذکور ہے
واحتجت الکرامیة بهذه الآیة علی ان الایمان عبارة عن
مجرد الاقرار وجوابه معلوم واللہ اعلم انتہی ترجمہ یعنی اور دلیل لاتے ہین
کرامیہ اس آیة سے اثبات پر کہ تحقیق ایمان عبارت ہے مجرد اقرار سے
اور جواب اوسکا جانا گیا ہے بیچ کتاب عقائد و کتب کلامیہ کے یہہ یعنی
لغوی ہین اور حال معنی اصطلاحی کا مقدمہ مین مذکور ہوا پس مسلمانون کو
تحت اس آیت کے جو شان مین مشرکین کے ہے داخل کرنا مقتضائے آیت
نہین ہے اور اگر مؤمن سے مراد مسلمون ہوتے جیسا مولویصاحب نے
فرمایا تو رب العزت یون ارشاد فرماتا کہ لا یشرک اکثرہم باللہ الا وہم مسلمون
کیونکہ ایمان ان مسلمانونکا مقدم ہے انکے افعال پر جسکو مولویصاحب نے
نسبت بشرک کیا اور مراد یعبدون من دون اللہ سے یدعون
لینا جیسا کہ فائدہ مین زیب تحریر ہوا محض خلاف ہے پس مومنین تحت
اس آیة کے ہرگز داخل نہین اسواسطے کہ کوئی مومنین سے عبادت غیر اللہ کی
نہین کرتا جیسا کہ ترجمہ اس آیة سے ظاہر ہوگا اب تحقیق اس آیة کریمہ
ویعبدون من دون اللہ الخ بگوش ہوش سننا چاہیے اللہ تعالی توفیق
خیر دے مسلمانونکو کہ بموجب یستمعون القول فیتبعون احسنہ کی اتباع

تحقیق تغییر کرین ترجمہ آیۃ کریمہ کا یہ ہے اور پوجتے ہین مشرکین اور بت پرست سوائے
اللہ کے اصنام اور بتونکو کہ نہین ضرر پہونچاتے ہین انکو اور نہین نفع دیتے ہین انکو
اور سب کہتے ہین کہ یہ اصنام شفاعت کرنیوالے ہمارے ہین اللہ کے اور یہ معنی اہل
انصاف کے نزدیک دلیل صاف ہے اسپر کہ لفظ ما سے مراد غیر ذوی العقول ہے
خود انبیا اور اولیاء وغیر ذلک اس سے خارج ہین چنانچہ تفسیر بغوی وغیر ذلک من التفاسیر
یہ معنی صاف ظاہر اور ہویدا ہے جسکو شک ہو اوسمین دیکھ لے پس جو مولوی صاحب نے
تحت اس آیۃ کریمہ کے لکھا اصل سے ساقط ہوا اور کچھ حاجت تردید کی نہین اسکی سوا
کوئی اور آیۃ کریمہ واسطے اثبات مطلب کے لانی چاہئے کہ اوس سے شاہد مطلوب ہو مولوی صاحب
کا کسی تشین ہو دونہ خرط القتاد سوائے اس مطلب کے اولیا اپنا ہاتھ مارنا ہے بخت
خار دار پر قولہ والذین اتخذوا من دونہ اولیاء ما نعبدھم الا لیقربونا الی اللہ
زلفی ان اللہ یحکم بینھم فیما ھم فیہ یختلفون ان اللہ لا یھدی من ھو
کاذب کفار ۔ ترجمہ اور جو لوگ کہ ٹھہراتے ہین ورے اللہ سے اور حمایتی کہتے ہین کہ
ہم پوجتے ہین انکو سو اسی واسطے کہ نزدیک کر دین ہمکو اللہ کیطرف مرتبے مین بیشک اللہ
حکم کریگا اونمین اس چیز مین کہ جسمین وے اختلاف ڈالتے ہین بیشک اللہ راہ نہین دیتا
جھوٹے ناشکر کو فائدہ یعنی جو بات یہی تھی کہ اللہ اپنے بندے کیطرف سب سے زیادہ
نزدیک ہے سو اوسکو چھوڑ کر جھوٹی بات بنائی کہ اورونکو حمایتی ٹھہرایا اور یہ جو اللہ کی
نعمت تھی کہ وہ محض اپنے فضل سے بغیر واسطے کسیکے سب مرادین پوری کرتا ہے اور سب
بلائین ٹال دیتا ہے سو اسکا حق نہ پہچانا اور اسکا شکر نہ ادا کیا بلکہ یہ بات اوروں سے
چاہنے لگے پھر اس دلیل راہ مین اللہ کی نزدیکی ڈھونڈتے ہین سو اللہ ہرگز انکو راہ نہ دیگا
اور اس راہ سے ہرگز اوسکی نزدیکی نہ پاوینگے بلکہ جون جون اس راہ مین چلینگے تون تون

اس سے دور ہوتے جاوینگے اس آیۃ سے معلوم ہوا کہ جو کوئی کسیکو اپنا حمایتی سمجھے گو کہ یہی جانکر کہ اسکی سبب سے خدا کی نزدیکی حاصل ہوتی ہے سو وہ بھی مشرک ہے اور جھوٹھا اور ناشکر انتہی۔ اَقُولُ وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیق حاصل آیت یہ ہے کہ کفار اور مشرکین نے اللہ کو چھوڑکر اپنا دوست اور حمایتی اصنام اور بتونکو ٹھہرایا تھا اور یہ کہتے تھے کہ یہ جو ہمارا انکو اس غرض سے ہے کہ یہ سب ہمکو نزدیک کرینگے طرف اللہ کے مرتبہ مین اوسکے جواب مین اللہ صاحب نے فرمایا کہ بیشک اللہ حکم کرتا ہے انمین اوس چیز کا کہ وہ لوگ بیچ اوسکے اختلاف کرتے ہین بیشک اللہ نہین ہدایت کرتا ہے اوس شخص کو کہ جو حد سے زیادہ گذرنیوالا ہے اپنے اعمال وافعال مین اور بڑا جھوٹھ کا بولنے والا یہ آیت بھی حق کفار مین ہے یہ سب جزاے اعمال مشرکین و کفار کی ہے کیونکہ انکا عقیدہ بتونکے ساتھہ اسطرح تھا کہ انکو بڑا اپنا دوست اور حمایتی سمجھتے اور کہتے تھے کہ انکی پرستش مین ہمکو بڑے بڑے مراتب اللہ کے پاس ملینگے اور انواع انواع کی قربت حاصل ہوگی اسواسطے اللہ صاحب نے جھڑکیان آیت آئندہ مین سنا دی اور اس آیت کو انبیا اور اولیاء سے کچھہ علاقہ نہین اور قیاس انکا بتون اور بت پرستون پر قیاس مع الفارق ہے اسواسطے کہ انبیا اور اولیاء کو اپنا دوست جاننا اور اونکے احکام کو ماننا عین اللہ کے احکام کو ماننا ہے اور قربت اونکے موجب قربت اللہ رب العالمین اور باعث حصول مراتب ہے فافتہما اور جو کچھہ مولوی صاحب نے اپنے فائدہ مین افادہ فرمایا وہ سب اس سے رد ہو گیا اور آئندہ زیادہ اس سے تصریح اس توسل کی ظہور مین آویگی قولہ اور اللہ صاحب نے سورۂ مومنون مین فرمایا قُلْ مَنْ بِیَدِہٖ مَلَکُوْتُ کُلِّ شَیْءٍ وَّھُوَ یُجِیْرُ وَلَا یُجَارُ عَلَیْہِ اِنْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ سَیَقُوْلُوْنَ لِلّٰہِ قُلْ فَاَنّٰی تُسْحَرُوْنَ ۔ ترجمہ کہہ کون ہے

وہ شخص کہ اسکے ہاتھہ مین ہے تصرف ہر چیز کا اور وہ حمایت کر لیتا ہے اور اوسکے مقابل
کوئی حمایت نہین کر سکتا اگر تم جانتے ہو سو وہی وہ مین کہدینگے کہ اللہ ہے پھر کہان
خبطے ہوئے جاتے ہو فائدہ یعنی جب کافرونسے پوچھیے کہ سارے عالم مین تصرف کسکا ہے
کہ اسکے مقابل کوئی حمایتی کھڑا نہو سکے تو وہی کہینگے کہ یہہ اللہ ہی کی شان ہے پھر
اورونکو پوجنا محض خبط ہے اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ صاحب نے کسیکو عالم مین تصرف
کرنیکی قدرت نہین دی اور کوئی کسیکی حمایت نہین کر سکتا اور یہہ بھی معلوم ہوا کہ پیغمبر خدا
کے وقت کے کافر بھی اپنے بتونکو اللہ کے برابر نہین جانتے تھے بلکہ اوسیکا مخلوق اور اوسیکا
بندہ سمجھتے تھے اور اونکو اوسکے مقابل طاقت ثابت نہین کرتے تھے مگر یہی پکارنا اور
منتین ماننی اور نذر و نیاز کرنی اور اونکو اپنا وکیل و سفارشی سمجھنا یہی کفر و شرک انکا
تھا سو جو کوئی کسی سے یہہ معاملہ کرے گو کہ اسکو اللہ کا بندہ و مخلوق ہی سمجھے سو
ابوجہل اور وہ شرک مین برابر ہے پھر سمجھنا چاہیے کہ شرک اسی پر موقوف نہین کہ کسیکو
اللہ کے برابر سمجھے اور اوسکے مقابل جانے بلکہ شرک کے معنی یہہ کہ جو چیزین اللہ صاحب نے
اپنے واسطے خاص کین ہین اور اونہین اپنے بندونکے ذمہ پر بندگی کے نشان ٹھہرائی ہین
وہ چیزین اور کسی کے واسطے کرنی جیسے سجدہ کرنا اور اوسکے نام کا جانور کرنا اور اوسکی منت ماننی
اور مشکل کیوقت پکارنا اور ہر جگہ حاضر و ناظر جاننا اور تصرف کی قدرت ثابت کرنی سو
ان باتون سے شرک ثابت ہو جاتا ہے گو کہ پھر اللہ سے چھوٹا ہی سمجھے اور اوسیکا مخلوق
اور اوسیکا بندہ جانے اور اس بات مین انبیاء اولیاء جن شیطان بھوت پری مین کچھہ
فرق نہین یعنی جس سے کوئی یہہ معاملہ کریگا وہ مشرک ہو جاویگا خواہ انبیاء اولیاء سے کرے
خواہ پیرون اور شہیدون سے خواہ بھوت اور پری سے چنانچہ اللہ صاحب نے جیسا بت پوجنے
والون پر غصہ کیا ہے ویسا ہی یہود و نصاری پر حالانکہ وے لوگ اولیا انبیا سے یہہ معاملہ

کرتے ہین چنانچہ سورہ براۃ کی گیارھوین رکوع مین فرمایا ہے انتہے اقول وباللہ
التوفیق سابق اسکی تصریح ہوچکی کہ اقرار مشرکین کا زبانی تھا اور ولیسے تصدیق نہ کرتے
تھے اسیواسطے اللہ تعالے نے انکو فرمایا کہ خبطی ہوئے جاتے ہو بخلاف مومنین کے کہ وہ
ویسے تصدیق رکھتے ہین کہ سوائے اللہ کے دوسرے کو کب پرستش کے لائق اور اپنا معبود
سمجھینگے پس اونکو کفار پر قیاس کرکے داخل مشرکین کرنا خلاف عقل و دانش دین و دیانت ہے
اور سلنا کہ اللہ ہی کے ہاتھ مین ہے سب تصرف آسمان و زمین کا اور وہی حمایت کرتا ہے اور
اوسکے مقابل مین کوئی حمایت نہین کرسکتا اسیواسطے اللہ صاحب نے انکو خبطی بنایا
کہ باوصف اس اقرار لسانی کے خبطی ہو کر دیوانونکی طرح تمونکو پوجتے ہو کہ اونہین کسیطرحکا
تصرف نہین ہے بخلاف انبیاء و اولیاء کے کیونکہ اونکے تصرفات کی حقیقت آپکے چچا صاحب
حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب خاتم المحدثین نے اپنی بعض کتابون مین لکہا ہے کہ انبیا علیہ
السلام جارحہ نبوت اور اہل بیت رسول اللہ صلعم جارحہ ولایت ہین جیساکہ حضرت نوح
علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کہ انہون نے ساڑہے نوسو برس دعوت کے انمین سے سوائے اسی
آدمی کے اور کوئی ایمان نہ لایا اور انواع انواع کی تکلیف حضرت کو دی تھی کہ تمام بدن
زخمی کردیا اوسوقت ناچار ہو کر آپ نے اونکے حقمین بددعا کی رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْأَرْضِ
مِنَ الْكَافِرِينَ دَيَّارًا ترجمہ یعنی اے رب میرے نہ چھوڑ زمین پر کافرون سے بسنے والا
حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور کہا کہ یا نبی اللہ یہ بددعا آپنے حق کفار مین کی
اب نصیب دوستونکی کیا ہے تو آپ نے فرمایا رَبِّ اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِمَنْ
دَخَلَ بَيْتِيَ مُؤْمِنًا وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَلَا تَزِدِ الظَّالِمِينَ إِلَّا تَبَارًا ترجمہ
اے میرے رب مغفرت کر میری اور میرے ماں باپ کی اور جو داخل ہو میرے گھر مین با ایمان
اور بخش سب مومنین اور مومنات کو اور نہ زیادہ کر بے انصافون کو مگر ہلاکت انتہی

تمام انبیاء کے حالات مین واقع ہوا ہے اِلّا نبینا صلے اللہ علیہ وسلم کہ صفت اونکی
بالمؤمنین رحیماً ہے اپنی امت کی ہلاکت نہین چاہتے جب جنگ احد مین کفار نے حضرت کے دندان
پیشین شہید کیے حضرت عمرؓ نے ناخوش ہوکر عرض کیا کہ یا رسول اللہ انکے حق مین بددعا کیجیے آنحضرت نے
ہاتھ اوٹھاکر ارشاد فرمایا اَللّٰھُمَّ اھْدِ قَوْمِیْ فَاِنَّھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ ترجمہ یا اللہ ہدایت
کر میری قوم کو کہ یہ سب انجان ہین یہ سراسر رحمت و رافت جناب سید المرسلین
کی تھی کہ باوصف احتمال ظلم و جفاء کفار کے اونکے حق مین بدنچاہا اب حضرت مولویصاحب
کہ متبع حضرت صلعم کے ہین اسکی خلاف چاہتے ہین کہ ان مومنین کو آتین کہ حقمین
کفار کے نازل ہوئی ہین اونپر قیاس کرکے داخل جہنم کرین واہ واہ اسیکا
نام اتباع ہے بجز دعوی بے بود کے کیا عرض کیا جاوے اور دیکھیے کہ جب حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے مکہ سے ہجرت کی اور غار حرا مین رہے صبح کو عبداللہ ابن اریقط
دیلمی شتر کو بموجب فرمانے آپ کے حضرت کی خدمت مین حاضر لائے حضرت
اوسپر سوار ہوئے اور حضرت ابوبکر صدیق اونکے ہم ردیف ہوئے اور دوسرے
اونٹ پر عامر بن فہیرہ اور عبداللہ بن اریقط سوار ہوکر چلے مکیون نے اس امر کا
اشتہار دیا تھا کہ جو محمدؐ صاحب کو لاوے اوسکو سو اونٹ دینگے چنانچہ سراقہ
بن مالک نے تعاقب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا کیا اور راہ مین جاکر
حضرت سے ملاقی ہوا اور چاہا کہ تیر ترکش سے نکالکر حضرت پر مارے فی الفور
اوسکے گھوڑے کے آگے کے دو پاؤن زمین مین دہنس گئے اوسنے گھوڑے کو
آواز دی وہ فی الفور نکل گیا اوسنے اپنے دلمین تصور کیا کہ کام میرا اچھا ہوگا
جب پھر سنبھل کر آگے بڑہا اور قریب آنحضرت کے اگر چاہا کہ کچھ ضرب پہونچاوے
حضرت ابوبکر صدیق کہ ہمردیف آنحضرت کے تھے رو لے تھے اور جب راست

نگاہ کرتے تھے مگر آنحضرت اصلا التفات نفرماتے تھے اور متوجہ الی اللہ تھے
کہ چارون پاؤن اوسکے گھوڑے کے زمین مین دہنس گئے تب اوسنے عرض
کی کہ یا رسول اللہ مین اس حرکت سے باز آیا میرے حقمین آپ دعا فرمایئے کہ
میرا گھوڑا نکل جاوے اوسوقت آپ رجوع بحق ہوئے اور دعا کی اَللّٰھُمَّ اَطْلِقْ
فَرَسَہٗ اِنْ کَانَ صَادِقًا بمجرد دعا فرمانے آنحضرت صلعم کے گھوڑے نے جست کی
اور باہر آیا اور وقت برآمد کے ایک آواز نہایت سخت دی اوسنے سمجھا کہ کار
محمدؐ کا بالا ہوگا دیکھو کیسے جارحہ نبوت ہین کہ جنسے ایسا تصرف ظہور مین آیا دنیز
حال جارحہ نبوت سنئے کہ حضرت ابراہیم علےٰ نبینا وعلیہ السلام والصلوٰۃ جب
نمرود بادشاہ سے رخصت ہوکر حضرت سارہ کو لیکر جانب مصر چلے چونکہ حضرت
سارہ نہایت حسین تھین خیال اسبات کا آیا کہ یہہ بادشاہ جابر ہے ایسا نہو کہ
کچھہ صدمہ پہونچاوے آپ نے اونکو صندوق مین بٹھلا کر قفل بند کیا جب قریب
مصر پہونچے تو بواب شہر نے روکا اور روک کر سب اسباب کی تلاشی لی جب نوبت
بصندوق پہونچی آپ نے اونکو روکا نہ مانا اور اونکو بھی ساتھہ اپنی بادشاہ تک
لیگئے بادشاہ نے جب دیکھا بعد غسل و تبدیل پوشاک کے خلوت مین لیجا کر دست
درازی کرنا چاہا آپ نے بددعا دی ہاتھہ اوسکا خشک ہوگیا پھر اوسنے عہد کیا
کہ مین ایسا نکرونگا پھر ہاتھہ اوسکا حضرت سارہ کی دعا سے اچھا ہوگیا اور حضرت
ابراہیم باہر شہر کے تھے حضرت سارہ کی جدائی سے بہت مغموم اور مہموم ہوکر متوجہ
بحق ہوئے اور فرمایا کہ یارب العالمین جب نمرود نے مجکو دست و پا بندہ کر آگ
مین ڈالا مین نے صبر کیا اب سارہ کو بے دیکھے صبر نہین آتا اوسوقت حضرت
جبریل علیہ السلام تشریف لائے اور بموجب ارشاد اللہ کے حجاب درمیان حضرت

سارہ اور حضرت ابراہیم کے اوٹھا دیا حضرت ابراہیم نے اونکو دیکھا کہ وہ بادشاہ
مصر نے پھر ارادہ دست درازی کا کیا تھا پھر آپ نے بد دعا دی آنکھہ سے اندہا
ہوگیا اور ہفت اندام سیاہ ہوگئے بادشاہ نے عرض کیا کہ یا سارہ آپ دعاء
خیر کیجئے مجہسے اب ایسی حرکت نہوگی اونہون نے فرمایا کہ یہ بد دعا میری نہین
بلکہ دعاء ابراہیم کی ہے فی الفور بادشاہ نے حضرت ابراہیم کو بلا کر درخواست کی کہ آپ دعا کیجئے
کہ مین صحیح ہوجاؤن اور پھر ایسی گستاخی نکرونگا آپ نے اوسکے حق مین دعا کی فی الفور
صحیح و سالم ہوگیا و باعزاز و اکرام تمام رخصت کیا اور جو کچھہ کہ ارادہ بے حرمتی نسبت
حضرت سارہ کے ظہور مین آیا تھا اوسکے عوض مین حضرت ہاجرہ کو دیا اور بہت سا
مال و اسباب بکر بعزت اور حرمت تمام رخصت کیا چنانچہ حقیقت اسکی بعض
تفسیر مین مذکور ہے دیکھو یہ تصرفات نبی اللہ ہین اگر کوئی کہے کہ یہ تصرفات خدا
کے ہین و منجملہ معجزات نبی کے ہین اور بلا قصد نبی کے یہہ ظہور مین آتے ہین تو اسمین
آپ کی کیا بزرگی ہے کہو نگا کہ جو کچھہ ہوتا ہے سب بارادہ و حکم خدا کے ہوتا ہے
مگر بظاہر جس سے یہ امر ظہور مین آتا ہے وہ ممدوراس امر سے بزرگ ہوجاتا ہے
اور اوسکو سب لوگ بزرگ اور اچھا جانتے ہین جیسے حضرت ابراہیم اور سائر انبیا
اب حال جارحہ ولایت کا سنئے کہ جب حضرت شرجیل بن حسنہ مع لشکر
قریب دمشق کے پہونچی قلعہ دمشق کا نہایت سنگین اور مستحکم تھا اور کفار نے آنحضرت
اور اونکی جماعت کو حقیر سمجھکر عرض کیا کہ آپ کیا کرسکتے ہین فرمایا کہ اللہ کے ایسے
بندے ہین کہ ایک اشارہ مین تمھارے قلعہ کو گرا دیتے ہین اور آپ نے انگشت
مبارک سے اشارہ قلعہ کو فرمایا فی الفور چارون دیوارین گر گئین دیکھو جارحہ
ولایت اسکو کہتے ہین جو تصرف حضرت سے ظہور مین آیا یہہ اللہ ہی کی طرف

اور سوا اسکے بہت سے خرق عادات اور اہل اللہ سے صادر ہوئین که ذکر سب کا منجر بطوالت رسالہ ہے اس سے معلوم ہوا کہ یہ سب تصرفات نسبت انبیا علی نبینا علیہم الصلوۃ والسلام کے ہین نہ نسبت بتونکی اور نفی ایک کی مستلزم نفی دوسرے کی نہین اور ہونہین تو بلحاظ اس تصرفات کے کہ جو انبیا اور اولیا سے صادر ہوئے انکو اپنا معبود نہین سمجھتے اور نہ انکو کوئی پوجتا ہے بخلاف مشرکین کے کہ وہ سب انکو پوجتے ہین اور اپنا معبود سمجھتے ہین اور نفی معبود باطلہ کی انکی کلمہ سے کہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ہے خود ظاہر و آشکار ہے کہ کوئی مستحق عبادت نہین سوائے اللہ کے حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مَنْ قَالَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ فَدَخَلَ الْجَنَّۃَ مجرد اقرار اس کلمہ کا ساتھ تصدیق قلبی کے نزدیک امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے واسطے دخول جنت کے وافی و کافی ہے اور یہی ایمان ہے جیسا کہ تمام کتب عقائد مین مذکور ہے اور نزدیک امام صاحب کے اعمال جزو ایمان نہین اور اگر کوئی مستحق عبادت کا انبیا و اولیا و امام کو جانے اور واجب الوجود سمجھے وہ بیشک مشرک و کافر ہے اور بموجب آیہ کریمہ یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَابْتَغُوْا اِلَیْہِ الْوَسِیْلَۃَ وَجَاھِدُوْا فِیْ سَبِیْلِہٖ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ کے یعنی اے ایمان والو ڈرو اللہ سے اور طلب کرو اللہ صاحب کیطرف وسیلہ اور جہاد کرو بیچ راہ اوسکے شاید کہ تمہارا بھلا ہو اگر اللہ صاحب سے بوسیلہ اونکی دعا کرے تو بیشک دعا قبول ہوگی جیسا کہ حدیث مشکوۃ شریف مین آیا ہے کہ حضرت کے زمانہ مین صحابہ کرام بوسیلہ آنحضرت کے نزول باران چاہتے پانی برستا بعد اسکے صحابہ بوسیلہ چچا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے دعا مانگتے تو اونکی برکت سے پانی برستا اب اگر مسلمان بھی اسیطرح کی دعا کرین تو کیا قباحت ہے اور اگر خود بنفس نفیس آنحضرت سے دعا مانگین تو البتہ شرع مین جائز نہین اور

قیاس ان حضرات کا بتون پر قیاس مع الفارق ہے اسواسطے کہ اصنام سب نجس
ہین اونمین کسیطرح کی بزرگی نہین اور یہہ حضرات متبرک اور پاک ہین اب ایک کو
دوسرے پر قیاس کرکے نسبت شرک اور کفر کیجانب مسلمین کی کرنا گردن انصاف
کی مارنی ہے کیونکہ اللہ صاحب نے بتون کے حقمین یہ فرمایا ہے فَاجْتَنِبُوا
الرِّجْسَ مِنَ الْأَوْثَانِ یعنی پرہیز کرو تم ناپاکی سے کہ وہ سب بت ہین اور ان
حضرات کے حقمین یہہ فرمایا اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ
الْبَیْتِ وَیُطَهِّرَکُمْ تَطْهِیْرًا یعنی اللہ چاہتا ہے کہ لیجاوے تمسے ناپاکی کو اے
اہل بیت اور پاکیزہ کرے تمکو حق پاکیزگی کا تو وسیلہ پاکونکا موجب نجات ہے اور
سبب حصول مقاصد اور پاکون کو ناپاک پر قیاس کرکے احکام اونکا اونپر جاری
کرنا پاکون سے بہت بعید ہے اور نیز یہہ حضرات تو مظہر تصرفات ہین اور سواے
انکے اصنام مظہر مہلکات اور غیر کو سجدہ خواص نہین کرتے اور عوام تو کالانعام ہین
اگر سجدہ کرین تو حرام ہے نہ شرک جیسا مولانا شاہ عبد العزیز صاحب نے ذیل آیۃ
فَسَجَدُوْا اِلَّا اِبْلِیْسَ کے تحریر فرمایا بحث دوم آنکہ حقیقت سجدہ پیشانی بر زمین
رسانیدن است و این معنی در شرع برای غیر خدا جائز نیست و در انجا فرشتگان را باداے
این فعل برای حضرت آدم علیہ السلام امر فرمودہ اند وجہ این امر چیست جواب بش
آنکہ پیشانی را بر زمین رسانیدن بچند طریق واقع می شود یکی آنکہ برای اداے حق معبودیت
باشد و این قسم در جمیع ادیان و جمیع ملل برای غیر خدا حرام و ممنوع و بیچگاہ جائز نشدہ
زیرا کہ از محرمات عقلی است و محرمات عقلیہ بتبدیل ادیان و ملل متبدل نمی شوند
لیکن آنکہ این نوع تعظیم مشعر بغایت تذلل است و غایۃ تذلل برای کسی سزاوار است
کہ در غایۃ عظمت باشد و غایۃ عظمت آنست کہ ذاتی باشد و عظمت ذاتی خاص بحضرت

حق است در ہیچ مخلوقی یافتہ نمی شود دوم آنکہ برائے تکریم و تحیہ باشد مانند سلام
و سر خم کردن و این معنی باختلاف رسوم و عادات و تبدیل ازمنہ و اوقات مختلف
است گاہی جائز است و گاہی حرام در امتہائے سابقہ جائز بود چنانچہ در قصہ حضرت
یوسف علیہ السلام و اخوان ایشان واقع شدہ کہ خَرُّوْا لَہٗ سُجَّدًا و در شریعتما این طریق ہم
فیما بین مخلوقات حرام و ممنوع است بدلیل احادیث متواترہ کہ درین باب وارد شدہ و سجود
فرشتگان برائے حضرت آدم علیہ السلام ہمین طریق بود اور کسیکے نام کے جانور ذبح کرنیسے کیا
مراد ہے آیا یہ کہ وقت ذبح کے نام غیر اللہ کا لینا مثلاً یہ کہنا بسم اللات والعزی تو بیشک حرام ہے
اور گوشت اوسکا مردار اور اگر یہ مراد ہے کہ کسیکے نام سے جانور کو مشہور کیا پس باسم اللہ ذبح
کیا جاوے تو حلال ہے جیسا کہ تمام تفاسیر مین مثل بیضاوی و احمدی و تفسیر کبیر و تفسیر
جلالین وغیرہ کی لکھا ہے ورنہ حرام اور جبکہ اسطرح کا ذبیحہ نزدیک اکثر مفسرین کے حلال ہے
تو اختلاف بعض سے حرام نہین ہوسکتا اسکو حرام و شرک کہنا زیادتی علی الکتاب ہے
اور شیرینی ملنے کے اقسام مین اگر اس طور سے منت مانے کہ یا اللہ اگر ہمارا مریض صحیح ہو
تو اس قدر توشہ پر فاتحہ شیخ عبد الحق ردولوی علیہ الرحمہ کا کرکے محتاجونکو دینگے
اور ثواب اسکا شیخ کی روح کو بخشینگے اور کچھ خود بھی کھائینگے تو بلا شک و شبہ درست ہے
کہ یہ چاہنا خدا سے ہی نہ شیخ سے اور ثواب پہونچانا کسی دوست خدا کو باعث رضائے
خدا ہے نہ باعث گناہ و شرک اور فاتحہ کا جواز تو آپکے چچا صاحب نے کہ محدث
دہلوی ہین اپنی تفسیر مین جائز رکھا ہے اور کوئی شخص انبیا و اولیا کو سوا خدا کے
حاضر و ناظر نہین سمجھتا اور جو سمجھے تو اوسکا حکم وہی ہے کہ مولوی صاحب نے تحریر فرمایا
اور حال تصرفات کا بالا گذرا قولہ اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَھُمْ وَرُھْبَانَھُمْ
اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ وَالْمَسِیْحَ ابْنَ مَرْیَمَ وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِیَعْبُدُوْٓا

اِلٰهًا وَّاحِدًا سُبْحَانَهٗ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۔ ترجمہ ٹھہرایا اونہون نے مولویونکو
اور درویشونکو اپنا مالک ورے اللہ سے اور مسیح مریم کے بیٹے کو حالانکہ انکو تو
حکم یہی ہوا ہے کہ بندگی کرین ایک مالک کی نہین کوئی مالک سوائے اللہ کے سو
وہ نرالا ہے انکے شریک بنانے سے الخ اَقُوْلُ وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيْقُ یہہ افعال
یہود ونصاریٰ کے تھے کہ یہود نے حضرت عُزَیر کو بیٹا اللہ کا کہا اور نصاریٰ نے
حضرت مسیح کو بیٹا اللہ کا ٹھہرایا چنانچہ ذکر اوسکا سابق گذرا اور اہل سنت نے اصلا
کسی دانشمند او رعلما کو یا کسی درویش کو اپنا رب نہین بنایا سُبْحَانَكَ هٰذَا
بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ اور یہہ جو کچھہ افراط وتفریط انسے اعمال مین ظہور مین آتی ہے عادی
ہے نہ اعتقادی اسواسطے کہ جب انسے کچھہ پوچھئے کہ تم غیر اللہ کو عبادت کرتے ہو
تو جواب مین اسکے یہہ کہتے ہین کہ ہم یہہ بات نہین کرتے بلکہ ہم اللہ ہی کو معبود
مطلق جانتے ہین مگر چونکہ سب لوگ ایسی تعظیم وتکریم کرتے ہین ہم بہی ایسا کرتے
ہین اور اگر برا ہو تو ہم چھوڑ دین چنانچہ اکثرون نے جب اوسکی برائی جانی چھوڑ دیا
اور جو گرفتار نفس وہوا کے مکر ودام شیطان مین گرفتار ہے اور سابق گذرا کہ یہہ
سب کبائر ہین اور اوسکی واسطے اللہ صاحب نے ارشاد فرمایا ہے قُلْ يَا عِبَادِيَ
الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ اِنَّ
اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ترجمہ کہہ تو اے بندے
میرے کہ جو حد سے گذرے اپنے اعمال مین انکو ارشاد ہوتا ہے کہ نا امید مت ہو رحمت
اللہ سے بتحقیق اللہ بخشیگا سب گناہ تمہارے بتحقیق اللہ مغفرت کرنیوالا ہے
اور رحم والا اور جو ترجمہ مولویصاحب نے ذیل مین اس آیہ کریمہ اِتَّخَذُوْا
اَحْبَارَهُمْ الخ کے لکھا وہ خلاف ہے اسی جہت سے تمام مومنین کو مشرک ٹھہرایا

کیونکہ جو تفسیر بیضاوی مین لکھا ہے حاصل اوسکا یہہ ہے کہ تابعداری کی اونہون نے
علما اور درویشونکی حرام کرنے اوس چیز مین کہ جسکو اللہ تعالے نے حلال کیا تھا
اونپر اور حلال کرنے اوس چیز مین کہ جسکو اللہ تعالے نے حرام کیا تھا اونپر یا یہہ کہ
اطاعت کے سجدہ کرتے مین اونکو اور کہا مسیح ابن مریم کو بیٹا اللہ کا اور حکم نکئے
گئے تھے یہہ لوگ مگر اسقدر کہ لین اللہ کے تئین معبود اونہین ہے معبود برحق مگر اللہ پاک ہے وہ اللہ
اوپر تر ہے اوس سے کہ اوسکا شریک کرتے ہین پس علما اونکو کہ وہ سوا اللہ کے
کسیکو اپنا خدا نہین کہتے اور نہ جو چیز کہ اللہ صاحب نے اوسکو حلال کی ہے علما اور
درویشون کے کہنے سے حرام کہتے ہین اور جس چیز کو حرام کیا ہے حلال پس مشرک کہنا
بعید از فہم و فراست و دور از عقل و کیاست ہے اور جو سند سورہ مریم سے
لاتے وہ سب راست و بجا ہے مگر مورد اسکے وہی یہود و نصاری ہین کہ جو یہہ کہتے
تھے قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا یعنی وہ سب کہ لیا اللہ نے ولد اوسکے جواب مین
اللہ تعالے نے سورہ مریم مین ارشاد فرمایا لَقَدْ جِئْتُمْ شَيْئًا اِدًّا ۝ تَكَادُ السَّمٰوٰتُ
يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَتَنْشَقُّ الْاَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا ۝ اَنْ دَعَوْا لِلرَّحْمٰنِ وَلَدًا ۝
وَمَا يَنْبَغِي لِلرَّحْمٰنِ اَنْ يَتَّخِذَ وَلَدًا ۝ اِنْ كُلُّ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
اِلَّا اٰتِي الرَّحْمٰنِ عَبْدًا ۝ لَقَدْ اَحْصٰىهُمْ وَعَدَّهُمْ عَدًّا ۝ وَكُلُّهُمْ اٰتِيْهِ يَوْمَ
الْقِيٰمَةِ فَرْدًا ۝ ترجمہ تم آگئے ہو بھاری چیز مین ابھی آسمان پھٹ پڑین اسبات سے
اور ٹکڑے ہو زمین اور گر پڑین پہاڑ ڈہ کر اسپر کہ پکارتے ہین رحمن کے نام پر
اولاد اور نہین لائق ہے رحمن کو کہ سکہے اولاد کوئی نہین آسمان اور
زمین جو نہ آوے رحمن کا بندہ ہوکر اوس پاس اونکا شمار ہے اور
گن رکھے ہے اونکی گنتی اور ہر کوئی اونین آویگا اوسپاس قیامت کے

قیامت کے دن اکیلا ط اب معتقدین حضرت مولوی صاحب ملاحظہ فرمادین
کہ کون مسلمان ہے جس نے ٹھرایا الله کے واسطے لڑکا اور کس فقیر و دانشمند
کو اپنا خدا کہا اور یہ جو فرمایا یعنی کوئی فرشتہ و آدمی غلامی سے زیادہ رتبہ
نہین رکھتا بیشک اس جنس غلامی مین کہ عبارت بندہ و بندگی سے ہے سب
شریک ہین مگر مرتبہ مین متفاوت جیسے انسان کہ اسکا رتبہ اور ہے اور فرشتونکا
اور اسواسطے کہ خواص بشر رتبہ مین زاید ہین خواص ملائک سے اور عوام
بشر رتبہ مین بڑھکر ہین عوام ملائک سے جیسا کہ کتب عقاید مین مذکور ہے اور
حال تصرفات کا بھی سابق مذکور ہوچکا ہے ھان اگر کوئی مخلوق کسی مخلوق
کو الله کے برابر ذات و صفات مین سمجھے تو بیشک وہ مشرک ہے مثلاً
ایک صفت علم ہے کہ کسی بشر کو برابر خدا کے علم نہین مگر جسکو جسقدر علم عطا ہو
وہ البتہ اوسکو جانتا ہے جیسا کہ الله صاحب نے آیۃ الکرسی مین ارشاد
فرمایا ہے یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْھِمْ وَ مَا خَلْفَھُمْ وَلَا یُحِیْطُوْنَ
بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖٓ اِلَّا بِمَا شَآءَ ط ترجمہ جانتا ہے اون اشیاؤنکو کہ جو
سامنے اون کے ہین اور پیچھے اونکے اور نہین احاطہ کرتے ہین ساتھ کسی
شئے کے علم اوس کے سے مگر وہ چیز کہ چاہا الله صاحب نے **فائدہ**
اس آیت سے جانا گیا کہ الله کے علم کے برابر کسیکو احاطہ علمی نہین مگر اوسقدر
کہ الله نے چاہا اور عطا کیا اور اسیطرح جو الله کی قدرت کے برابر کسیکو
قدرت نہین مگر جسکو قدرت عطا فرمائی بیان ان سب کا آیندہ مذکور
ہوگا منتظر رہنا چاہیے **قولہ** اور اس کے قبضہ مین ہر چیز ہے کچھ مقدور
نہین اسکا اور وہ ایک ایک مین آپھی تصرف کرتا ہے کسیکو کسی کے قابو

مین نہین دیتا اور رہر کوئی اپنے معاملہ مین اسکے روبرو اکیلا اکیلا حاضر ہونیوالا ہے کوئی اسکا وکیل وحمایتی نہین ہونے والا ان مضمون کی آئین قرآن شریف مین اور بہی سیکڑون ہین جس نے ان دو چار آیتون کی بہی معنی سمجہ لیے وہ شرک و توحید کے مضمون سے خبردار ہوگیا۔

اقول باللہ التوفیق پوشیدہ نرہے یہ بات کہ ہرچند آدم و ملائکہ و انبیا و اولیا اور سوائے انکے بہ نسبت اللہ کے سب عاجز او رب مقدور ہین اور فاعل حقیقی وہی ہے مگر بجہت صدور خوارق عادات اور کرامات یا معجزات کہ انبیا علیہم الصلواۃ والسلام سے صادر ہوئی یہ سب عطایاے رب العزت ہے کہ انبیا و اولیا اور دیگر مقربین کو عطا ہوئین اور اور و نکو ایسی قدرت عطا نہوئی حقیقت مین وہ مصدورات خدا سے ہے مگر مجازاً نسبت اسکے طرف انبیا و اولیا کے کیجاتی ہے کہ یہ معجزہ فلانی نبی کا ہی اور یہ کرامت فلانے ولی کی ہے اور انہین امور سے مراتب انبیا و اولیا کے معلوم ہوتے ہین اور دوسرے اشخاص حصول ان مراتب سے قاصر و بے مقدور ہین اور اس مین بہی کچہہ شک نہین کہ ملک مین تصرف اوسیکا ہے لیکن بسبب ظہور ان تصرفات کے مظہر تصرفات اور مظہر حق اور انکے مظہر عون کہلاتے ہین اور سوائے انکے کفار کے معبود کہ اونکو اللہ تعالی نے اتنی بہی طاقت نہین دی کہ اپنی مکہی آپ سے دور کرین چنانچہ اللہ صاحب نے سورہ حج مین فرمایا یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ ؕ اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَنْ یَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّ لَوِ اجْتَمَعُوْا لَهٗ ؕ وَ اِنْ یَّسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ

شَيْئًا لَّا يَسْتَنْقِذُوْهُ مِنْهُ ۭ ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوْبُ

یعنے اے لوگو ایک کہاوت کہی ہے اوسکو کان رکھو جنکو تم پوجتے ہو اللہ کے سوا سے ہرگز نہ بنا سکین ایک مکھی اگرچہ ساری جمع ہون اور اگر کچھ چھین لے اونسے مکھی چھوڑا نہ سکین وہ اوس سے بودا ہے چاہنے والا اور جنکو چاہتا ہے یہ حال ان کفار کے بتون کا ہے کہ وہ لوگ طاقت اسکی نہین رکھتے کہ کسی ادنی سے ادنی مخلوقات کو مثل مکھی کے پیدا کرین اگرچہ سب یہ لوگ متفق اور مجتمع ہون خلقت مین تو بھی یہ بات نہین ہو سکتی اور اگر مکھی بھی کچھ چاٹ جاوے تو نہ چھین سکین بخلاف اور مظاہر الٰہی کے کہ جنکا سابق مین ذکر ہوا اور ذکر کیا جاتا ہے جیسا کہ اللہ صاحب نے سورہ آل عمران مین نسبت بعض مظاہر حق و مظاہر تصرفات کے ارشاد فرمایا ہے۔ اِذْ قَالَتِ الْمَلٰۗىِٕكَةُ يٰمَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ مِّنْهُ ڰ اسْمُهُ الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ وَجِيْهًا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ۝ وَيُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا وَّمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝ قَالَتْ رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ وَلَدٌ وَّلَمْ يَمْسَسْنِيْ بَشَرٌ ۭ قَالَ كَذٰلِكِ اللّٰهُ يَخْلُقُ مَا يَشَاۗءُ ۭ اِذَا قَضٰٓى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ۝ وَيُعَلِّمُهُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ ۝ وَرَسُوْلًا اِلٰى بَنِيْٓ اِ سْرَاۗءِيْلَ ڏ اَنِّىْ قَدْ جِئْتُكُمْ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ ۙ اَنِّىْٓ اَخْلُقُ لَكُمْ مِّنَ الطِّيْنِ كَهَيْــــَٔــةِ الطَّيْرِ فَاَنْفُخُ فِيْهِ فَيَكُوْنُ طَيْرًۢا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ وَاُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ

وَاُحْيِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ وَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَاْكُلُوْنَ وَمَا
تَدَّخِرُوْنَ فِيْ بُيُوْتِكُمْ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ
مُّؤْمِنِيْنَ ط ترجمہ جب کہا فرشتون نے اے مریم اللہ تجھکو بشارت
دیتا ہے ایک اپنے حکم سے کہ جسکا نام مسیح عیسیٰ مریم کا بیٹا مرتبہ والا دنیا مین اور
آخرت مین اور نزدیک والون مین اور باتین کریگا لوگونسے جب ماکے گود
مین ہوگا اور جب پوری عمر کا ہوگا او نیکبختون مین ہے بولے اے رب
کہان سے ہوگا مجھکو لڑکا اور مجھکو نہین ہاتھ لگایا کسی آدمی نے کہا اسیطرح
اللہ پیدا کرتا ہے جو چاہے جب حکم کرتا ہے ایک کام کو تو یہی کہتا ہے اسکو
کہ ہو جا وہ ہوتا ہے اور سکہا ویگا اوسکو کتاب اور کام کی باتین اور توریت
اور انجیل اور رسول ہوگا بنی اسرائیل کے طرف کہ مین آیا ہون تم پاس
نشان لیکر تمہارے رب کا کہ مین بنا دیتا ہون تمکو مٹی کی صورت جانور کی
پھر اوسمین پھونک مارتا ہون تو وہ ہو جاوے اوڑتا جانور اللہ کے حکم سے
اور چنگا کرتا ہون جو اندہا پیدا ہوا اور کوڑہی اور جلاتا ہون مردے
اللہ کے حکم سے اور بتا دیتا ہون تمکو جو کہا کر آؤ اور جو رکھہ آؤ اپنے گہرون
مین اسمین نشانی پوری ہے تمکو اگر تم یقین رکھتے ہو آپ مقلدین مولوی
صاحب کے ملاحظہ کرین اور بنظر غور دیکھین کہ کیسی کیسی قدرت اللہ
صاحب نے اپنے نبیون کو عطا فرمائی ہے اور آپ تو فرماتے ہین کہ
اللہ کے دینے سے بھی قدرت نہین ہوتی ایسا اعتقاد رکھنا بھی کمال بیدینی
ہے اور حق پوشی وَلَنِعْمَ مَا قَالَ اولیا را ہست قدرت از الہ +
تیر جستہ باز می آرد ز راہ اور دیکھین کہ اللہ صاحب نے اپنے بندونکو

کیسی کیسی قدرتین عطا فرمائی کہ جسکا بیان حضرت قرآن مین موجود ہے
جسوقت حضرت سلیمان علیہ السلام نے واسطے لانے تخت بلقیس کے حکم فرمایا
اورارشاد کیا سورہ نمل مین قَالَ يَا أَيُّهَا الْمَلَأُ أَيُّكُمْ يَأْتِينِي بِعَرْشِهَا
قَبْلَ أَنْ يَأْتُونِي مُسْلِمِينَ ۝ قَالَ عِفْرِيتٌ مِنَ الْجِنِّ أَنَا آتِيكَ بِهِ
قَبْلَ أَنْ تَقُومَ مِنْ مَقَامِكَ ۖ وَإِنِّي عَلَيْهِ لَقَوِيٌّ أَمِينٌ ۝
قَالَ الَّذِي عِنْدَهُ عِلْمٌ مِنَ الْكِتَابِ أَنَا آتِيكَ بِهِ قَبْلَ أَنْ
يَرْتَدَّ إِلَيْكَ طَرْفُكَ ۚ فَلَمَّا رَآهُ مُسْتَقِرًّا عِنْدَهُ قَالَ هَٰذَا
مِنْ فَضْلِ رَبِّي لِيَبْلُوَنِي أَأَشْكُرُ أَمْ أَكْفُرُ ۖ وَمَنْ شَكَرَ
فَإِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهِ ۖ وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ رَبِّي غَنِيٌّ كَرِيمٌ ۝
ترجمہ بولے اے دربار والو تم مین کوئی ہے کہ لے آوے میرے پاس اسکا تخت
پہلے اس سے کہ وہ آوین میرے پاس حکم بردار ہو کر بولا ایک رکس جنون مین
سے مین لا دیتا ہون وہ تمکو پہلے اس سے کہ تم اوٹھو اپنی جگہہ سے اور مین اوسکے
زور کا ہون معتبر بولا وہ شخص جسکے پاس تھا ایک علم کتاب کا مین لا دیتا ہون
تمکو وہ پہلے اس سے کہ پھر آوے تمہارے طرف تمہارے آنکھہ پھر جب دیکھا
وہ دھرا اپنے پاس کہا یہہ میرے رب کے فضل سے ہے میرے جانچنے کو کہ
مین شکر کرتا ہون یا ناشکری اور جو کوئی شکر کرے اپنے واسطے اور جو کوئی
ناشکری کرے سو میرا رب بے پرواہی نیکذات حضرت نبوی صاحب نے
اپنے ترجمون مین پاکون اور ناپاکون کو برابر کے حکم ایک کا دوسرے پر
جاری کیا اور صاحبان ان نعمتون کے شکر گذار تھے اور ناپاک لوگ تو کافر
نعمت ہین وہ کب شکر گذاری کرتے ہین سوا کفران نعمت کے دیکھو

ان دونون نے لفظ انا اور انی ارشاد فرمایا کہ مین ایسا ایسا کرتا ہون اور
کرونگا اور اوس فرعون باغی اور طاغی نے بہی کہا۔ انا ربکم الاعلیٰ
دیکہو دونون انا مین کچہہ فرق ہے یا نہین اور جو فرق کرتے ہین وہ یہہ فرماتے
ہین ؎ این انا برحمت اللہ از وفا ✱ ان انا بلعنت اللہ از قفا ✱
ف لکہ اب یہ بات تحقیق کیا چاہیے کہ اللہ صاحب نے کون کون سی چیزین
اپنے واسطے خاص کر رکہی ہین کہ اس مین کسیکو شریک نہ کیا چاہیے سو وے
باتین بہت ساری ہین مگر کئی باتونکا اس مقام مین ذکر کرنا اور اونکو قرآن
و حدیث سے ثابت کر دینا ضرور ہے باقی باتین ان پر قیاس کر کے لوگ سمجہ
لین سو اوّل بات یہ کہ ہر جگہہ حاضر و ناظر رہنا اور ہر چیز کی خبر ہر وقت
رکہنی دور ہو یا نزدیک چہپی ہو یا کہلی اندہیرے مین ہو یا اوجالے مین آسمانون
مین ہو یا زمین مین پہاڑون کی چوٹی پر ہو یا سمندر کے تہ مین یہ اللہ ہی کی
شان ہے اور کسیکی یہ شان نہین سو جو کوئی کسیکا نام اوٹہتے بیٹہتے لیا کرے
اور دور و نزدیک سے پکارا کرے اور بلا کے مقابلہ مین اسکی دہائی دیوے
اور دشمن پر اوسکا نام لیکر حملہ کرے اور اوسکے نام کا ختم پڑہے یا شغل کرے
یا اوسکی صورت کا خیال باندہے اور یون سمجہے کہ جب مین اسکا نام لیتا ہون
زبان سے یا دل سے یا اوسکی صورت کا یا قبر کا خیال باندہتا ہون تو وہین
اوسکو خبر ہو جاتی ہے اور اس سے کوئی بات میری چہپی نہین رہسکتی
اور جو مجہپر احوال گذرتے ہین جیسے بیماری یا تندرستی کشایش اور تنگی
مرنا اور جینا غم اور خوشی سب کی ہر وقت اسے خبر ہے اور جو بات میرے
مونہہ سے نکلتی ہے وہ سب سن لیتا ہے اور جو خیال و وہم میرے دل مین

گذرتا ہے وہ سب سے واقف ہے تو ان سب باتون سے شرک ہوجاتا ہے
اور اس قسم کی باتین سب شرک ہین اسکو اشراک فی العلم کہتے ہین یعنی اللہ
کاسا علم اور کو ثابت کرنا سو اس عقیدے سے آدمی البتہ مشرک ہوتا ہے
خواہ یہ عقیدہ اولیا انبیا سے رکھے خواہ پیر و شہید سے خواہ امام امامزادے
سے خواہ بھوت پری سے پھر خواہ یون سمجھے کہ یہ بات انکو اپنی ذات سے
ہے خواہ اللہ کے دینے سے غرض اس عقیدے سے ہر طرح شرک ثابت ہوتا

اقول وباللہ التوفیق فقیر کے نزدیک یہ سب سلم اور راسپر ایمان ہے
مگر حق سبحانہ تعالی اپنے وسعت علمی سے جب کوئی بندہ مشکل کے وقت نام
اوسکے حبیب کا زبان پر لاتا ہے اور اوسکو یاد کرتا ہے مثلاً کہتا ہے
یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم تو فی الفور حق سبحانہ تعالی اوسکا پکارنا سنکر
حل مشکل کرتا ہے کما فی حصن الحصین وَاِذَا خَدِرَتْ رِجْلُہٗ فَلْیَذْکُرْ اَحَبَّ النَّاسِ
اِلَیْہِ ترجمہ اور جب سو جاوے پاؤن کسیکا پس چاہیے کہ یاد کرے بہت
پیارے آدمیون مین سے طرف اپنی نقل کیے یہ موقوفا ابن سنی نے اور
ظفر جلیل مین تحت الفائدہ یہ لکھا ہے کہ یاد کرے محبوب کو تاکہ حاصل ہووے
خوشی نزدیک اوسکے پس کہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہ سب سے زیادہ
محبوب ہین کذا ذکرہ العلی اور کتاب فضائل اہلبیت اور اصحاب مین یہہ لکھا
ہے کہ جب کسی صحابی کا پاؤن سوجاتا وہ کلمہ یا رسول اللہ کا کہکر پاؤن پر
طمانچہ مارتے فی الفور جھو بجھنی رفع ہوجاتی یہ برکت اسمی آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم باوصف علم وسمیع کے اپنے اصحاب
کو ذکر محبوب ترین کا آدمیون سے تعلیم فرمایا اور کلمہ احب الناس کا عام ہے

محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہون یا دوسرے انبیا اور اولیا رمثل سیدنا عبدالقادر
جیلانی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ ذالک اور اس جا آنحضرت نے فلیذکر اللہ نفرمایا
اور اگر یہ وجہ ہوتی جو مولوی صاحب نے فرمائی تو ضرور آنحضرت فلیذکر اللہ
فرماتے کیونکہ اللہ صاحب نے اونکو پیدا کیا اور اونکی واسطے ہیجدہ ہزار عالم
ظہور مین لایا پس اللہ کو چھوڑکر کہ خالق سب کا ہے ذکر احب الناس کیون تعلیم
فرماتے شاید یہ حدیث مولوی صاحب کے نظر سے نہین گذری اور کیونکر نہ
گذری ہوگی اسلیے کہ مولوی صاحب بڑے محدث مسلم الاجتہاد اس زمانہ کے
ہین مگر اسیواسطے او خیال مومنین کے زمرہ مشرکین مین اغماض کرتے
ہین اور مقلم عذر دانصاف ہے جب کہ اونکی مشکل یعنی سوجانا پانؤن کا کہ دو
مارتے سے پانؤن کو زمین پر رفع ہوجاتے ہی تو بڑی بڑی مشکلون مین
انبیا اور اولیا کہ وہ مظہر الٰہی اور مقصود کون ہین اونکے نام کا ختم پڑھنا کیونکر
قوی التاثیر اور سریع الاثر ہوگا گو وہ سنین یا نہ سنین اور سننا انکا کتاب سے
ثابت ہے کتاب مدارج النبوۃ مین لکھا ہے اور ترجمہ اوس عبارت کا خوفا
للطوالت لکھا جاتا ہے کہ طبرانی معجم صغیر مین حدیث میمونہ سے نقل کرتا ہے اور
کہا کہ سنا مین نے ایک رات آنحضرت سے لبیک لبیک تین مرتبہ جس جگہ کہ
وضو کرتے تھے اور فرماتے تھے نصرت نصرت تین مرتبہ جب باہر تشریف
لائے عرض کیا مین نے یا رسول اللہ کسی بات کرتے تھے آپ آیا تھا کوئی کہ بات
کرتے تھے اوسکے ساتھ فرمایا کہ یہ خبر بنی کعب تھی خدا سے کہ مجھ سے مدد چاہتا
ہے اور کہتا ہے کہ قریش نے مدد بنی بکر کے کیا حتی کہ میرے سر ہوا کہ لائے
اور بعد تین روز کے عمرو ابن سالم خداعی مع چالیس سوار کے مکہ سے

مدینہ منورہ مین آیا آنحضرت کو اوس واقعہ سے خبر دی جو واقعہ ہوا تھا اور استغاثہ
اور استنصار کیا اوسوقت آنحضرت اوٹھے کہینچتے ہوے چادر مبارک کو زمین
پر اور فرماتے تھے کہ فتحیاب نہوگا جب تک کہ مین مدد نہ دونگا تمکو اوس چیز
مین کہ اوسمین اپنے نفس کو مدد دیتا ہون انتہی اس بیان سے یہ بات ثابت
ہوئی کہ اعانت و نصرت چاہنے نبینا صلعم سے وقت مشکل کے حالت غیبت
مین صحیح و درست ہے۔ یہ حال سماعت آنحضرت کا حال حیات مین تھا
اور نہ سننا آنحضرت کا بعد وفات کے کسی کتاب سے ثابت نہین بلکہ
ظاہر امر خلاف اوس کے ہے جیسا کہ اللہ تعالی نے قرآن مجید مین ارشاد
فرمایا ان اللہ یسمع من یشاء وما انت بمسمع من فی القبور یہہ آیہ کریمہ صاف
دال ہے اس بات پر کہ اللہ جسکو چاہے اہل قبور سے سنا دے پس آنحضرت
کہ تمام عالم سے اعلی و اجل ہین اور اپنے قبر مین زندہ موجود ہین اگر حال
سے وقوف اور اطلاع پاوین تو ہوسکتا ہے فقط نام لینا انبیا علیہم السلام
کا وقت مشکل کے واسطے کفایت مہمات کے کافی ہے جیسا سابق مذکور ہوا اور
وہ مشکل عام ہے اس بات سے کہ بیماری ہو یا اور مشکلات ظاہریہ او باطنیہ
اور سر اسمین یہ ہے کہ یہ بزرگوار مظہر حق ہین اور ظاہر مظہر سے جدا نہین۔
ولنعم ما قال + مردان خدا خدا نباشند + لیکن ز خدا جدا نباشند +
یہ معجزات جو کچھہ آپ سے ظہور مین آئے متعلق بذات آنحضرت تھے حالت
حیات مین لیکن اسما انبیا اور دیگر اولیا کہ صدور کرامت کا اون سے
بہت ظہور مین آیا جیسے سیدنا علی کرم اللہ وجہہ و سیدنا شیخ عبد القادر
جیلانی کہ یہ لوگ ظلال ذات ہین وقت مشکل کے اور وقت حملہ کے دشمن پر

اور اونکی دوہائی دیتے بلا کے مقابلہ مین اور نام اونکا اوٹھتے بیٹھتے لینا اور
اونکے نام کا ختم پڑہنا یا اونکے صورت کا خیال باندہنا یہ سب داخل تحت
فلیذکر احب الناس الیہ کے ہے کیونکہ ذکر عام ہے کہ زبان سے ہو یا دل سے
یا بتصور و فکر کہ یہ سبب بلا کو ٹالتا ہے اور تفصیل اوسکے ازالہ انیدہ سے
آشکار ہے الازالۃ الاوسائے فی تفریق المظاہر الحقۃ من الانبیاء والاولیاء
والباطلۃ من الطواغیت والاصنام وغیرہما جاننا چاہیے کہ جو کچھ عالم مین
پنہان و آشکار ہے یہ سب آثار مبدء آثار ہے اور اس بات کا سواے
دہریہ کے سب کو اعتقاد و اقرار ہے اور دلیل اسپر وجود معمار واسطے
بنا اور مکان کے کالشمس علی النصف النہار ہے انہین سے حضرت انسان
کہ خلقت انکی احسن التقویم فی الکتاب المبین ہے اور اہل اسلام کو اسپر
اعتقاد و یقین ہے اور قرآن سے خلافت اوسکی ثابت جیسا کہ سورۂ
بقرہ مین فرمایا رب العزت نے واذ قال ربک للملائکۃ انی جاعل فی الارض
خلیفۃ اور کہنا اونکا قالوا اتجعل فیہا من یفسد فیہا ویسفک الدماء ونحن
نسبح بحمدک ونقدس لک اور جواب دینا اللہ صاحب کا اونکو قال
انی اعلم ما لا تعلمون یہ اشارہ ہے اسطرف کہ ہم انسان کو ایسا جامع کمالات
اور مدرک کلیات و جزئیات ظہور مین لادینگے کہ مظہر اور مرآت تمہارے
صفات اور اسماء اور افعال کا ہوگا اور سرتا قدم ادراک چنانچہ اسپر حدیث
جو مشکوٰۃ شریف مین مذکور ہے خلق اللہ آدم علی صورتہ شاہد عادل اور
برہان کامل ہے اس سے معلوم ہوا کہ اولاد آدم بہت سے مظہر حق و خیر و
برکت اور بہت سے مصدر فیوض و فتوح ہین اور کتنے گونگے بہرے

اندہے انجان بے عقل و منظہر باطل ہین قسم اول جیسے انبیا علیہم التحیہ والسلام
کہ جملہ مظاہر حق و مرآت جمال مطلق ہین کیونکہ جو صفات کاملہ اور اسمار اور
افعال رب العزت مین موجود ہین آثار اوس کے سب امنین جلوہ گر ہین
جیسے حیات اور علم اور قدرت اور ارادہ اور سمع اور بصر اور کلام کہ یہ
سب آثار اوسکے صفات اور اسمار اور افعال کے ان مظاہر مین موجود
ہین بخلاف قسم ثانی کے اور نسبت قسم اول کے بہ نسبت جناب باری کے
ایسی سمجھنی چاہیے کہ وہ بمنزلہ بحر قلزم اور دریاے لاساحل کے ہے اور
امنین سے بعض دریا اور بعض نہار اور بعض جدول اور بعض چشمہ کہ
یہ سب اتصال اور قرب بحر لاساحل سے رکھتے ہین اسیطرح سے حال عامہ
مومنین کا کہ وہ اتباع اور پیروی صالحین کرتے ہین اور صالحین اتباع
پیغمبر صلعم کے اور پیغمبر صاحب اللہ صاحب کے مطیع اور فرمانبردار
ہین اور بموجب آیہ کریمہ اللہ ولی المومنین کہ وہ سورہ آل عمران مین
موجود ہے اللہ سب مومنین کا دوست ہے اور پکارنا دوست کا دوست
کو وقت مشکل کے خوش آتا ہے مثلاً ایک شخص نبیا صلعم کو پکار کر اپنی عاجزی
اور معصیت بیان کرے اور اون سے مدد چاہی تو اللہ فی الفور اوسکے
حاجت پر مطلع ہو کر حاجت روائی اوسکی کرتا ہے اور یہی معنی ہین مظہر
حق اور مظہر عون کے کہ اللہ تعالی ان صور تو مین مشکل اوسکی آسان
کرتا ہے بخلاف اصنام اور بتون کے کہ مظہر باطل اور شیطان ہین اور
اومین شیطان حلول کرکے ایک عالم کو قبایح اور برائیون مین ڈالتا ہے
اور راہ راست سے بہکا کر ایک عالم کو کفر اور شرک مین مبتلا کرتا ہے

نعوذ باللہ من ذالک اور نسبت انکے یہ نسبت بحر لاساحل کے نسبت حقیر اور
اور کڑے کی ہے کہ وہ قلتین سے بہی کم ہو کہ بعد بڑہنے دریاے لاساحل
اور اوسکے گہٹنے کی جو کچہہ پانی حقیر اور گڑہوں مین رہ جاوے کہ اصلا اوس
سے منفعت شرعا ممکن نہین کما قال السعدی علیہ الرحمۃ + ہمیلان جو بر نگیرد قدیم
وجودیست نے منفعت چون عدم + اور یہی معنی ہے اس آیہ کریمہ کے و
یعبدون من دون اللہ ما لا یضرہم ولا ینفعہم ویقولون ہؤلا شفعاؤنا عند اللہ
قل اتنبؤن اللہ بما لا یعلم فی السموات و الارض سبحانہ وتعالی عما یشرکون پس
ایسا مظہر قبیح کے پکارنیوالے تمام مشرک ہین نہ مظہر حسن اور نزین کے پکارنے
والے کیونکہ وہ برابر علم خدا کے کسی کے علم کو نہین سمجہتے اور جو سمجہے وہ مشرک
ہے اس بیان سے یہ بات معلوم ہوئی کہ پکارنا عند الشرع دو قسم ہے ایک
پکارنا خدا کا کہ وہ حاضر و ناظر ہے سنتا اور دیکہتا اور دوسرے قسم ندا
ندا سے مومنین ہے اللہ کے دوستونکو جیسا ابہی گذرا والا لازم آویگا کہ التحیات
کا پڑہنا کہ اوس مین پکارنا نبی کا موجود ہے جیسا آیندہ آویگا شرک فی العبادۃ
اور وہ اصلا جایز نہین فافہم اور ظفر جلیل مین ہے وان اراد عونا فلیقل
یا عباد اللہ اعینونی یا عباد اللہ اعینونی یا عباد اللہ اعینونی ترجمہ اور جو چاہیے
مدد غیبی اللہ تعالی کے جانب سے کسی امر مین پس چاہیے کہ کہے اے بندو
خدا کے مدد کرو میرے اے بندو خدا کے مدد کرو میری اے بندو خدا
کے مدد کرو میری نقل کے یہ طبرانی اپنے فایدین فرمایا ہے انحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے کہ جب کوئی چیز کم کرے یا چاہے مدد اور حال یہ کہ وہ ایسی زمین
مین ہو کہ کوئی ہمنشین اوسکا نہین ہے پس چاہیے کہے یا عباد اللہ اعینونی

پس اللہ تعالیٰ کے بندے ہین کہ ہم نہین دیکھتے کذا ذکر العلی والفخر
یعنی اسیطرح ذکر کیا علی اور فخر نے وقد جرب ذالک ترجمہ یعنی تحقیق تجربہ
کیا گیا ہے یہ امر نقل کی ہے یہ طبرانی نے فایدہ میں قول راوی کا ہے
اور میرک شاہ نے بعض علماء ثقات سے نقل کی ہے کہ یہ حدیث حسن
ہے اور محتاج ہین طرف اس کے تمام مسافر او مشایخ سے روایت کی
گیی ہے کہ یہ مجرب ہے اس مقدمہ مین اور نزدیک سے ساتھہ اوسکے
فتح مقصود پر اسیطرح ذکر کیا ہے فخر اور علی نے اور پہلے اس کے
ظفر جلیل شرح حصن حصین مین لکھا ہے واذ انفلتت دابۃ فلیناد
اعینوا یا عباد اللہ رحمکم اللہ ترجمہ اور جب بھاگ جاوے جانور کسی کا
پس چاہیے کہ پکارے مدد کرو میرے اے بندو خدا کے نقل کی یہ بزار نے
ابن عباس سے اور ابن ابی شیبہ نے اس کے ساتھہ لفظ رحمکم اللہ کا بھی
زیادہ نقل کیا ہے لیکن موقوفا یعنی یہ قول ابن عباس کا ہے **فائدہ**
مراد بندون خدا سے رجال الغیب ہے ابدال یا ملائکہ یا مسلمان جنات
ابن مسعود نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ جب
بھاگ جاوے جانور کسیکا جنگل مین سے چاہیے کہ کہو یا عباد اللہ احبسوا
یا عباد اللہ احبسوا یا عباد اللہ احبسوا یعنی اے بندگان خدا روکو اسکو
پس تحقیق اللہ کے بندے زمین مین ہین کہ روکتے ہین اونکو پس ایک
بزرگ سے منقول ہے کہ جانور اونکا بھاگ گیا اور وہ یہ حدیث جانتے
تھے اونہون نے یہ کلمے کہے فی الحال اللہ تعالیٰ جانور اونکا پھیر لایا کذا
ذکر العلی والفخر اور بھید اس استعانت مین عباد اللہ سے یہ ہے کہ یہ

سب مظاہر عون اور استعانت ہین جیسا تفصیل اسکی عنقریب اویگی ورنہ حق سبحانہ تعالی حقیقتہً قضاے حاجت بندگان کی خود کرتا ہے فتفکر بس بیان احادیث سے نداے بندگان خدا وقت مدد اور قضاے حاجت کے صحیح اور درست ٹھہرے اور شیخ عبد الحق محقق دہلوی نے شرح فتوح الغیب مین لکھا ہے و اما امداد و اعانت بعضے از خواص کمّل اولیا را بوجود حیات معنوی باقی است سہ قدمات قوم وہم فی الناس احیاء ہنہ ہرگز نمیرد انکہ دلش زندہ شد بعشق ۞ ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما و این امرے محقق است نزد ارباب طریقت واہل کشف و در قواعد احکام شریعت چیزے منافی آن نیست و در مواضع دیگر درین مقام زیادہ برین کلام واقع شدہ و دینجا کہ محل گفتگو نیست انیقدر بس است و این سخن در اولیا است اما انبیاء صلواۃ اللہ وسلامہ علیہم بحیات حقیقی دنیاوی حی و باقی و متصرف اند وا ینجا سخن نیست جبکہ یہ بات ثابت ہوئی جانا چاہیئے کہ ندا کے تین قسم ہین اول یہ کہ عبادت مع الندا ہو جیسا کہ طریقہ بت پرستون کا ہے اور یہ شرک ہے کیونکہ وہ مظہر باطل اور شیطان ہین دوسرے یہ کہ ندامع الاستشفاع اور یہ مشروع ہے اس واسطے کہ انبیاء اور اولیاء مظہر حق اور رحمن ہین جیسا کہ عنقریب بیان استشفاع مین آویگا تیسرا یہ کہ مطلق ندا ہو اگر بنظر استمداد ہے تو جاننا چاہیئے کہ اگر بنظر اسکے ہے کہ وہ حاضر و ناظر برابر خدا کے ہین تو یہ بھی شرک ہے اور اگر برابر خدا کے نجانے اور اعتقاد اوسکا غیر یہ ہو تو حرام ہے جیسا خاتم المحدثین

حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب نے بذیل آیہ وایاک نستعین زیب تحریر فرمایا ہے کہ استعانت از غیر بوجہے کہ اعتماد بران غیر باشد و اورا مظہر عون الہی نداند حرام است واگر التفات محض بجانب حق است و اورا یکے از مظاہر عون دانستہ ونظر بکارخانہ اسباب وحکمت او تعالی دران نمودہ بغیر استعانت ظاہری نماید دور از عرفان نخواہد بود ودر شرع نیز جایز وروا است وانبیاء اولیا این نوع استعانت بغیر کردہ اند ودر حقیقت این نوع استعانت بغیر نیست بلکہ استعانت بحضرت حق است لاغیر اور سابق حدیث خلق اللہ آدم علی صورتہ سے معلوم ہوا کہ انبیاء اور اولیاء کرام مظاہر حق ہین اور ظل رحمن بقصور انکا حق سے جدا نہین اور یہ سب وسیلہ ہین واسطے جریان فیوض کے لطایف سالک پر اسواسطے کہ سلوک طریق اور راہ بدون رفیق کے ممنوع اور حدیث مشکواۃ مین موجود ہے اسیطرح سلوک طریق باطن بلا وسیلہ ممکن نہین کیونکہ راہ پرخطر ہے اور شیطان راہ زن اور صور خیالیہ ان حضرات کے باعث امن وامان مکر شیطان سے ہے اور کچھہ اوس مین حرج نہین اور وسیلہ موجب فلاح ورستگاری سالک کا ہے کما قال اللہ تعالی یا ایہا الذین آمنوا اتقوا اللہ وابتغوا الیہ الوسیلۃ وجاہدوا فی سبیلہ لعلکم تفلحون چنانچہ امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی نے کہ معتمد اور معتبر عند الفریقین ہین ان امور کو جایز کہا ونیز بیان مظاہر حق اور باطل سے جو کچھہ آیندہ مولوی صاحب نے لکھا وہ بھی صاف باطل ہوگیا اور عدم تفرقہ مابین اولیاء اور انبیاء اور امام اور امام زادے اور بھوت پری کے باعث اسکا بے ادبی اور بے امتیازی ہے مابین مظاہر حق اور باطل کے اور اللہ کے برابر سمجھ

اولیا اور انبیا کا اصلا ہو نہین سکتا ہے کیونکہ علم حق سبحانہ تعالی کا بالذات اور اصلی ہے اور آنحضرت کا علم بالغیر اور ظلی ہے ونیز سابق گذرا کہ آثار سید آثار کے اور ظلال اور عکوس صاحب ظل کے کب اوس کے برابر ہو سکتے ہین اور تعظیم اور تکریم ان حضرات کے باعتبار مظہریت اور ظلیت کے خود حدیث سے ثابت ہے اور اکرام ظل عین اکرام ذی ظل ہے اور اہانت ظل عین اہانت ذی ظل ہے کمافی المشکواۃ فی کتاب الامارۃ عن ابن عمران النبی صلے اللہ علیہ وسلم قال ان السلطان ظل اللہ فی الارض روایت ہے ابن عمر سے تحقیق صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تحقیق بادشاہ سایہ اللہ کا ہے زمین مین آور روایت زیادہ این کتب مین یہ ہے من اہان سلطان اللہ فی الارض اہانہ اللہ یعنی جس شخص نے اہانت کی بادشاہ اللہ کے جو زمین ہے تحقیق رسوا کریگا اوسکو اللہ تعالی پس انبیاء کرام خصوصا نبینا صلعم کہ سلطان دین اور دنیا کے ہین اونکی تعظیم اور اکرام عین تعظیم وتکریم حق تعالی کی ہے اور اونکی اہانت اور رسوائی باعث اہانت اور رسوائی اہانت کرنے والے کے کہ اللہ اوسکو رسوا کریگا

ازالۂ ثانیہ ماسبقی من الازالۂ الاولی پوشیدہ نرہے کہ جوکچھ فقیر نے اس کتاب مین درباب اکرام وتعظیم انبیا علیہم السلام کے مثل احاطہ علمی وقدرت اور ارادہ اور سمع اور علم غیب اور انفصال نفع اور ضرر اور شفاعت عظمی وغیرہ کے بیان کیا اور اونکا جارحہ نبوت اور اولیا اللہ کا جارحہ ولایت ہونا اور ظہور کشف وکرامت کا اون سے مقصود ان سب سے تفرقہ مابین مظاہر حقہ اور باطلہ کے ہے اور یہ مقصود نہین کہ جب ان حضرات مین کمالات صوریہ اور معنویہ ثابت ہون تو یہ سب برابر خدا کے ہوگئے تاکہ اس سے شرک لازم آوے

اور آجتک حضرت کی امت مین سے کسی نے الله کا بیٹا کہا اور نہ آنحضرت کو
الوہیت مین شریک کیا جیسا یہود نے حضرت عزیر کو ابن الله کہا اور نصاریٰ
نے حضرت عیسیٰ کو ابن الله کہا ہان فرقہ نصیریہ نے البتہ حضرت علی کرم الله
وجہہ کو الله کہا اس طور پر کہ روح الله نے حلول کیا حضرت علی مین یہہ
ہوگئے الله یہ فرقہ البتہ مشرک اور کافر ہے کسی کو اس مین شک و شبہہ
نہین اور باقی فرقہ امامیہ جو کچھ بدعت مثل نقل روضہ حضرت سید الشہداء
حضرت امام حسن و حسین علی نبینا و علیہما الصلوٰۃ والسلام کے ظہور
مین لاے باعث صدور جرائم و معاصی کے ہوئے و لیکن بعض افعال مین
مثل سجدہ مرتکب حرام نہ یہ کہ داخل مشرکین ہوے کہ اونکی نجات کیطرح
ممکن نہین و نعم ما قال ع جنگ ہفتاد و دو ملت ہمہ را عذر بنہ *
چون ندیدند حقیقت رہ افسانہ زدند * جیسے نقل روضہ بدعت ہے اسیطرح
مدار صاحب اور سالار صاحب کے جھنڈے کھڑے کرنے اور اونکے
جھوٹی قبر بنانے اور ہر سال اونکی شادی کرنا یہ سب بدعت ضلالت ہے
مرتکب ان امور کا مرتکب فعل حرام ہے ارتکاب ان امور سے اجتناب
ضرور ہے نہ یہ کہ مرتکب ان معاصی کے مشرک ہین اور ابدالاباد جہنم
مین رہین اور یہ جزاے شرک و کفر ہے جیسا الله صاحب نے سورہ
شعرا مین ارشاد فرمایا یوم لا ینفع مال ولا بنون الا من اتی الله بقلب
سلیم وازلفت الجنۃ للمتقین وبرزت الجحیم للغاوین وقیل لہم اینما کنتم تعبدون
من دون الله ہل ینصرونکم او ینتصرون فکبکبوا فیہا ہم والغاوون وجنود
ابلیس اجمعون قالوا وہم فیہا یختصمون تالله ان کنا لفی ضلال مبین اذ

تسویکم برب العالمین و ما اضلنا الا المجرمون فما لنا من شافعین ولا
صدیق حمیم فلو ان لنا کرۃ فنکون من المومنین - ترجمہ جس دن نہ کام
آوے کوئی مال اور بیٹے مگر جو کوئی آیا اللہ پاس دل چنگا لیکر اسیطرح تفسیر بغوی
مین یہ لکھا ہے کہ مراد قلب سلیم سے دل خالص ہے شرک و شک سے
لیکن گناہ پس نہین کوئی خالی اوس سے اور کہا بغوی نے یہ قول اکثر
مفسرین کا ہے اور کہا سعید ابن مسیب نے قلب سلیم وہی قلب صحیح ہے
اور وہی قلب مومن ہے اس واسطے دل کافر اور منافق کا مریض ہے
کما قال اللہ تعالی فی قلوبہم مرض انتہی اور قریب کیجاویگی جنت واسطے
پرہیزگاروں کے اور ظاہر کیجاویگی دوزخ واسطے کافروں کے اور
کہیگا واسطے اونکے کہان ہے وہ جنکو تم پوجتے تھے سوائے اللہ کے آیا
روکتے ہین وہ تمکو عذاب سے یا بدلہ لے سکتے ہین یعنی جمع کیے جاوینگے
دوزخ مین وہ سب شیاطین اور سب لشکر شیاطین کے کہینگے گمراہ
شیطان کے اور حال یہ کہ وہ بیچ اوس کے جھگڑتے ہونگے ساتھ
معبودون کے قسم ہے اللہ کی مقرر تھے ہم صریح گمراہی مین وقتیکہ ہم گنتے
تھے تمکو رب سارے عالم کا اور عبادت کرتے تھے ہم تمکو اور نہین گمراہ
کیا تھا ہمکو مگر شیاطین نے پس نہین ہے واسطے ہمارے کوئی شفاعت
کرنے والا ملائکہ اور نبیین اور مومنین سے اور نہ کوئی دوست محبت کرنیوالا
سو کسیطرح ہمکو پھر جانا ہو تو ہم ہون ایمان والون مین اس تفسیر سے یہ
بات معلوم ہوئی کہ قلب سلیم عبارت ہے اوس قلب سے کہ خالی ہو شرک
اور شبہہ سے اور اسی کو مومن کہتے ہین لیکن گناہ سے کوئی بشر خالی

ہمین اور یہ بھی بات معلوم ہوئی کہ مراد برابری کرنے سے یہ ہے کہ اونہون
نے من دون اللہ یعنی اصنام کو پروردگار تمام عالم کا ٹھہرایا تھا اور کوئی
سو من اپنے معظمین کو پروردگار تمام عالم کا ہمسر گنتا بلکہ اونکو واسطہ
درمیان اپنے اور درمیان پروردگار کے سمجھتا ہے کیونکہ اللہ جلشانہٗ
کمال مرتبہ بلندی مین ہے اور انسان کمال مرتبہ پستی مین بس ایک
شخص درمیان خلق کے ایسا چاہیے کہ وہ کامل مکمل ہو کہ اوس مین
جہت بلندی او پستی دونون ہون اور وہ نہین مگر انبیا کرام علیہم
السلام ہین خصوصًا نبینا صلعم کہ جامع صفات کاملہ تھی اور جو صفت
افرادی افرادی اور انبیا علیہم السلام مین تھین وہ سب ذات بابرکات
مین مجتمع ہوئین پس آنحضرت جہت ملکیت سے احکام صوری و معنوی
اللہ رب العزت سے تلقی بالقبول کرتے اور اپنی امت کو بجہت مناسبت
بشریت کے تعلیم فرماتے اور حصول ان دو جہت پر آیہ قرآنی اور
حدیث گواہ اور شاہد عادل ہے لیکن آیہ قرآنی قل انما انا بشر مثلکم
یوحی الی الخ اور حدیث لست کاحدکم عند ربی اس امر پر دال ہے پس
ذات بابرکات آنحضرت صلعم کے واسطے حصول فوائد صوری و معنوی
کے وافی وکافی ہے کیونکہ اکثر صحابہ کرام جو حضرت کی خدمت مین مشرف
ہوتے انقطاع کلی دنیا و مافیہا سے حاصل ہوتا کہ اس زمانہ مین اوروں کو
چلہ مین حاصل نہین پس یہ بات ثابت ہوئی کہ حضرت جامع صفات بشریت
اور ملکیت کے تھی اور جیسا ذات بابرکات آپ کے بموجب آیہ کریمہ
وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین واسطے تمام عالم کے سراسر رحمت تھی

اسیطرح اسم شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دنیا اور آخرت مین
باعث نجات اور امن وامان ہر غم والم اور دافع بلیات وحل مشکلات
کا ہے اور جب آنحضرت صلعم رحمت تمام عالم کی ہوئی اور رحمت اللہ
کے بموجب آیہ کریمہ ان رحمت اللہ قریب من المحسنین قریب ہے ساتھ
نیک کارون کے پس آنحضرت صلعم ساتھ نیک کارون کے قریب
ہین نہ بعید بخلاف مظاہر باطلہ کے کہ اوسکے تفصیل سابق گذرے کہ
انکو مثل حقیر سمجھنا چاہیے کہ وہ رحمت حق سے بعید ہے کہ کسیکو اون کی
ذات سے نفع دنیا و آخرت کا اصلا متصور نہین اور حضرت رب العزت
سے کہین گے کہ اگر ہمیہم دنیا مین جاتے تو ایمان لاتے ہذا ہو الفرق
بین الانبیاء والاولیاء والاصنام و عابدیہم اور جس نے یہ فرق نہ کیا
پس وہ داخل تحت اس آیہ کریمہ کے ہوا یا اہل الکتاب لاتغلوا فی دینکم
غیر الحق ولاتتبعوا اہواء قوم قد ضلوا من قبل واضلوا کثیرا واضلوا عن سواء
السبیل اس بیان سے معلوم ہوا کہ انسان بجہت صدور جرائم وعصیان
کے بعید اور دور حضرت رب غفور سے ہے اور بموجب آیہ ونحن اقرب الیہ
من حبل الورید کے حق سبحانہ تعالی بہت قریب ہے اور کیا خوب کہنے
والے نے کہا ؎ دوست نزدیک تر از من بمن است ٭ وین عجب تر کہ من
از روئے دورم نظر اسی بعد اور دوری کے واسطے رسول صلعم اور
اوسکے اہلبیت کا ضرور ہوا اور یہی سبب ہے دعا مین کہ بدون درود کے
درمیان آسمان اور زمین کے معلق رہتی ہے اور جو دعا درمیان
دو درود کے ہو وہ قبول درگاہ رب العزت کے ہوتی ہے و نیز بیان

حدیث حنظلہ سے یہ بات ثابت ہوئی کہ تصور اور برزخ ان حضرات کا اور
انکے نامون کا عند الذکر محرک لطائف ملک الاعمر ہے کما لا یخفی علی
اہل العلم والنہی — **قولہ** دوسری بات یہ کہ عالم مین ارادہ سے تصرف کرنا
اور اپنا حکم جاری کرنا اور اپنی خواہش سے مارنا اور جلانا روزی کی
کشایش اور تنگی کرنی تندرستی اور بیمار کرنا فتح اور شکست دینی اقبال
اور ادبار دینا مرادین پوری کرنی حاجتین برلانی بلائین ٹالنی مشکل مین
دستگیری کرنی برے وقت مین کام آنا یہ سب اللہ ہی کی شان ہے
اور کسی اولیا انبیا کی پیر و شہید کی بھوت و پری کی یہ شان نہین
جو کوئی کسی اور کو ایسا تصرف ثابت کرے اور اس سے مرادین مانگے
اور اس توقع پر نذر و نیاز کرے اور اسکی منتین مانے اور مصیبت کے
وقت اسکو پکارے وہ مشرک ہو جاتا ہے اسکو اشراک فی التصرف
کہتے ہین یعنی اللہ کا سا تصرف کسی کو ثابت کرنا محض شرک ہے پھر خواہ
یون سمجھے کہ اللہ ہی نے ایسی قدرت اسکو بخشی ہے خواہ ان کامون کی
طاقت اسکو خود بخود ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے **اقول وباللہ**
التوفیق اللہ کے برابر علم یا تصرفات کسی اور کے واسطے ثابت کرنا
بے شک شرک ہے کیونکہ احاطہ علمی اللہ کے برابر کسی کو نہین ہے مگر جسکو
جسقدر تصرف اور علم عطا کیا اور چاہا کسیکو بہت اور کسیکو تھوڑا جسقدر
چاہا یہ سب آیت قرآنی سے ثابت ہے چنانچہ شرح وحاشیہ قول آیندہ مین
جواب اسکا دیا جاویگا **قولہ** تیسری بات یہ ہے کہ بعضے کام تعظیم کے اللہ
نے اپنے لیے خاص کیے ہین کہ انکو عبادت کہتے ہین جیسے سجدہ اور رکوع

کرنا اور ہاتھ باندھکر کھڑے رہنا اور نام پر مال خرچ کرنا اور اوس کے نام کا روزہ رکھنا اور اوس کے گھر کی طرف دور دور سے قصد کرکے سفر کرنا اور ایسی صورت بناکر چلنا کہ ہر کوئی جان لیوے کہ یہ لوگ اوس گھر کی زیارت کو جاتے ہین اور رستہ مین اوس مالک کا نام پکارنا اور نامعقول باتین کرنے سے اور شکار سے بچنا اور اس قید سے وہان جاکر طواف کرنا اور اوس گھر کے طرف سجدہ اور اوسکی طرف جانور لیجانا اور وہان منتین ماننی اور اوسپر غلاف ڈالنا اور اوسکی چوکہٹ کے آگے کھڑے ہوکر دعا مانگنی اور التجا کرنی اور دین و دنیا کی مرادین مانگنی اور ایک پتھر کو بوسہ دینا اور اوس کے دیوار سے اپنا مونہ اور چھاتی ملانا اور اوسکا غلاف پکڑکر دعا کرنی اور اوس کے گرد روشنی کرنی اور اوسکا مجاور بنکر اوسکی خدمت مین مشغول رہنا جیسے جھاڑو دینی اور روشنی کرنی فرش بچھانا پانی پلانا وضو اور غسل کا سامان لوگون کے لیے درست کرنا اور اوس کے کنوین کے پانی کو تبرک سمجہ کر پینا بدن پر ڈالنا آپس مین بانٹنا غایبون کے واسطے لیجانا رخصت ہوتے وقت اولٹے پاؤن چلنا اور اوس کے گرد پیش کی جنگل کا ادب کرنا یعنی وہان شکار نہ کرنا درخت نہ کاٹنا گھاس نہ اوکھاڑنا مواشی نہ چوگانا یہ سب کام اللہ نے اپنی عبادت کے لیے اپنے بندون کو بتائے ہین پہر جو کوئی کسی پیر پیغمبر کو یا بہوت و پری کو یا کسی کی سچی یا جھوٹی قبر کو یا کسی کے تہان یا کسی کے چلہ کو یا کسی کے مکان کو یا کسی کے تبرک کو یا نشان کو یا تابوت کو سجدہ کرے یا رکوع کرے یا انکے نام کا روزہ

رکھے یا وہاں ہاتھ باندھکر کھڑا ہوئے التجا کرے مرادین مانگے یا جا نور
چڑہاوے یا ایسے مکان مین دور دور سے قصد کرکے جاوے یا وہاں
روشنی کرے غلاف ڈالے چادر چڑہاوے اونکے نام کی چہڑی کھڑی
کرے اونکی قبر کو بوسہ دیوے مونہہ جہل جھلے ادسپر شامیانہ کھڑا کرے
رخصت ہوتے وقت اولٹے پاؤن چلے چوکہٹ کو بوسہ دیوے
وہان مجاور بنکر بیٹھے ایسے مقامون کی گرد بیش کے جنگل کا ادب کرے
اور ایسی قسم کی باتین کرے سو اسپر شرک ثابت ہوتا ہے اسکو اشراک
فی العبادہ کہتے ہین اللہ کی سی تعظیم کسی اور کی کرے پہر یون سمجھے کہ یہ
انہی اس تعظیم کے لایق ہین یا یون سمجھے کہ انکی اس طرحکی تعظیم کرنے
سے اللہ خوش ہوتا ہے اور اس تعظیم کی برکت سے اللہ مشکلین کہول
دیتا ہے اس مین ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے چوتھی بات یہ کہ اللہ صاحب
نے اپنے بندون کو سکہایا ہے کہ اپنے کامون مین اللہ کو یاد رکہین
الی **قولہ** ان چارون طرحکے شرک کا صریح قرآن و حدیث مین ذکر
ہے اس لیے اس مین پانچ فصل مقرر کی ہین **اقول** وباللہ التوفیق
جواب شرک فی العلم والتصرف والعبادۃ والعادۃ کا بخوف طوالت
رسالہ اور بلحاظ اوسکی تکرار کے ابہی چہوڑ گیا انشاء اللہ تعالی فصول
آیندہ مین جو مولوی صاحب واسطے اثبات مدعا کے لاے جواب دیا جاویگا فلینتظر
قولہ پہلی فصل بچنے مین شرک سے یعنی اس فصل مین مجمل شرک کی برائی
کا ذکر ہے قال اللہ تعالی ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ ویغفر ما دون
ذالک لمن یشاء ومن یشرک باللہ فقد ضل ضلالا بعیدا۔ ترجمہ کہا اللہ تعالی

ہے سورہ نساء مین بے شک اللہ نہین بخشتا یہ کہ شریک ٹہرائے اس کا
اور بخشتا ہے جو ورے اس سے جسکو چاہے اور جس نے شریک ٹہرایا اللہ کا
سو بے شک راہ بہولا دور بہک کر اقول **وباللہ التوفیق** یہ
سب راست و بجا ہے لیکن یہ یقین جاننا چاہیے کہ مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا وہ
اللہ کی شان کی آگے چمار سے بھی ذلیل ہے الخ اقول وباللہ التوفیق پوشیدہ
نرہے یہ بات کہ دعوی مولویصاحب کا باطل و بلا دلیل اور دروغ بے
فروغ ہے اسواسطے کہ کوئی دلیل قوی کتاب اللہ و کتاب الرسول سے
نہین لائے کہ شاہد مطلوب دس سے اغوش مین آوے اور فقیر کے نزدیک
خلاف بر جیہ اور برہان حدیث اور حضرت قرآن سے موجود ازانجملہ ایک یہ ہے
کہ حق سبحانہ تعالی شانہ مین انحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے سورہ الم نشرح مین
ارشاد کرتا ہے کہ رفعنا لک ذکرک اور مولویصاحب یعنی حضرت شاہ عبد العزیز
صاحب نے بذیل اس آیہ کے لکہا ہے کہ خلاصہ اسکا یہ ہے کہ بلند کیا ہمنے
تمہارے ذکر کو کہ جامعیت تمکو باین رتبہ میسر ہوئی کہ ظل مرتبہ الوہیت کا ہوا
تو اور اسی جامعیت سے منفرد اور طاق بر آیا تو اب تجہکو ساتھہ اللہ کے یاد کرتے
مین مثلاً کہتے ہین اللہ و رسول نے ایسا فرمایا کہ واجب الاطاعت ہے اور علے ہذا
القیاس درحدیث شریف مین وارد ہے کہ آنحضرت نے جبرئیل علیہ السلام سے
پوچھا کہ میرے ذکر کو کسطرح بلند کیا ہے حضرت جبرئیل نے کہا کہ آپ کے ذکر کو
اپنے ذکر کے قریب کیا ہے اذان اور اقامت اور التحیات اور خطبہ اور کلمہ طیب
اور کلمہ شہادت اور اطاعت مین جیسا کہ اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول اور حرمت
معصیت مین جیسا کہ وَمَن یَعْصِ اللّٰہَ وَرَسُولَہٗ فَاِنَّ لَہٗ نَارَ جَہَنَّمَ

خَالِدِیْنَ فِیْهَا اَبَدًا یعنی رہیں جس جگہ ذکر اللہ کا ہے ذکر رسول مقبول کا بھی ہے مگر آخر آذان تکبیر صرف لا الہ الا اللہ اور وقت ذبح کے صرف بسم اللہ اور وقت عطسہ کے صرف الحمد للہ کہتے ہین از انجملہ یہہ ہے کہ سورہ والضحیٰ مین آپ کی شا نمین ارشاد ہوا ہے وَلَسَوْفَ یُعْطِیْکَ رَبُّکَ فَتَرْضٰی یعنی تحقیق قریب ہے عطا کریگا تمکو رب تمہارا کہ راضی ہو جاوگی اور شرح اسکی جو کچھہ حضرت شاہ صاحب نے بذیل اس آیت کے لکھا ہے جواب آئندہ مین آویگا اسکا منتظر رہنا چاہیے اور از انجملہ یہہ ہے کہ اللہ صاحب نے پارہ سیقول مین آپ کی شانمین ارشاد کیا فَلَنُوَلِّیَنَّکَ قِبْلَةً تَرْضٰهَا یعنی پھیرینگے ہم واسطے تیری یک قبلہ کو کہ اوس سے راضی ہو جائیگا تو اور سوا اسکے بہت سے شواہد اور دلائل حضرت قرآنمین مذکور ہین بنظر طول اختصار کیا اور حدیث مین آپ کی شانمین ارشاد ہوا کہ لَوْلَاكَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاكَ یعنی اگر نہوتی ذات محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی نہ پیدا کرتا مین آسمان وزمین کو اس بیانسے یہہ بات ثابت ہوتی کہ تمامی انبیا بموجب آیہ فضلنا بعضہم علے بعض ایک دوسرے سے چھوٹے اور بڑے ہین مگر ان سب مین رتبہ نبینا صلے اللہ علیہ وسلم کا افضل واعلی ہے کیونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ظل مرتبہ الوہیت ہین اور اس سے یہہ بات ثابت ہوئی کہ خود حق سبحانہ تعالی اونکی خوشنودی کا ڈہونڈہنے والا ہے اور سوا انکے اور انبیاء کرام اوسکی خوشنودی ڈہونڈہتے ہین کیونکہ حضرت ابراہیم کو اللہ صاحب نے خلیل کا خطاب دیا اور حضرت کو حبیب کا اور یہی فرق ہے مابین خلیل اور حبیب کے جو اوپر بیان ہوا جب عظمت اور عزت اور بزرگی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے مابین مخلوق کے بمنزلہ وزیر کی شہنشاہ سے ہوء اور مقام محمود عبارت اسی سے ہے اور جو شخص ظل خدا ہو اللہ اوسکی

رضا جوئی کرے اور جو باعث ایجاد عالم ہوا اوسکے مقابلہ مین ایسا کلام کرنا کہ ہر مخلوق اللہ کی شان کے آگے چمار سے ذلیل ہے باعث خسران وحرمان کا ہے نعوذ باللہ من ذلک یہہ جواب اوس تقدیر پر ہے کہ اگر مراد شان سے عزت اور بزرگی ہو ظاہر قول مولویصاحب سے کہ وہ چمار سے ذلیل ہے یہی مفہوم ہوتا ہے اور اگر مراد شان سے فعل اور کام ہو کہ معنی لغوی اوسکے یہی ہین جیسا کہ اللہ تعالی نے سورۂ رحمن مین ارشاد فرمایا ہے کہ كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِي شَأْنٍ یعنی ہر روز اللہ بیچ ایک کام کے ہے یعنی کسیکو مارتا ہے کسیکو جلاتا ہے اور کسیکو تخت پر بٹھلاتا ہے اور کسیکو تخت سے اوتارتا ہے وغیر ذالک غرض کہ جو امور دنیا مین ظہور مین آئے ہین اور آوینگے اور جو امور بعد مرگ کے قبر سے لیکر تا حشر ونشر وثواب وعقاب جو کچھہ ظاہر اور آشکارا ہوگا سب اللہ ہی کی شان ہے اور موید اس قول کا وہ ہے جو تفسیر بغوی مین نقل کیا سلیمان دارانی سے اس آیت مین وَقَالَ سُلَيْمَانُ الدَّارَانِي فِي هٰذِهِ الْآيَةِ كُلَّ يَوْمٍ لَهُ إِلَى الْعَبِيدِ بِرٌّ جَدِيدٌ ترجمہ یعنی کہا سلیمان دارانی نے کہ ہر دن اللہ صاحب کو بہ نسبت اپنے بندون کے نکوئی جدید اور تازہ ہے اب مولویصاحب اللہ جلشانہ کی نیکی جدید کو ملاحظہ کرین اور نیز حدیث أَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰهُ نُوْرِيْ کو بھی پیش نظر کرین تو یہہ بات معلوم ہوجاویگی کہ شان ظاہر بدون مظہر کے معلوم نہین ہوتی کسواسطے کہ جبتک مظہر ظہور مین نہین آیا شان اوسکی پردہ کتمان مین تھی اور جب اول نور محمدی پیدا ہوا اور شعشعان اوس نور کا بمراتب تمام مخلوقین مین ظاہر ہوا تو یہہ شان محمدی عین شان اللہ کی ہے اور توہین اوسکی توہین خدا عزوجل اور توہین دونونکی کفر اور زندقہ ہے کما لا یخفی علے اہل العلم اور کیا اچھا کہا ہے کہنے والے نے جو این شان الہی ہمہ از وی بمعاذ اللہ کہ دامن حلیم از دست ... اللہ سبحانہ تعالی ہمکو توفیق دے کہ امتیاز معنی توحید وشرک مین کرین اور اس مغالطہ عظیم مین نہ پڑین اور

اپنے تئین دین و دنیا مین ایسی باتون سے ورطہ ہلاکت مین نہ ڈالین قولہ آدمی مین بڑے سے بڑا عیب یہہ ہے کہ اپنے بڑون سے بے ادبی کرے اقول وباللہ التوفیق سبحان اللہ مثل مشہور ہے کہ حق برزبان جاری ست اس مقام پر خود مولوی صاحب کی زبان سے حق جاری ہوا کہ اپنی بڑون کی نسبت بڑی بے ادبی کی اس سے بڑھکر کوئی بے ادبی ہوگی کہ جو پہنچکر کفر تک پہونچے وَهَلْ هٰذَا اِلَّا اِتِّبَاعُ النَّفْسِ وَالْهَوٰى قولہ اَخْرَجَ الشَّيْخَانِ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَيُّ الذَّنْبِ اَكْبَرُ عِنْدَ اللّٰهِ قَالَ اَنْ تَدْعُوَ اللّٰهَ نِدًّا وَهُوَ خَلَقَكَ مشکوۃ کے باب الکبائر مین لکہا ہے کہ بخاری و مسلم نے ذکر کیا کہ ابن مسعود نے نقل کیا کہ ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ کون سا گناہ سب سے بڑا ہے اللہ کے نزدیک فرمایا یہہ کہ پکارے تو کسیکو اللہ کی طرح کا ٹہہرا کر حالانکہ اللہ ہی نے تجکو پیدا کیا ف یعنی کہ جیسا اللہ کو سمجہتے ہین کہ وہ ہر جگہہ حاضر و ناظر ہے اور سب کام اوسکے اختیار مین ہین اور مشکل کیوقت یہی سمجہکر اوسکو پکارتے ہین سو کسی اور کو اوسیطرحکا سمجہکر ہرگز نہ پکارنا چاہیے کہ یہہ سب سے بڑا گناہ ہے اول تو یہہ کہ یہہ بات خود غلط ہے کہ کسیکو کچہہ حاجت برلانیکی طاقت ہووے یا ہر جگہہ حاضر و ناظر ہے دوسرے یہہ کہ ہمارا جب خالق اللہ ہی ہے اور اوسنے ہمکو پیدا کیا تو ہمکو بہی چاہیے کہ اپنے کامون پر اوسیکو پکارین اور کسی سے ہمکو کیا کام کہ اوسکو ناوین جیسے کوئی ایک بادشاہ کا غلام ہو چکا تو وہ اپنے ہر کام کا علاقہ اوس سے رکہتا ہے دوسرے بادشاہ سے بہی نہین رکہتا اور کسی چوہڑی چمار کا تو کیا ذکر اقول وباللہ التوفیق اور یہہ جو کہا کہ جیسا کہ اللہ کو سمجہتے ہین کہ وہ ہر جگہہ حاضر و ناظر الخ کوئی مسلمان اپنے بزرگونکو پیغمبر ہون یا پیر مثل اللہ کے حاضر و ناظر نہین جانتا اور نہ اونکو حاضر و ناظر جانکر پکارتا ہے بلکہ اپنی دعائین کیواسطے انبیا و اولیا وغیرہ بزرگان دین کی اللہ ہی سے مانگتا ہے ہان اگر کوئی ایسا کرے تو

بیشک وہ مشرک ہے جیسا تفصیل اسکی ازالہ سابقہ مین گذری اور ہر چند کہ خالق ہمارا
اور تمام عالم کا اللہ ہی ہے مگر ہماری غلامی اور انکی غلامی مین بہت بڑا فرق ہے
کہ اوسکو ہر ایک ادنی و اعلی و جاہل و عالم خوب بوجہتا ہے مثال اسکی ایسی ہے کہ
ایک شخص کے بہت سے غلام ہین مگر بعض بعض غلام ایسے ہین کہ مولی اونسے راضی
ہے اور وہ مولی سے اور بہت غلام ایسے ہین کہ اونسے ایسی رضا و خوشنودی
مولی سے نہین ہر چند کہ نسبت غلامی مین سب برابر ہین مگر بعضونکو بہ نسبت آقا کے
وجاہت اور قبولیت ظاہر ہے اور بعضونکو نہین اور جسکو نہین وہ بوسیلہ اونکے
دعا مانگتا ہے اور اوس سے فی الفور مطلب اسکا حاصل ہوتا ہے اور اللہ اوسپر رحم
کرتا ہے اور یہہ مغالطہ عظیم ہے کہ اپنے تئین غلامی مین مثل انبیا کے سمجھکر اونسے پروا
نہ رکھنی اور یہہ فرق وہ ہے کہ جسکو اللہ صاحب نے سورہ نحل مین خود ارشاد فرمایا ہے
ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا عَبْدًا مَّمْلُوْكًا لَّا يَقْدِرُ عَلٰى شَيْءٍ وَّمَنْ رَّزَقْنٰهُ مِنَّا رِزْقًا حَسَنًا
فَهُوَ يُنْفِقُ مِنْهُ سِرًّا وَّجَهْرًا هَلْ يَسْتَوٗنَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ترجمہ
اللہ نے بتائی ایک کہاوت ایک بندہ پرایا مال نہین مقدور رکھتا کسی چیز پر اور ایک
جسکو ہمنے روزی دی اپنی طرف سے خاصی روزی سو وہ خرچ کرتا ہے اوسمین سے چھپے
اور کھلے کہین برابر ہوتے ہین سب تعریف اللہ کو ہے پر وہ بہت لوگ نہین جانتے
ف یعنی اللہ مالک ہر چیز کا جسکو جو چاہے سو دے اور بت مالک نہین کسی چیز کا
بلکہ آپ پرایا مال ورنیز آگے اسکے اللہ صاحب نے فرمایا وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا رَّجُلَيْنِ
اَحَدُهُمَا اَبْكَمُ لَا يَقْدِرُ عَلٰى شَيْءٍ وَّهُوَ كَلٌّ عَلٰى مَوْلٰىهُ اَيْنَمَا يُوَجِّهْهُّ
لَا يَاْتِ بِخَيْرٍ هَلْ يَسْتَوِيْ هُوَ وَمَنْ يَّاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَهُوَ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ
ترجمہ اور بتائی اللہ نے ایک مثال دو مرد ہین ایک گونگا کچہہ کام نہین کرسکتا اور وہ

بوجہ ہے اپنے صاحب پر جسطرف اوسکو بھیجے کچھ بھلا نہ کر لاوے کہین برابر ہے وہ اور
ایک شخص جو حکم کرتا ہے انصاف پر اور ہی سیدہی راہ پر ف یعنی خدا کے
دو بندے ایک بت نکما نہ ہل سکے نہ چل سکے جیسے گونگا غلام دوسرا رسول جو
اللہ کی راہ بتاوے ہزارونکو اور آپ بندگی پر قائم ہے اور سوائے اسکے بہت
سی آیتین واحادیث ہین کہ اوس سے بھی تفاوت مراتب اور منازل عباد صاف
مفہوم ہوتے ہین جیساکہ اللہ صاحب نے سورہ فاطر مین فرمایا ہے ثُمَّ اَوْرَثْنَا
الْكِتٰبَ الَّذِيْنَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ وَمِنْهُمْ
مُّقْتَصِدٌ وَمِنْهُمْ سَابِقٌ بِالْخَيْرَاتِ بِاِذْنِ اللّٰهِ ذٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيْرُ
ترجمہ پھر ہمنے وارث کئے کتاب کی وہ جو چنے ہمنے اپنے بندون مین سے پھر کوئی اونمین
برا کرتا ہی اپنے جانکا اور کوئی اونمین ہے بیچ کی چال پر اور کوئی اونمین ہے کہ آگے بڑھ گیا لیکر خوبیان
اللہ کے حکم سے یہی ہے بڑی بزرگی فائدہ یعنی پیغمبر کے بعد کتاب کے وارث کئے ایکا ور جنے بندے
یعنی یہ امت اونمین تین درجے تہاتے ایک گنہگار ایک میانہ ایک اعلی سب کو گنا اپنے بندونمین امید ہے
کہ آخر سب بہشتی ہین رسول نے فرمایا ہمارا گنہگار معافی ہے اور میانہ سلامت ہے اور آگے بڑہے سو
سب سے آگے بڑہے اللہ کریم ہے اوسکے یہان کمی نہین مثال قرآنی سے کہ اللہ
صاحب نے اوسکو بیان فرمایا اوس سے یہہ بات معلوم ہوئی کہ بت گونگا اور بیقدر
محض ہے اور مملوک دوسرے کا ہے اوس سے کسیطرحکا فائدہ نہین بخلاف رسول
و دیگر برگزیدگان کی اب جو شخص رسول کو بمقام بت کے رکھے اور احکام بت رسول صلعم پر
جاری کرے تو وہ منکر اس آیت کا ہے اور مشکل کیوقت انبیا و اولیا کو وسیلہ گردا ننا
ثابت ہے جیساکہ سورۂ نسا مین اللہ صاحب فرماتے ہین وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْا
اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ

تَوَّابًا رَّحِيمًا ٥ ترجمہ اور اگر ان لوگون نے جسوقت اپنا برا کیا تھا آئے تیرے پاس اسسے بخشوائی اور رسول انکو بخشوا تا اللہکو پاتے معاف کرنیوالا مہربان دیکھیے کہ اس جا اللہ صاحب نے قبول توبہ اور نزول رحمت کو اپنے موقوف علیہ گنہگار ذکی استغفار اور حضرت رسول صلعم کے استغفار پر ٹہرایا یہ آیت صاف دال ہے اس امر پر کہ دنیا و آخرت مین حضرت صلے اللہ علیہ وسلم وسیلہ نجات ہین پس جو شخص آنحضرت کو اپنے برابر سمجھکر احتیاج اونسے نرکھے اوسکو خسارہ دنیا و آخرت ہے اور نیز شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے کتاب جذب القلوب الی دیار المحبوب مین بصفحہ ۲۰۹ بعبارت فارسی لکھا ہے بنظر انصاف دیکھنا چاہیے تو حقیقت استشفاع و استعانہ و استمداد کی بخوبی واضح ہوجاویگی کہا شیخ نے اما توسل و استشفاع بحضرت سید رسل و استعانہ و استمداد بجاہ وے صلی اللہ علیہ وسلم فعل انبیا و مرسلین و سیرت سلف و خلف بعد ازان است چہ پیش از ان وقت کہ روح پاکش لباس جسمانیت پوشید و چہ بعد ازان وقت ہم در حیات دنیویہ و ہم در عالم برزخ و ہم در عرصہ قیامت کہ انبیا و مرسل را مجال نطق و تاب دم زدن نباشد وی صلے اللہ علیہ وسلم فتح باب شفاعت کند اولین و آخرین را مستغرق بحار نعمت و مشمول انوار رحمت گرداند و در استمداد از جناب رسالت صلے اللہ علیہ وسلم درین چہار موطن اخبار و آثار ورود و پیوستہ اما اول کہ توسل با دست پیش از نشاء انسانیہ و دائرہ خلقیت از جملہ احادیث و اخبار کہ دران وارد شدہ این حدیث است عن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کہ علمای حدیث تصحیح آن کردہ اند کہ چون از آدم صفی اللہ علیہ السلام آن خطیہ سر زد از برای اعتذار و توبہ آن گفت یَا رَبِّ اَسْئَلُكَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ اَنْ تَغْفِرَ لِیْ + از درگاہ مجیب الدعوات فرمان آمد چگونہ شناختی تو محمد را صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم و ہنوز جوہر روحانیش را در صدف

جسمانیت نہ در آوردم گفت خداوندا تو سیدائی بروزیکہ مرا بید قدرت خود
پیدا کردی و نفخ روح علوی در قالب بشریت من نمودی سر بر داشتم
بر قوایم عرش نوشتہ دیدم لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ از آن روز
شناختم کہ وے ترا بندہ ایست کہ محبوب ترین خلق است
نزد تو و مقرب ترین حضرت تو صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمان آمد چون
او را در درگاہ من وسیلہ مغفرت آوردی گناہ تو بخشیدم یا آدم اگر محمد نہ
نمی بود ترا پیدا نمی کردم و در بعضی روایات آمدہ کہ کلماتیکہ آدم صفی از
درگاہ عزت تلقی نمودہ و سبب توبہ و مغفرت او گشتہ چنانچہ بمنطوق
آیہ کریمہ فَتَلَقّٰى آدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ است این بود کہ
اِلٰهِيْ بِحُرْمَتِ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ اِغْفِرْلِيْ سبکی گوید کہ چون توسل باعمال
صالحہ با وجود آنکہ فعل انسان است و بقصور نقصان موصوف جائز باشد
در درگاہ رحمت مقبول و مستجاب گردد تشفع بہ پیغمبر خدا
کہ نبی و محبوب خدا است بطریق اولے بود ؎
يَا اَكْرَمَ الرُّسُلِ مَا لِيْ مَنْ اَلُوْذُ بِهٖ * سِوَاكَ عِنْدَ حُلُوْلِ الْحَادِثِ الْعَمَمِ
و اما ثانی کہ توسل بجناب وست در دنیا مدت حیات وے صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم بیشتر است از آنکہ و حصر آید در خبر است
کہ مردے ضریر البصر پیش آنحضرت آمد و عرض نمود یا رسول اللہ
دعا کن تا خداے تعالے عافیت نصیب من گرداند فرمود اگر اصبار ت
خواہی دعا کنم تا چشم تو بینا گردد اگر اجر آخرت خواہی صبر کن کہ
آن بہتر است برائے تو گفت دعا کن یا رسول اللہ فرمود تا وضو کند

واین بخواند اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَسْئَلُكَ وَاَتَوَجَّهُ اِلَیْكَ بِنَبِیِّكَ
مُحَمَّدٍ نَبِیِّ الرَّحْمَةِ یَا مُحَمَّدُ اِنِّی تَوَجَّهْتُ بِكَ اِلٰی رَبِّی فِی حَاجَتِی
هٰذِهٖ لِتُقْضٰی لِیْ اَللّٰهُمَّ شَفِّعْهُ فِیَّ ترمذی گفته است
هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ غَرِیْبٌ وبیهقی نیز تصحیح آن کرده با زیادت
این عبارت در آخر این حدیث که فَقَامَ وَقَدْ اَبْصَرَ وَفِیْ
رِوَایَةٍ فَفَعَلَ الرَّجُلُ فَبَرَأَ واخبار در باب توسل واستمداد
ارباب حاجات بجناب سید کائنات صلے اللہ علیہ وسلم
مثل سعت رزق وحصول اولاد ونزول مطر ورضاے عیش
وامثال آن بسیار است اما ثالث که توجه واستمداد وتوسل
بدوست بعد از وفات در وے نیز آثار ورود یافته طبرانی
در معجم کبیر از عثمان بن حنیف روایت می آرد که مردے بود که او را نزد
عثمان بن عفان حاجتے بود که روا نمی شد وعثمان بن عفان
رضی اللہ عنہ اصلا بحال او نظر التفات نمی گماشت آن مرد
حال خود را بعثمان بن حنیف برد وصورت علاج آن بازجست
گفت بمتوضا رو وضو کن وبمسجد در آ ودو رکعت نماز بگذار
وبگو اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ وَاَتَوَجَّهُ اِلَیْكَ بِنَبِیِّنَا مُحَمَّدٍ صَلَّی
اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ نَبِیِّ الرَّحْمَةِ یَا مُحَمَّدُ اِنِّیْ اَتَوَجَّهُ بِكَ
اِلٰی رَبِّیْ لِیَقْضِیَ حَاجَتِیْ بعد از ان حاجت خود را عرضه کن آن مرد
برفت وبدانچه وے فرمود عمل کرد بعد از ان بر در عثمان
بن عفان آمد ودربان پیش آمد ودست او را بگرفت

وبر عثمان درآورد و وے او را بعز اِسش خاص خود نشاند
و حاجت برسید هر چه حاجت او بود روا کرد و گفت بعد
ازین هر حاجتے که ترا باشد بگو تا روا کنم آن مرد خوشحال از پیش عثمان رضی الله عنه
برآمد و نزد عثمان بن حنیف رفت و گفت جزاک الله خیرا اگر تو چیزی بعثمان در باب
قضاے حاجت من گفتی که اینچنین ساخت و پیش ازین بحال من اصلا التفات
نمیکرد گفت والله من هیچ باوے نگفتم بجز آنکه رسول خدا را دیده بودم
صلے الله علیه وسلم که ضریرے بپیش وے آمد و دعا خواست تا چشم او بینا گردد
و تمام الحدیث سابق را سوق نمود پس برآن قیاس نموده که توسل بوے
صلے الله علیه وسلم سبب قضاے حاجت و سبب انجاح مرام ست و قاضی
عیاض مالکی رحمة الله علیه در کتاب شفا می آرد که در میان ابو جعفر خلیفه و امام
مالک در مسجد رسول الله صلے الله علیه وسلم مناظره افتاد و شاید که ابو جعفر
در اثناے سخن آواز خود بلند کرد مالک گفت یا امیر المومنین در مسجد پیغمبر خدا
صلے الله علیه وآله وسلم چرا آواز بلند میکنی و حق تعالی در کتاب خود قومی را
ادب مینماید و میگوید لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ الآية و
قومی دیگر را مدح میکند و میفرماید اِنَّ الَّذِيْنَ يَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ
اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى بدانکه حرمت پیغمبر خدا
صلے الله علیه وآله وسلم بعد از موت مثل حرمت اوست در حیات خلیفه را
بگفته او نرمی پدید آمده و در خضوع و استکانت افزود و گفت یا
ابا عبد الله در وقت دعا توجه بقبله کنم یا روے برسول آرم گفت چرا روے
از پیغمبر گردانی و وے وسیله تست و وسیله پدر تست آدم صفی الله

نزد خدای عز و جل استقبال بہ پیغمبر کن و طلب شفاعت از وے کن تا شفیع
تو گردد و در باب آداب زیارت استحباب استقبال بدان حضرت و توسل
بدو و دعا در حضرت وے و رعایت نہایت ادب و نہایت خضوع مذکور گردد
ان شاء اللہ تعالیٰ و در ذکر قبر فاطمہ بنت اسد ام علی ابن ابی طالب مذکور شد کہ
آنحضرت در قبر وے در آمد و گفت بِحَقِّ نَبِيِّكَ وَالْأَنْبِيَاءِ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِي
و درین حدیث دلیل است بر توسل در ہر دو حالت نسبت بآنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم در حالت حیات و نسبت بانبیا علیہم السلام بعد از وفات و چون
توسل بانبیاے دیگر صلوات اللہ علیہم اجمعین بعد از وفات جائز باشد نسبت بہ
انبیاء علیہ افضل الصلوۃ و اکملہا بطریق اولی جائز باشد بلکہ اگر بدین حدیث
توسل باولیاے خدا نیز بعد از وفات ایشان قیاس کنند دور نیست مگر آنکہ
دلیلے بر تخصیص حضرات رسل صلوات الرحمن علیہم اجمعین قائم شود وَاللّٰہُ أَعْلَمُ
وَاللّٰہُ أَعْلَمُ و ابن ابی شیبہ بسند صحیح آوردہ است کہ در زمان عمر رضی اللہ عنہ
قحطی بنا و شخصے بقبر شریف نبوی آمد و گفت يَا رَسُولَ اللّٰہِ اسْتَسْقِ لِأُمَّتِكَ
فَإِنَّهُمْ قَدْ هَلَكُوا آنحضرت در خواب آمد و فرمود برو بعمر بشارت دہ کہ باران
خواہد شد و این نوع توسل طلب دعا است از آن حضرت از پروردگار تا این
حاجت منقضی گردد چنانچہ در حالت حیات بود چنانکہ مضمون عبارت يَا مُحَمَّدُ
إِنِّي تَوَجَّهْتُ بِكَ إِلَى رَبِّي فِي حَاجَتِي لِتُقْضَى لِي مشعر است بدان فافہم
و ابن جوزی روایت کردہ است کہ در وقتے اہل مدینہ را قحطی شدید رسید شکایت
بعائشہ صدیقہ بردند رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرمود بقبر شریف رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم بیایند و دریچہ از وے بجانب آسمان بکشایند تا میان قبر و میان آسمان

حایلی نباشد انچنان کردند که وے اشارت فرمود باران بسیار شد و امر وے
رضی الله عنها بکشادن دریچه رمزے واضح است بآنکه موجب فتح باب مطلوب
دعا و سوال آنحضرت است صلے الله علیه وسلم از درگاه رب العالمین جل جلاله
و ازین قبیل است سوال سائل از حضرت وے که گفت اَسْئَلُکَ مُرَافَقَتَکَ فِی
الْجَنَّةِ یعنی سوال میکنم از حضرت تو که از پروردگار خود درخواست کنی و شفاعت
فرمائی تا مرا بسعادت مرافقت تو در جنت مشرف گرداند - اما رابع که توسل بسرور
انبیا است صلے الله علیه واله وسلم در عرصات قیامت بوسیله شفاعت احادیث
درین باب متواتر است و اجماع علما بر آن منعقد و در باب توسل الصالحین
باعتبار علاقه که ایشان راست بجناب سید المرسلین صلعم نیز اخبار و آثار آمده چنانچه
قصه استسقاء عمر بعباس رضی الله عنهما اثبات آن میکند در صحیح از انس بن مالک
آمده است که چون قحط می شد و امساک باران روی می نمود عمر رضی الله عنه در استسقا
توسل بعباس میکرد عم رسول صلے الله علیه واله وسلم و رضی الله تعالے عنه و میگفت خداوندا
چون پیش ازین قحط سال میشد توسل به پیغمبر تو میکردیم تو آب میفرستادی اکنون
توسل بعم پیغمبر تو میکنیم صلے الله علیه وسلم پس بفرست برای ما آب و در روایت از
ابن عباس آمده که عمر رضی الله عنه گفت خداوندا ما استسقا میکنیم بعم پیغمبر تو و
استشفاع می نمائیم به پیری وے و عباس و ما، خود گفت خداوندا این قوم توجه
بمن آورده اند از جهت نسبتی که مرا به پیغمبر تست خداوندا مرا نزد ایشان شرمنده مکن
و درین معنی گفته است عباس بن عتبه ابن ابی لهب بعی سَقَی اللّٰهُ الْبِلَادَ وَاَهْلَهُ
عَشِیَّةَ یَسْتَسْقِی بِشَیْبَتِهِ عُمَرُ + در نیل مطالب و فوز رغائب که نزد استغاثه
و طلب از مرقد منور سرور انبیا صلے الله علیه واله وسلم محتاجان و مسکینان را

رو نموده است اخبار و آثار بسیار آمده محمد ابن المنکدر گوید مردے پیش پدر من
هشتاد دینار ودیعت نهاد و بجهاد رفت و اذن داد که اگر ترا حاجت افتد زینها
خرج کن پدرم نزد احتیاج از آن خرج کرد چون آن مرد باز آمد مبلغیکه نهاده بود
طلب کرد پدر در اداے آن بماند و با وے گفت که فردا بیا تا جواب تو گویم این گفت
و شب در مسجد شریف نبوی صلے الله علیه واله وسلم بیتوتت کرد و زبانی در حضور
شریف و گاهے پیش منبر استغاثه نمود و فریاد کرد ناگاه در تاریکی شب مردے پیدا شد
و صره هشتاد دینار بدست وے داد بامداد مبلغ را بآن مرد داد و از زحمت مطالبه خلاص
یافت و امام ابوبکر ابن مقری گوید که من و طبرانی و ابو الشیخ هرسه در حرم شریف مصطفوی
بودیم و جوع بر ما غلبه کرده بود و روزے چند همین حال گذشته چون وقت عشا رسید در
بحضور قبر شریف رفتم و گفتم یا رسول الله الجوع همین کلمه گفتم و برگشتم و من و ابو الشیخ بخواب
رفتیم و طبرانی نشسته انتظار چیزے می برد ناگاه یکمرد علوی آمد و در بزد و با وے دو غلام
بدست هر کدام زنبیلی و در وے چیزی کثیر از طعام و تمر و جز آن به نشست و با ما بخورد و
باقی ماند همه پیش ما بگذاشت و گفت اے قوم مگر شما شکایت پیش رسول الله
صلے الله علیه واله وسلم کردید همین ساعت آنحضرت را در خواب دیدم که مرا فرمود تا چیزے
بر شما حاضر آوردم و ابن الجلاء میگوید بمدینه رسول الله صلے الله علیه وسلم در آمدم و یک
دو فاقه بر من گذشته بود بقبر شریف استادم و گفتم اَنَا ضَیفُکَ یَا رَسُوْلَ اللهِ
و بخواب رفتم پیغمبر خدا را دیدم صلعم رغیفی بدست من داد نصف را هم در خواب خوردم چون
بیدار شدم نصف دیگر در دست من باقی بود و ابوبکر اقطع گوید بمدینه در آمدم و
پنج روز بر من گذشت که طعام نچشیدم روز ششم بر قبر شریف رفتم و گفتم اَنَا
ضَیفُکَ یَا رَسُوْلَ اللهِ بعد از ان در خواب می بینم که سرور انبیا می آید و ابوبکر بر یمین

وعمر رضی اللہ عنہما بر شمال و علی ابن ابیطالب در پیش علی رضی اللہ عنہ مرا میگوید برخیز کہ پیغمبر آمد رفتم و بوسہ درمیان دو چشم او دادم رغیفی بمن داد خوردم چون بیدار شدم پارہ از وے در دست من بود و احمد بن محمد صوفی گوید کہ سہ ماہ در بادیہ گشتہ بودم و پوست بدن من ہمہ ترقیدہ بمدینہ آمدم و بر آن سرور و صاحبیہ سلام کردم صلے اللہ علیہ وسلم و رضی اللہ عنہما و بخواب رفتم آنحضرت را در خواب دیدم کہ می فرماید احمد آمدی چہ حال داری گفتم اَنَا جَائِعٌ وَاَنَا فِیْ ضِیَافَتِكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فرمود دست بکشا کشادم دراہم چند در دست من نہاد بیدار شدم دراہم در دست من بود ببازار رفتم و فطیر و فالودہ خریدم و خوردم و ببادیہ در شدم و امثال این حکایت بسیارست و اکثر آن از مشائخ صوفیہ آمدہ کہ محرمان اسرار و مقربان درگاہ حضرت رسالت پناہ اند صلے اللہ علیہ وسلم و رضے اللہ عنہم و اکثر در انچہ باکل و ضیافت تعلق دارد یا بنفس نفیس خود متکفل آن شدہ یا بیکی از اہل بیت کرام امر فرمودہ و بہ بیگانہ نفرستاد چنانچہ مقتضی کرم است ۔ اگر خیریت دنیا و عقبی آرزو داری ۞ بدرگاہش بیا و ہرچہ میخواہی تمنا کن ۞ حَاشَا اَنْ یُحْرَمَ الرَّاجِیْ مَکَارِمَهٗ ۞ اَوْ یَرْجِعُ الْجَارُ مِنْهُ غَیْرَ مُحْتَرَمٖ ۞ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تتمیم مقررست کہ ازین مواطن اربعہ کہ توسل و اعتماد بحضرت سید العباد صلعم در انہا واقع است موطن اول کہ توسل بروح مقدس وست پیش از لبس جسمانیت مخصوص بجناب وست و ہیچ یکی از انبیا و اولیا را درین منقبت عظمی با وے مشارکتی و مساہمتی نیست و عدم ورود نص در غیر آن حضرت درین باب کافی است اما توسل بجناب وے در نشأ حیات دنیوی ظاہر است کہ از خصائص آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم

نیست بلکہ بعض تابعان او راکہ بشرف متابعت و نسبت قربت او مشرف اند چنانچہ آل واصحاب و دیگر اولیاء امت رضوان اللہ علیہم اجمعین نیز ثابت است ثبوت کرامت و تصرف ایشان در مکتوبات کہ ما نحن فیہ فردے از افراد او ست در اثبات مطالب کافی است و از توسل عمر بن الخطاب بعباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہما در قضیہ استسقاء نیز بظہور می پیوندد و بعکس آن از علما در وے خلافی معلوم و متحقق نیست و کذالک توسل و استمداد بوسیلہ شفاعت روز آخرت انبیا و اولیاء و صالحین امت را نیز جائز است چنانچہ در کتب عقاید ذکر یافتہ اما ترک و توسل در عالم برزخ و موطن قبر در اختصاص و بحضرت قدسی سمات انبیا و رسل صلوات اللہ علیہم اجمعین تردد است و ظاہر جواز او ست در غیر ایشان از اولیاء اللہ و صلحاے امت واللہ اعلم از جہت عدم جواز توسل در حالت حیات با ضمیمہ بقایاے روحیت و شعور و ادراک و قرب و منزلت او عند اللہ کہ با یمان و عمل صالح و شرف اتباع سید رسل حاصل شدہ با آنکہ حقیقت معنی توسل و استمداد سوال و دعاء است از جناب صمدیت بوساطت محبتی و کرمی کہ بدین بندہ خاص دارد یا طلب و التماس از روحانیت این بندہ دعا و خواہش را از حضرت بوسیلہ قربتی و کرامتی کہ مر او راست در آن درگاہ در ورود نص صریح در وے حاجت نیست از جہت وجود بقاے ذات متوسل بخلاف موطن اول بلکہ عدم ورود نص بر منع آن کافی است نعم اگر دلیل قاطع بر اختصاص آن بحضرت انبیا صلوات اللہ و سلامہ علیہم اقامت یا بر منع آن درست آید و انظاہر عدم الدلیل المذکور اگر گویند کہ موت بر ایمان و حصول قرب الٰہی در غیر شخص معصوم معلوم و متیقن نیست گوییم بقاے آن در آنہاے کہ بشر اند از ان خصوصا و عموما مقطوع بہ است یجوز التوسل بہم و لا قائل بالفصل با آنکہ ورود آثار

ونقل اخبار از مشائخ کبار کہ ارباب کشف ومحرمان اسرار عالم مثال اند حاسم مادہ
این شبہہ است نعم بعضی از فقہارا درین مسئلہ خلاف گونہ است ولکن الحق اَن یُتَّبَعَ
واللہ اعلم انتہی اور یہہ تین درجے کہ ہمنے سابق بیان کئے یہہ اسات محمدیہ ہین اور
محمد صاحب کے جو رتبے و مراتب ہین وہ سابق چارہ نبوت مین گذرے اور نیز
بیان حال استشفاع نبینا صلے اللہ علیہ وسلم سے باوقات اربعہ یہہ بات معلوم
ہوئی کہ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ سے مراد اصنام ہین کیونکہ معنی اسکی یَعْبُدُوْنَ
مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ ہے اور جس جا کہ یَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ وارد ہوا اور اوسکی بعد
یدعون من دون اللہ حضرت قرآن مین آیا عبادت مخ الدعاء ہے کہ وہ
اپنے بتونکو حاجت چاہنے مین پکارتے تھے اور وہ ممنوع ہے اور کفر اور استغاثہ
اور استعانت پیغمبر صاحب سے اور سواے انکے اوربیون اور اماموں سے بتصریح
اسماء اونکے ممنوع نہین بلکہ سوجب رواے حاجت بندگان ہے جیساکہ سابق مفصلا
اوسکا ذکر کیا گیا ——— قولہ کہ فاسق سوحد ہزار درجہ بہتر ہے
متقی مشرک سے اَقُوْلُ بِاللّٰہِ التَّوْفِیْقُ اس عبارت سے یہہ معلوم ہوا کہ سانہہ تقوی
کے شرک بہی جمع ہوتا ہے حالانکہ امر خلاف اوسکے ہے اسواسطے کہ متقی اوسکو کہتے ہین کہ جو
پرہیز کرے شرک اور سب گناہ سے فلیتفکر قولہ دوسری فصل شراک فی العلم کے
بیانمین یعنی اس فصل مین ان آیتون اور حدیثونکا ذکر ہے جس سے اشراک فی العلم
کی برائی ثابت ہوتی ہے قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَتَبَارَکَ وَعِنْدَہٗ مَفَاتِحُ الْغَیْبِ
لَا یَعْلَمُھَا اِلَّا ھُوَ فرمایا اللہ صاحب نے سورہ انعام مین کہ اوس پاس ہین
کنجیان غیب کی نہین جانتا انکو مگر وہی ف یعنی جسطرح اللہ صاحب بندونکے
واسطے ظاہر کی چیز ونکے دریافت کرنیکو الخ اَقُوْلُ وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْقُ مراد اس آیت مین

غیب سے پانچ چیزین ہین کہ اوسکا علم اللہ صاحب نے سوا اپنے کسیکو نہین دیا
چنانچہ کلام مجید مین بیان فرمایا اِنَّ اللّٰہَ عِنْدَہٗ عِلْمُ السَّاعَۃِ وَیُنَزِّلُ الْغَیْثَ وَیَعْلَمُ
مَا فِی الْاَرْحَامِ وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌ مَّاذَا تَکْسِبُ غَدًا وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌ بِاَیِّ
اَرْضٍ تَمُوْتُ اِنَّ اللّٰہَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ ۝ ترجمہ یعنی اللہ جو ہے اوسی پاس ہے قیامت
کی خبر اوتارتا ہے مینہ اور جانتا ہے جو مان کے پیٹ مین ہے اور کوئی جی نہین جانتا
کیا کریگا کل اور کوئی جی نہین جانتا کس زمین مین مریگا تحقیق اللہ ہی سب جانتا ہے
خبردار اور تفسیر بغوی مین مذکور ہے وَقَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ اُوْتِیَ نَبِیُّکُمْ عِلْمَ کُلِّ شَیْءٍ
اِلَّا عِلْمَ مَفَاتِیْحِ الْغَیْبِ ترجمہ ابن مسعود نے فرمایا کہ تمہارے نبی دیے گئے علم
ہر چیز کا مگر مفاتیح الغیب کا کہ جسکا ذکر اوپر ہو چکا اب یہہ جو کچھہ حضرت مولوی صاحب
نے بے ادبیان نسبت نبینا صلے اللہ علیہ وسلم کی اپنے فائدہ مین افادہ فرمایا کہ یہہ اللہ
ہی کی شان ہے کسی نبی ولی جن وفرشتہ پیر وشہید کو امام امامزادے کو بہوت بری کو
اللہ صاحب نے یہہ طاقت نہین بخشی کہ جب وے چاہین غیب کی بات معلوم کرلین کمال
بے ادبی ہے کہ انبیا کے نام کے ساتھہ بہوت پری کا ذکر کرنا اور احکام مین ایک سمجھنا باعث
عدم تقوی ہے اَللّٰھُمَّ احْفَظْنَا مِنْہُ نیز ادراک وعلم رسولونکا اور نبیونکا غیب سے
بہی محقق وثابت ہے جیسا کہ اللہ تعالے سورۃ جن مین ارشاد فرمایا ہے فَلَا یُظْھِرُ
عَلٰی غَیْبِہٖ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ فَاِنَّہٗ یَسْلُکُ مِنْ بَیْنِ یَدَیْہِ
وَمِنْ خَلْفِہٖ رَصَدًا ۝ لِیَعْلَمَ اَنْ قَدْ اَبْلَغُوْا رِسٰلٰتِ رَبِّھِمْ وَاَحَاطَ بِمَا
لَدَیْھِمْ وَاَحْصٰی کُلَّ شَیْءٍ عَدَدًا ۝ ترجمہ تو نہین خبر دیتا ہے اپنے بھید کی
کسیکو مگر جو پسند کر لیا کوئی رسول تو وہ چلاتا ہے اوسکے آگے اور پیچھے چوکیدار تا جانے
کہ اونہون نے پہونچائے پیغام اپنے رب کے اور قابو مین رکھا ہے جو اونکے پاس ہے اور

گنتے ہیں ہر چیز کے گنتی اور تفسیر بغوی میں اسکی تصحیح یوں
کہ ہے قولہ لیظہر لایطلع علی غیبہ احدا الا من ارتضی
من رسول الا من اصطفیہ لرسالتہ فیظہر علی ما
یشاء من الغیب لانہ یستدل علی نبوتہ بالآیۃ
المعجزۃ بان یخبر عن الغیب فانہ یسلک من بین یدیہ
و من خلفہ رصدا ذکر بعض الجہات دلالۃ
علی جمیعھا رصدا ای اما یجعل بین یدیہ و خلفہ
حفظۃ من الملئکۃ یحفظونہ من الشیاطین ان
یسترقوا السمع و من الجن ان یسمع الوحی فیلقوا
الی الکھنۃ قال مقاتل و غیرہ کان اللہ اذا بعث
رسولا اتاہ شیطان فی صورۃ ملک یخبرہ
فیبعث اللہ من بین یدیہ و من خلفہ رصدا من
الملئکۃ یحرسونہ و یطردون الشیاطین فاذا جاءہ
الشیطان فی صورۃ ملک اخبروہ بانہ شیطان
فاحذروہ و اذا جاءہ ملک قالوا لہ ھذا
رسول ربک لیعلم قرء یعقوب لیعلم بضم الیاء ای لیعلم
الناس ان الرسل قد بلغوا و قرء الآخرون بفتح الیاء
ای لیعلم الرسول ان الملئکۃ قد بلغوا رسالات
ربہم و احاط بما لدیہم ای علم اللہ ما عند الرسل
فلم یخف علیہ شیء و احصی کل شیء عددا قال ابن

عَبَّاسٍ اَحْصٰی مَاخَلَقَ وَعَرَفَ عَدَدَ مَاخَلَقَ لَا یَفُوْتُہٗ
عِلْمُ شَیْءٍ حَتّٰی مِثْقَالِ الذَّرَّۃِ وَالْخَرْدَلِ ترجمہ کہا ابن عباس نے
گھیر لیا ہے تمام مخلوقات کو اور جان لیا رسول نے گنتی تمام مخلوقا
کہ نہین فوت ہوتا اوسے رسول سے علم کسی چیز کا یہان تک کہ مثاقیل
ذرہ اور رائے کے اب مولوی صاحب اسیجا لحاظ فرماوین کہ اس
آیۂ کریمہ سے و نیز حدیث ابن مسعود سے کہ سابق گذرے ثابت
ہوا کہ اللہ نے اپنی حبیب و رسول کو علم ہر شئے کا عطا فرمایا اور
غیوبیت اونکے نظر سے اوٹھا دے اب یہان کنجیان غیب کے سوا
غیوب خمسہ کے انحضرت کو ملے یا ملے اگر فرماوینگے تو ضرور فرماوینگے
کہ ہان ملے پوشیدہ نرہے کہ جواب واقعہ افک کا یعنے تہمت زنا حضرت
ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کا جو منافقین سے سرزد ہوئے
بچند وجوہ ہے وجہ اول یہہ کہ عدم علم ایک واقعہ خاص کا مستلزم
نہین عدم علم اکثر واقعات کو وجہ ثانی یہہ کہ جملہ ظاہر سے یہہ بات ہے
کہ مرتبہ انحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا تمامی انبیا سے بالاتر ہے پہر
اسمین کیا شک ہے کہ حضرت ابراہیم علے نبینا و علیہ الصلوۃ والسلام کو
حال حضرت سارہ کا سے اوسوقت مین کہ بادشاہ مصر نے اونکو مقید کر کے
قصد بحرمتی کا کیا اطلاع ہوی اور جو حجاب کہ درمیان اونکے اور درمیان
حضرت سارہ کے واقع تہا او ٹھہ گیا اور انحضرت صلے اللہ علیہ
وسلم کو حال حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالے عنہا سے
اصلا اطلاع نہوی اسمین فضل مفضول کا اوپر فاضل کے لازم آتا ہے

اور یہہ محال ہے اور سر اسمین یہہ ہے کہ انحضرت صلے اللہ
علیہ وسلم نے کام اپنا اللہ پر چھوڑا تھا اور تسلیم سے اسکا تجاوز
نہ کیا آخر اطلاع پائی بخلاف ابراہیم علیہ السلام کے کہ صبر اور توکل
کو چھوڑ کر اللہ صاحب سے عرض کیا کہ خدا وندا مجکو نمرود نے آگ مین
ڈالا اور مین نے اوسپر صبر و تسلیم کیا اب مفارقت سارہ سے صبر نہین
کر سکتا اللہ نے اونکے دعا قبول کی اور حجاب کہ درمیان انکے اور
حضرت سارہ کے واقع تھا فی الفور اوٹھا دیا آپ نے اونکے
قصہ بیہوشی کا دیکھکر بد دعا کی ہفت اندام شاہ مصر کے سیاہ ہوگئے
وجہہ ثالث یہہ ہے کہ اگر عدم علم ایک واقعہ کا موجب علوم کثیرہ کا
ہو جیسا واقفین قصہ افک پر واضح ہے وہ عین علم ہے نہ جہل
وجہہ رابع یہہ ہے کہ اعتبار جاننے اور نجاننے کا اوسوقت مین
ہے کہ اوترنا وحی کا تمام اور منقطع ہو اور جبتک کہ زمان تعلم اور تعلیم
کا باقی ہو اور متعلم اپنے کمال کو نہ پہونچا ہو اوسکے تحقیر نجاننے بعض
مغیبات سے کرنے عین تحقیر اپنی ہے وجہہ خامس یہہ کہ اسجا
رب العزت کو حقارت انحضرت کی اصلا مقصود نہین بلکہ بیان کمال
عزت وحرمت اور عصمت حضرت صدیقہ اور فضیحت اور رسوائی
منافقین کے منظور ہے جیسا کہ شاہد اسپر وہ آیہ کریمہ جو سورہ نور
کی رکوع ثانی مین مسطور ہے ان الذین یحبون ان تشیع الفاحشۃ
فی الذین امنوا لھم عذاب عظیم فی الدنیا والاخرۃ واللہ یعلم
وانتم لا تعلمون عصمت اور عزت اور حرمت اہلبیت رسول اللہ کے

اور رسوائی اور بے عزتی اور تحقیر دنیا اور آخرت میں جمیع منافقین کے بوجہے گئے نہ یہہ کہ کسر شان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور اونکے اہلبیت کے واللہ اعلم بالصواب قولہ کہ جو کوئی یہہ دعوے کرے کہ میرے پاس ایسا کچھ علم ہے کہ جب مین چاہون اس سے غیب کی بات کو معلوم کر لون اور آئندہ کے باتونکا معلوم کر لینا میرے قابو مین ہے سو وہ بڑا جہوٹا ہے کہ خدائے کا دعوے کرتا ہے

اقول و باللہ التوفیق خدائے کا دعوے تو نمرود و شداد و ہامان وغیرہ کو تہا اور سوائے اونکے کون ایسا مسلمان ہے کہ برابر خدا کے دعوے اپنے علم اور قدرت کا کرے مگر ہان اوتنی استعداد جو استعداد اللہ جل شانہ نے عطا فرمائے کہ بدولت اوس استعداد کے جب رجوع الی اللہ کرتے ہین تو فی الفور غیب اونپر آشکارا اور واضح ہوتا ہے جیسا حال اسکا سابق گذرا اور ہنبنا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تو وجیہ الناس دنیا و آخرت مین اور مقربین سے ہین اونکا تو کیا ذکر آپکے بعض بعض امتیونکو علم غیب بوجہ اپکے اتباع کے حاصل تہا اور جو آیہ کریمہ کہ حضرت مولوی صاحب سورۂ نمل سے واسطے نفی علم غیب کے تمام عالم سے لائے اور فرمایا کہ قال اللہ تعالے

قُلْ لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ وَمَا يَشْعُرُوْنَ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ

قصاید مین فرماتی ہین۔ وما بہا شہورا و دہور تمر وتنقضی الا لدی وتجری بما یاتی وبجری تعلمنی وانقصر عن صدالی ۔

ترجمہ کہو اسے محمدؐ نہین جانتا وہ شخص کہ بیچ آسمان اور زمین کی ہے غیب کو مگر
اللہ اور نہین واقف ہین کب اوٹھائے جائینگے ف یہہ مخصوص ہے بیچ حق مشرکین
کے کہ وہ پوچہتے تھے رسول صلعم سے کہ ہم کب اوٹھائے جائینگے بعد موت
کے اور اوسکا کب وقت ہے اوسپر یہہ آیت نازل ہوئی قُلْ لَّا یَعْلَمُ مَنْ
فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَیْبَ اِلَّا اللّٰہُ صالح جسکا ذکر اوپر گذرا کہ علم اوسکا مخصوص
بجناب باری ہے اسمین ہمکو کچھہ کلام نہین کہ سوائے اللہ کے کوئی نہین جانتا
و نیز نفی علم خاص مستلزم نفی علم عام نہین پس مطلوب ثابت ہوا اور آگے اسکی واسطے
اثبات مطلب کے جو آیتین لکھین مثل قولہ تعالی اِنَّ اللّٰہَ عِنْدَہٗ عِلْمُ السَّاعَۃِ
وَیُنَزِّلُ الْغَیْثَ وَیَعْلَمُ مَا فِی الْاَرْحَامِ وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌ مَّاذَا تَکْسِبُ غَدًا
وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌ بِاَیِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ اِنَّ اللّٰہَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ کہا اللہ
صاحب نے سورہ لقمان مین بیشک اللہ ہی کے پاس ہے خبر قیامت کی
اور وہی اوتارتا ہے مینہہ اور جانتا ہے جو کچھہ کہ مادہ کی پیٹ مین ہے اور
نہین جانتا کوئی کہ کیا کریگا کل اور نہین جانتا کوئی کہ کس زمین مین مریگا بیشک
اللہ بڑا جاننے والا ہے خبردار وہ مفید مجیب ہین نہ معنید مولوی صاحب کمامر فافہم
قولہ قال اللہ تعالی وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ یَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ مَنْ لَّا
یَسْتَجِیْبُ لَہٗ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ وَھُمْ عَنْ دُعَآئِھِمْ غٰفِلُوْنَ اور فرمایا اللہ
صاحب نے سورہ احقاف مین اور کون گمراہ ہوگا اس شخص سے زیادہ کہ پکارتا ہے
ورے اللہ سے ان لوگونکو کہ نقبول کرین اسکی بات قیامت کے دن تک اور
وے انکے پکارنے سے غافل ہین قولہ قال اللہ تعالی قُلْ لَّا اَمْلِکُ
لِنَفْسِیْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰہُ وَلَوْ کُنْتُ اَعْلَمُ الْغَیْبَ لَا

سَتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ وَمَا مَسَّنِيَ السُّوْءُ اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ وَّ
بَشِيْرٌ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ٭ کہا اللہ صاحب نے سورۂ اعراف مین
کہ کہہ نہین اختیار رکہتا مین اپنی جانکی کچہہ نفع اور نقصان کا مگر جو کچہہ چاہے
اللہ اور جو جانتا مین غیب تو بیشک بہت سے لے لیتا مین بہلائی اور نہ چہوے
مجکو کچہہ برائی مین تو فقط ڈرانیوالا ہون اور خوشخبری سنانیوالا ہون انکو کو جو
جو یقین رکہتے ہین اَقُوْلُ وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْقُ یہہ سب ایتین نفی غیب خاص
مین کہ عبارت خمس لَا يَعْلَمُهُنَّ اِلَّا اللّٰهُ سے ہے وارد ہوئین ہین یعنی
وہ غیب حقیقی ہے کہ اللہ تعالی نے اسکا علم سواے اپنے کسی دوسرے کو نہین دیا
اور علم غیب اضافی بہ نسبت انبیاء و اولیاء وغیرہ کی صحیح اور جائز ہے جیساکہ
جواب اسکا سابق گذرا اور اسکی تصریح ملا علی قاری نے مرقاۃ مین بخوبی کردی ہے
اور مُرَادُ وَهُمْ عَنْ دُعَائِهِمْ غٰفِلُوْنَ سے اصنام اور بت ہین اور
اور سلب علم اور رفع علم اصنام اور بتونکا مستلزم رفع علم انبیاء و اولیاء نہین
فافہم قوله اَخْرَجَ الْبُخَارِيُّ عَنِ الرُّبَيِّعِ بِنْتِ مُعَوِّذِ بْنِ عَفْرَاءَ قَالَتْ
جَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَخَلَ حِيْنَ بُنِيَ عَلَيَّ فَجَلَسَ عَلٰى
فِرَاشِيْ كَمَجْلِسِكَ مِنِّيْ فَجَعَلَتْ جُوَيْرِيَاتٌ لَنَا يَضْرِبْنَ بِالدُّفِّ وَيَنْدُبْنَ
مَنْ قُتِلَ مِنْ اٰبَائِيْ يَوْمَ بَدْرٍ اِذْ قَالَتْ اِحْدَاهُنَّ فِيْنَا نَبِيٌّ
يَعْلَمُ مَا فِيْ غَدٍ فَقَالَ دَعِيْ هٰذِهٖ وَقُوْلِيْ بِالَّذِيْ كُنْتِ تَقُوْلِيْنَ
مشکوۃ کے باب اعلان النکاح مین لکہا ہے کہ بخاری نے ذکر کیا کہ ربیع نے
نقل کیا کہ پیغمبر خدا آئے میرے گہر مین جب شادی ہوئی تہی میری پہر بیٹہے
میری مسند پر جیساکہ تو بیٹہا ہے میرے پاس سو وہ دن ہے شروع کیا کچہہ چہوکریون

نے ہماری کہ دف بجانے لگین اور ذکور کرنے لگین اون لوگونکا کہ مارے گئے تھے بڑے ہمارے بدر مین سو ایک کہنے لگی کہ ہم مین ایک نبی ایسا ہی کہ جانتا ہے کل کے بات پیغمبر خدا نے فرمایا کہ یہہ بات چھوڑ دی اور وہی کہہ جو کہتے تہے اقول وباللہ التوفیق جواب [illegible] کا بچند وجوہ ہے پہلی یہہ ہے کہ جمیع علوم قرآن مین موجود ہے اور علم اون سب کا رسول کو ضرور اور لازم ورنہ لازم آویگا جہل اور جہل منافی شان رسول اور تبلیغ ہے اور تبلیغ ما انزل من ربہ واجب اور دوسرے یہہ کہ قول آنحضرت صلعم بنات الضاریہ کو دعی ھذہ وقولی بالذی کنت تقولین سے انکار علم غیب نہین بوجہا جاتا بلکہ یہہ قول بطریق شوق استماع کلام بنات الضاریہ ہے اور تیسرے یہہ کہ صدور اس قول کا بنات الضاریہ سے بلا استماع حضرات الضلد سے نہین جیساکہ یہہ بات اہل علم پر پوشیدہ نہین و نیز صدور اس قول کا الضار سے حجت ہے واسطے مجیب کے نہ واسطے مولویصاحب کے چوتھے یہہ کہ تعارض مابین دلائل سابقہ قرآن اور حدیث سے کہ سابق گذرین اور مابین اس حدیث کے لازم آویگا فافہم وکن من الشاکرین واعبد ربک حتی یاتیک الیقین قولہ اخرج البخاری عن عائشۃ رضی اللہ تعالی عنہا قالت من اخبرک ان محمدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یعلم الخمس التی قال اللہ تعالی تبارک و ان اللہ عندہ علم الساعۃ الخ لقد اعظم الفریۃ مشکوۃ کی باب رؤیۃ اللہ عزوجل مین لکہا ہے کہ بخاری نے ذکر کیا حضرت بی بی عائشہ نے کہا کہ جو کوئی خبر دے مجکو کہ حضرت پیغمبر خدا جانتے تھے پانچ باتین کہ اللہ نے مذکور کین ہین سو بیشک ان نے بڑا طوفان باندہا اقول وباللہ التوفیق

اسکا تو فقیر کو بھی اقرار ہے اور قول حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا واجب الاتباع
اور نیز یہہ قول موئد مطلوب مجیب ہی کا ہے فثبت المطلوب اور اس بیان سے
مافی الفائدہ سب جھوٹ و باطل ہو گیا قولہ اخرج البخاری عن ام العلاء
الانصاریۃ قالت قال رسول اللہ صلعم واللہ لا ادری واللہ لا
ادری وانا رسول اللہ ما یفعل بی ولا بکم مشکوۃ کے باب البکاء و
الخوف مین لکہا ہے کہ بخاری نے ذکر کیا کہ نقل کیا ام العلاء نے کہ فرمایا پیغمبر
خدا نے قسم ہے اللہ کی کہ نہین جانتا مین اور پھر قسم ہے اللہ کی کہ نہین جانتا
مین حالانکہ مین رسول اللہ کا ہون کہ کیا معاملہ ہوگا مجھسے اور کیا تمسے
اقول وباللہ التوفیق ظاہرا یہہ حدیث مناقض ہے اس آیۃ کریمہ لیغفر لک
اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر کی و نیز منافی اس آیۃ کریمہ ولسوف
یعطیک ربک فترضی کی ہے ترجمہ تا اینکہ بخشی اللہ گناہ اگلی اور پچھلے تمہارے
اور بتحقیق قریب ہے کہ عطا کریگا تمکو اللہ پس راضی ہو جاوگے ان دونو آیتون
سے صاف ظاہر ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مغفور ہین اور روز قیامت
کو مرتبہ مقام محمود کہ عبارت مرتبہ وزارت سے ہے اونکو عطا ہوگا اور حال
یہہ ہے کہ اللہ اپنے وعدہ کے خلاف نہین کرتا قال اللہ تعالی ان اللہ
لا یخلف المیعاد یعنی بتحقیق اللہ خلاف اپنے وعدہ کے نہین کرتا اور بنظر
اس وجہ کی بعض شراح اس حدیث کے اسکو منسوخ کہا ہے وعلی تقدیر التسلیم
یہہ فرمانا آپ کا بنظر لحاظ خوف وخشیت ہے کہ حضرت انسان کو لازم اور
واجب ہے کہ اپنے علم کو اسمقام مین بمقابلہ علم الہی کی نہایت اندک اور ناچیز
سمجھے اور اقرار اپنی نادانی کا کرے کیونکہ بمقابلہ علم اللہ کی اپنا قصور ظاہر کرنا نہایت

مناسب مقام ہے حضرت نے شب معراج کو حضرت جبریل کو دیکھا کہ
خوف الہی سے روتے روتے اونکے چہرہ مین خراش نمودار تھے
اسطرح پرکہ اگر اوسمین کشتے روان کیجاوے تو بخوبی روان ہوجاوے
حالانکہ ملائکہ معصوم ہین وَاَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ اشارہ ہے باین جانب کہ
اللہ کی سطوت اور دبدبہ سے اپنے اعمال اور افعال پر نظر کرکے ہر وقت
اور ہر آن ڈرتا رہے اور اپنے علم اور عمل پر تکیہ وغرہ نکرے اور اپنے علم
کو بمقابلہ علم اوسکی کی لاعلم سمجھے واللہ اعلم بالصواب قوله قَالَ اللّٰهُ
تَعَالٰی وَتَبَارَكَ قُلْ مَنْ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ الخ ترجمہ کیا
اللہ تعالی نے سورہ مومنون مین کہ کون ہے وہ شخص کہ جسکے ہاتھ مین ہے
قابو ہر چیز کا الخ اَقُوْلُ وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيْق جواب اسکا سابق گذرا فتذکر
قوله قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی قُلْ اِنِّيْ لَا اَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا رَشَدًا
قُلْ اِنِّيْ لَنْ يُّجِيْرَنِيْ مِنَ اللّٰهِ اَحَدٌ وَّلَنْ اَجِدَ مِنْ دُوْنِهٖ مُلْتَحَدًا
الخ فرمایا اللہ صاحب نے سورہ جن مین کہہ کہ بیشک مین نہین اختیار رکھتا
تمہارے کچھہ نقصان کا نہ فائدے کا کہہ بیشک مجھکو ہرگز نہ بچاویگا اللہ سے
کوئی اور ہرگز نہ پاؤنگا ورے اسکی کہین بچاو الخ اَقُوْلُ وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيْق
مولویصاحب نے تمام آیت نہین لکہی کیونکہ مستثنی منہ کو لکھکر مستثنی کو
چھوڑا اور ساتہ اسکی وہ آیت آیندہ کہ اسپر معطوف تہی بجہت اسکے کہ مخل
مقصود قائل تہی اوسکو بہی چھوڑا اور عبارت مستثنی یہہ ہے اِلَّا بَلٰغًا مِّنَ
اللّٰهِ وَرِسٰلٰتِهٖ اور معطوف اوسپر یہہ ہے وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ
اور بغوی نے اسجگہ یہہ لکہا ہے وَلَمْ يُؤْمِنْ فَاِنَّ لَهٗ نَارَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا

اَبَدًا یعنی مگر پہونچانا ہے اللہ کی طرف سے اور اوسکی پیغام دینے اور جو کوئی حکم نہ مانے اللہ سبحانہٗ کا اور اوسکے رسول کا سو اوسکو آگ ہے دوزخ کی رہا کرینگے اوسمین ہمیشہ **ف** یعنی کافرونکو سنا کر کہدے کہ مین تمہارے نفع و نقصان کا مالک نہین مگر اوسکے احکام پہونچانے اور رسالت کا اور جو کوئی حکم نہ مانیگا اللہ اور رسول کا اور ایمان نہ لاویگا اوسپر سو اوسکو آگ ہی دوزخ کی اوسمین رہیگا ہمیشہ اور جب معنی اِس آیت کے یہہ ٹھہری تو جو کچھہ تحت فائدہ کے لکہا وہ سب باطل ہوگیا کیونکہ ہمیشہ رہنا آتش دوزخ مین سوائے کافر اور مشرک کے ہرگز مومن کو جائز نہین اور اعتقاد اِسکا انکار آیت ہے اور انکار آیت کفر صریح ہی کیونکہ قصداً معنی خلاف مقصود مراد لیا اور جو شخص کہ معنی غیر مقصود لے اوسکی جزا یہی ہے فافہم **قولہ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی وَیَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا یَمْلِكُ لَهُمْ رِزْقًا مِّنَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ شَیْئًا وَّلَا یَسْتَطِیْعُوْنَ** فرمایا اللہ صاحب نے سورہ نحل مین اور پوجتے مین اللہ سے ورے ایسونکو کہ نہین اختیار رکہتے انکی روزی کا آسمانون سے اور زمین سے کچھہ اور نہین طاقت رکہتے **ف** یعنی اللہ کے سوے تعظیم کرتے ہین ایسونکی جنکا کچھہ اختیار نہین اور اونکے روزی پہونچانی مین کچھہ دخل نہین رکہتے نہ آسمان سے مینہ برسا دین نہ زمین سے کچھہ اوگا دین اور انکو کسی نوع کی قدرت نہین **اقول وَبِاللّٰهِ التَّوْفِیْقُ** یہہ سب حال بتونکا ہے کہ انکے ہاتہہ مین نہ رزق ہے کہ کسیکو دین اور نہ طاقت ہے مینہ برسانے کی کہ جو واسطہ رزق ہے اور نہ کسیطرح کی طاقت و قدرت ہے اور تفسیر بغوی اور سارے تفاسیر مین مراد ان سب سے اصنام ہین نہ انبیا و اولیا کہ اونکی تعظیم و تکریم خود حضرت قرآن سے ثابت

ہے اور محقق ہے جیسا کہ مکرر گذرا اور جو کچھ کہ بذیل اس آیہ کریمہ کی فائدہ لکھا وہ سب باطل ہوا **قولہ قال اللہ تعالی وَلَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا یَنْفَعُكَ وَلَا یَضُرُّكَ فَاِنْ فَعَلْتَ فَاِنَّكَ اِذًا مِّنَ الظّٰلِمِیْنَ** فرمایا اللہ صاحب نے سورۂ یونس مین اور مت پکار سوا اللہ کی ایسونکو کہ نہ فائدہ دیوین تجھکو نہ نقصان سو اگر کیا تونے یہہ تو بیشک تو بے انصاف ہے **اقول وباللہ التوفیق** تفسیر بغوی مین لکھا ہے کہ معنی لا تدع کے لا تعبد ہین یعنی مت عبادت کر ورے اللہ کی اس سے معلوم ہوا کہ ممنوع عبادت غیر خدا ہے اور مراد من دون اللہ سے اصنام ہین جیسا کہ اسپر صاف دال ہے **لَا یَنْفَعُكَ وَلَا یَضُرُّكَ** اور ظاہر ہے کہ کچھ نفع اور ضرر پتھرونمین نہین اور جو کچھ مولوی صاحب نے اس جا بذیل اس آیہ کریمہ کے فائدہ مین لکھا یہہ سب صحیح ہے **قولہ قال اللہ تعالی قُلِ ادْعُوا الَّذِیْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا یَمْلِكُوْنَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِی السَّمٰوٰتِ وَلَا فِی الْاَرْضِ وَمَا لَهُمْ فِیْهِمَا مِنْ شِرْكٍ وَّمَا لَهٗ مِنْهُمْ مِّنْ ظَهِیْرٍ وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَهٗۤ اِلَّا لِمَنْ اَذِنَ لَهٗ حَتّٰۤی اِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوْبِهِمْ قَالُوْا مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ قَالُوا الْحَقَّ وَهُوَ الْعَلِیُّ الْكَبِیْرُ** اور کہا اللہ نے سورہ سبا مین کہ کہہ بھلا پکار تو ان لوگونکو کہ خیال کر رہے ہین ورے اللہ سے سو وے تو اختیار نہین رکھتے ایک ذرہ بھر آسمانون مین اور نہ زمین مین اور نہین انکا ان دونون مین کچھ ساجھا اور نہین اللہ کا ان مین سے کوئی بازو اور نہین کام آتی سفارش اسکی پر جسکو پروانگی دے یہانتک کہ جب گھبراہٹ دور ہووے انکے دلونسے تو کہتے ہین کیا فرمایا تمہارے رب نے کہتے ہین کہ حق

اور وہی ہے بلند بڑا اَلْمُتَعَالُ وباللہ التوفیق یہہ بہی آیت اصنام اور
بتونکی شان مین ہے اور مراد من دون اللہ سے وہی اصنام ہین کہ کفار اونکو اپنا
اللہ اور معبود سمجہکر عبادت کرتے اور پکارتے حالانکہ وہ بمقدار ایک ذرہ
کی بہی شرکت آسمان اور زمین مین ساتہہ اللہ صاحب کے نہ رکہتے تہے اور نہ
کچہہ انکی مدد کرتے اور انہین بتونکے حق مین فرمایا کہ قیامت کے روز یہہ بت
جسکو پکارتے ہیں انکے کچہہ کام نہ اوینگے کہ کچہہ شفاعت انکی کرین اللہ صاحب
سے اور یہہ لوگ ان بت پرستونکی نہایت غلط تہی اور کہتے تہے کہ یہہ قیامت
کے روز ہمارے شفیع ہونگے اللہ صاحب کے پاس اسواسطے اللہ صاحب
نے اسکو رد فرمایا کہ نفع نہ دیگی انکی شفاعت انکو اللہ کے پاس مگر وہ کہ جسکو
اللہ تعالی اذن دی اور اذن نہوگا مگر ذوی العقول کو کیونکہ شفاعت کیواسطے
دو چیز شرط ہے ــــــــ .... شرط اول یہہ کہ
شافع کو اذن شفاعت ہوا اور وہ اوسکا مالک ہوا اور شفاعت مالک ایک چیز کہ اللہ جسکو دی اوسکا وہ مالک ہو
اور مالک نہین اوسکا مگر محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جیساکہ عنقریب آویگا
شرط دوسری یہہ کہ شافع ذوی العقول مین سے ہو اور یہہ اصنام محض بیجان
اور بیعقل ہین اسیواسطے اللہ صاحب نے فرمایا اِلَّا لِمَنْ اَذِنَ لَہٗ اور یہانتک
ہمارے دعوے پر دلیل ہے اور دلیل دونو شرطون پر یہہ ہے کہ جیسا اللہ
صاحب نے سورۂ زمر مین فرمایا اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ شُفَعَآءَ
قُلْ اَوَلَوْ کَانُوْا لَا یَمْلِکُوْنَ شَیْئًا وَّلَا یَعْقِلُوْنَ ای کیا کافرون
نے سواے اللہ کے اپنا سفارشی کہو ای محمد اگرچہ نہ مالک ہون یہہ لوگ
کسی شئے کے فائدہ اس آیتہ سے کئی بات ثابت ہوئی ایک یہہ کہ دون اللہ

سے مراد اصنام ہین اور دوسرے یہہ کہ یہہ لائق سفارش کے نہین کیونکہ
مالک نہین کسی شی کی تیسرے یہہ کہ شرط شفاعت مین عقل بھی ہے اور شفاع انکی
بے عقل محض ہین اور پھر اسکے بعد ارشاد فرمایا اللہ تعالی نے قُلْ لِلّٰہِ الشَّفَاعَةُ
جَمِیْعًا ط لَهُ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ثُمَّ اِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ یعنی
کہہ تو اے محمد کہ واسطے اللہ ہی کے ہے سب شفاعت اوسیکا ہے راج آسمان اور
زمین پر پھر اوسکے طرف پھیری جاوگی یعنے کل شفاعت کا مالک وہی ہے جسکو دے
وہ دے اور یہہ اصنام اسکے لائق ہرگز نہین جیسا کہ سابق ذکر ہوچکا اور نیز آیت آئندہ
سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ مراد من دون اللہ سے اصنام ہے جیسا کہ اللہ صاحب
نے آگے اسکے یہہ فرمایا کہ اِذَا ذُکِرَ اللّٰهُ وَحْدَهُ اشْمَاَزَّتْ قُلُوْبُ الَّذِیْنَ
لَا یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ وَاِذَا ذُکِرَ الَّذِیْنَ مِنْ دُوْنِهٖ اِذَا هُمْ یَسْتَبْشِرُوْنَ
یعنے جب نام لیجئے اللہ کا نرا رک جاوین دل اونکے جو یقین نہین رکھتے پچھلے گھر کا
اور جب نام لیجئے اوسکے سوائے اوروں کا اسے اصنام کا تبھی وہ لگین خوشیان کرنے
پس نرہے قابل شفاعت کے مگر ذوی العقول من النبیین والصدیقین والشہداء
والصالحین اور جو لوگ انکے مطیع ہین اور ان مین سب سے اولے اور افضل اور اقدم
نبینا صلے اللہ علیہ وسلم ہین کیونکہ انکو منجملہ اور عطیہ کی ایک شفاعت بھی ہے کہ حضرت
کو عطا کی گئی اور وہ شافع اور مقبول شفاعت ہین جیسا کہ مشکوٰۃ کے باب فضائل
سید المرسلین مین مذکور ہے عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّے
اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اُعْطِیْتُ خَمْسًا لَمْ یُعْطَهُنَّ اَحَدٌ قَبْلِیْ نُصِرْتُ بِا
لرُّعْبِ مَسِیْرَةَ شَهْرٍ وَجُعِلَتْ لِیَ الْاَرْضُ مَسْجِدًا وَطَهُوْرًا فَاَیُّمَا
رَجُلٍ مِنْ اُمَّتِیْ اَدْرَکَتْهُ الصَّلٰوةُ فَلْیُصَلِّ وَاُحِلَّتْ لِیَ الْمَغَانِمُ

لي لم تحل لاحد قبلي واعطيت الشفاعة وكان النبي يبعث الى قومه خاصة وبعثت عامة الى الناس متفق عليه ترجمہ یعنے جابر سے روایت ہے کہ کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مین عطا کیا گیا پانچ چیز کہ نہین عطا کیا گیا کوئی اونکو پہلے میرے فتح دیا گیا مین ساتھ رعب کے مسافت ایک مہینے کی اور کر دانی گئی زمین واسطے میرے مسجد اور طہور مین جو آدمی امت میرے سے لے اوسکو وقت بس چاہیئے کہ نماز پڑھے وحلال کی گئی واسطے میرے غنیمتین اور نہین حلال کی گئین واسطے کسیکے پہلے میرے اور عطا کیا گیا مین شفاعت کے تئین اور تھا نبے کہ بہیجا جاتا تھا طرف قوم اپنے کے بالتخصیص اور بہیجا گیا مین طرف تمام آدمیونکی اتفاق کیا گیا اس حدیث پر بخاری اور مسلم کا

فائدہ اس بیان سے صاف ظاہر ہوا کہ مراد من دون اللہ سے سوائے اصنام کے پیر و پیغمبر امام وقطب وغوث ہین کہ وہ معبود ٹھہرائے جاوین واسطے سائر مسلین کے اور احکام شرک کا اونپر جاری کیا جاوے اور مراد ہؤلاء شفعاء سے پیر و پیغمبر و امام ہین کیونکہ اس حدیث سے صاف ظاہر ہوا کہ حضرت نبینا علیہ الصلواۃ والسلام کو شفاعت مطلق عطا ہوئے اور منکر شفاعت کا منکر قرآن وحدیث ہے عن ابي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم انا سيد ولد ادم يوم القيمة واول من ينشق عنه القبر واول شافع واول مشفع رواه مسلم اور روایت ہے ابی ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے کہ کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ روز قیامت مین مین سردار اولاد آدم ہونگا واول اونکا کہ قبر دلنسے نکلینگے مین ہونگا اور اول شافع اور مقبول شفاعت مین ہونگا عن جابر ان النبي صلى

اللہ علیہ وسلم قال انا قائد المرسلین ولا فخر وانا خاتم النبین
ولا فخر وانا اول شافع ولا فخر رواہ الدارمی اور روایت کیا جابر
نے کہ فرمایا نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ مین کھینچنے والا ہونگا مرسلین کا اور اسمین
مجھکو کچھ فخر نہین اور مین پہلا شفاعت کرنیوالا اور مقبول شفاعت ہون اور
اسمین فخر نہین وصح انا اول من تنشق عنہ الارض فالبس الحلۃ
من حلل الجنۃ ثم اقوم عن یمین العرش لیس احد یقوم ذالک
المقام غیری یعنی صحیح ہے یہہ حدیث کہ فرمایا حضرت نے اول اونگا کہ اپنے
قبر وینسے نکلین مین ہون گا پہر پہنایا جاویگا ایک حلہ حلل بہشت سے پہر کہڑا ہونگا
جانب یمین عرش کے کہ اس مقام مین کسیکو تاب قیام نہوگی مسند حمید مین
لکہا ہے کہ یہہ خبر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے ہے کہ ایک روز آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم ذکر دجال فرماتے تھے ایک عورت نے عرض کی کہ
یارسول اللہ مین آٹا سانتی ہون مجھکو خیال اسکا ہے کہ ایسا نہو کہ دجال
خروج کرے اور مین سوئی پکانیسے فارغ نہون آپ نے فرمایا کہ اگر دجال
خروج کرے اور مین اوسوقت موجود ہون تیرے طرفسے کفایت اس مہم
کے کرونگا اور اگر بعد میرے خروج کرے پس اللہ خلیفہ میرا ہی یعنے حافظ اور نگہبان
میرے امت کا ہے سو منکو کوئی بہی اسطرحکا دلیر نہ تہا اور نہ کسیکو یہہ اذن
تہاکہ حضرت رب العزت کو کہتا اللہ خلیفتی من بعدی حضرت صلی
اللہ علیہ وسلم کو یہہ اذن تہاکہ فرماتے تھے اللہ خلیفتی من بعدی
اور یہی وجہہ تہی کہ مرض الموت مین خیال امت دلسے نگیا اور مناجات
فرماتے تھے جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور عرض کیا کہ آپکو اللہ
تعالے سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے کہ تم آپ حبیب اور رسول اور خلیفہ

میرے بندو ہنین اب بہی جسوقت آپکو اس جہانسے اوٹھاونگا مین خود خلیفہ آپکا ہونگا آپکے اُمّت مین یعنے اللہ تعالے فرماتا ہے کہ اے سید اولین وآخرین تو اپنے دل کو ساتہہ امت کے مشغول نرکہہ بلکہ اپنے امت مجہے سپرد کرکہ بعد وفات آپکے اونکا حافظ و ناصر مین ہونگا یعنی جسطرح حالت حیات مین آپکے برکت سے اونکو راہ راست دکہائے اوسیطرح بعد وفات آپکے راہ راست پر قایم اور صراط المستقیم پر دائم رکہونگا کہ کفر سے بچین حضرت موسی علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے قوم بہائی کو سپرد کے اور فرمایا اُخْلُفْنِي فِي قَوْمِي وہ پیچہے اوسکے گوسالہ پرست ہوئے اے سیّد عالم واے فخر بنی آدم امت اپنے مجہکو سونپ کہ بعد وفات اپکی امت اپکے پرستش میرے کرین انتہی کلامہ قولہ کہ جو کوئی کسی نبی یا ولی یا امام وشہید کو یا کسی فرشتے یا پیر کو اللہ کی جناب مین اس قسم کا شفیع سمجہے سو وہ اصل مشرک ہے اقول و باللہ التوفیق بیشک آیہ کریمہ و احادیث سے یہہ بات ثابت و متحقق ہوئے کہ نبینا صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین اور اور شافع اور مشفع ہیں اور آپ کو شفاعت عطا کئی گئی اور جنسے اللہ صاحب نے نفی شفاعت فرمائے اونکا حال سابق گذرا کہ وہ اصنام ہین اور نفی شفاعت اونسے ظاہر ہے تصریح اور تردید اوسکی پہلی ظہور مین آئی کہ نہ وہ مالک شفاعت ہین اور نہ اونکو عقل ہے اور نیز اس تحقیق سے صاف ظاہر ہوا کہ جو شخص نبی و ولی امام شہید پیر کو اپنے ولی اور شفیع نجانے وہ منکر حدیث اور قرآن ہے کما مرّ غیر مرّۃ اور مولویصاحب نے حذب قدر اللہ کی بجا نی کہ محالات کو بہی ممکنات سے سمجہا کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم

خاتم النبیین ہین اور جب پیدا کرنا مثل آنحضرت کے ممکنات سے اور مقتضاے
شان الٰہی ہوا تو امر محال ممکن ہوا اور تبدیل قول اللہ تعالیٰ کی لازم آئی اور حالانکہ
اللہ تعالیٰ نے تبدیل قول سے سورۂ قاف مین منع فرمایا مَا یُبَدَّلُ الْقَوْلُ
لَدَیَّ وَمَآ اَنَا بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِیْدِ یعنی نہین تبدیل کیا جاتا ہے قول نزدیک میرے
اور نہین ہون مین ظلم کرنیوالا اپنے بندون پر اور جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم سا
دوسرا پیدا کرنا ممکن ہوا تو یہہ بھی بات لازم ہوئی کہ وہ ظلم کرنیوالا محمد صاحب
پر ہوا اور جو جو احسانات اللہ صاحب نے اپنے حبیب اور اوس امت پر کیا
واقعی قدر دانی اوسکی یہہ ہے ممکن نہین اور کیونکر قدر دانی اوسکی ہو سکتی ہے
جیسا کہ ابھی نقل مسند حمید سے گذرے کہ اللہ صاحب نے وعدہ کیا کہ تو اس
جہان میں ہو تو مین خود خلیفہ تیرے امت مین ہونگا اور اونکو کفر سے بچا دونگا اب
بمقابلہ اس انعام کے جو آنحضرت اور لوگونکے امت کو عطا ہوا اوسکی قدر دانی
اور شکر گذاری تا بقیامت کسی سے ممکن نہین مگر مولویصاحب نے خوب قدر دانی
کی کہ اللہ صاحب کے وعدہ پیٹھ کر ان سب نبی پیر امام ولی شہید کو زمرۂ
مشرکین مین داخل کیا اور اونکے شفیع اور ولی کہنے والے کو بھی زمرۂ مشرکین
مین داخل کیا اور کیون نہ داخل کرین کہ انکے شیخ نجدی نے کہ عبد الوہاب
نجدی ہین خود اپنے رسالہ توحید مین یہہ لکھا ہے کہ جو شخص پیغمبر کو اپنا ولی
اور شفیع جانے وہ ابو جہل کے برابر مشرک ہے اور پیغمبر کے قبر اور تبرکات
بت ہین اور محمد شرک اور ہلاک کے راہ ہین واہ واہ آپ کی یہہ قدر دانی
اور آپ کی چچا صاحب حضرت شاہ عبد العزیز قدس سرہ العزیز نے اپنے
تفسیر عزیزیہ مین بذیل اس آیہ کریمہ وَلَلْاٰخِرَۃُ خَیْرٌ لَّکَ مِنَ الْاُوْلٰی

کے کیسی قدر دانی اللہ صاحب اور اوسکے حبیب کی فرمائی کہ جسکے عبارت
یہہ ہے یعنی ہر حالت آخر بہتر باشد ترا از معاملت اول تا انکہ بشریت ترا
اصلا وجود نماند و غلبہ نور حق بر تو علی سبیل الدوام حاصل شود و اگر آخرت
را بر ما بعد الموت حمل نمایند نیز جا دارد زیرا کہ ظہور سیادت آنحضرت صلعم
در جمعیت انجاب و فیضان جود الٰہی از منبع ذات ایشان دران روز
بکمال قوت وظہور داشتہ باشد بحدیکہ در روز قیامت اولین وآخرین
بشفاعت ایشان محتاج شوند و زیر نشان ایشان سایہ یابند و از آب
حوض ایشان سیراب گردند و تقسیم درجات و منازل بہشت از ایشان
صورت گیرد و در لفظ ربک کمال تشفی نکتہ انجاب را یعنی چہ احتمال است
کہ خاوندیکہ باین مرتبہ ترا پرورده باشد و انواع تربیت خود درحق تو
مبذول ساختہ تا انکہ تجلی نور خود را بلا واسطہ مرشدے وپیغمبرے بر روح
تو انداختہ ترا رخصت کند و جواب دہد ہمینی از خاوندان مجازی دور
مینماید چنانچہ مشہور است کہ نواختہ را نباید انداخت چہ جاے خاوند حقیقی کہ
پیش از وجود ہر چیز استعداد آنرا و کردارہاے آنہارا دانستہ ہر یک
را بمنصبے و مرتبہ مخصوص مینماید و لنعم ما قیل ؎ چون بعلم
ازل مرا دیدے * دیدے آنگہ بعیب بگزیدے * من بعیب آن و تو
بعلم ہمان * رد مکن آنچہ خود پسندیدے * در ینجا باید دانست کہ ہرگاہ
آقاے مہربان قدر دان نوکرے از نوکران خود را بخدمتی مامور سازد
و آن نوکر بکمال جد و اجتہاد در آن خدمت مشغول شود حاسدان غمازان
در پئے دلشکنی آن نوکر شوند و اراجیف بے اصل شائع کنند کہ فلانے

را از نظرِ خاوند خود افتاده و از خدمتے که بدان مامور بود معذول گشت درین وقت آن خاوند را از کمال تلطف و شفقت می باید که آن نوکر را دلداری نماید و او را تسلی دہد و برای رفع اثر کدورت که باستماع آن اراجیف در دل آن نوکر نشسته بانعامی و خلعتے و عدۂ ترقیات منصب او را مخصوص کند و از ہمین جنس ہست این کلام وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ یعنی و البته بدہد ترا پروردگار تو آن قدر که راضی شوی و بان پیمانه استعداد تو لبریز گردد و طلبی و تعطشی باقی نماند و این وعدہ کمال وسعت دارد خصوصاً بنظر بوسعت استعداد مخاطب که پیغمبر چنین عالیقدر بود توان فہمید که عطا ہای الٰہی چه مقدار بوے خواہد داد تا سیر خواہد شد در حدیث شریف ہست که چون این آیت نازل شد آنحضرت صلعم بیاران خود فرمودند که من ہرگز راضی نشوم تا آنکه یک یک را از امت خود به بہشت داخل نکنم و عطایای الٰہی که در حق آنجناب از ابتدای آفرینش روح مبارک ایشان تا انتہای دخول بہشت واقع شده و میشود و خواہد شد بیرون از حیطه قیاس و حد بیانست مجملی از ان بیان کرده میشود باید دانست که چون شخصے یکے را از متوسلان خود محبوب خود می سازد او را بچیزہای بسیار در لباس و سواری و محل جلوس و دیگر احوال ممتاز میگرداند تا محبوبیت او در نظر عام و خاص جلوه گر شود و آن حضرت را صلعم خصوصیاتی که از جناب خداوندی حاصل شده دو قسم است اوّل آنکه پیغمبران دیگر نیز دران شریک اند لیکن ایشان را بیش از ہمه و بیش از ہمه آن نعمت داده اند بسبب آن ایشان را ممتاز ساخته

وقسمے آنست کہ خصوص بایشانست دیگرے را ازآن نصیب نیست وبجہت
اختصار درینجا از ہردو قسم مخلوط باہم پارہ را نشان میدہیم تامعنی این آیت
درذہن مستمعان بوجہ احسن جاگیر دو از خصوصیاتی کہ آنحضرت صلعم را
دربدن مبارکش دادہ بود یکی آن بود کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
از پس پشت خود میدیدند چنانچہ از پیش روی خود میدیدند و در شب تاریکی
چنان میدیدند کہ بروز در روشنی و آب دہن ایشان آنجاے شور را
شیرین میگردد باطفال شیرخوارہ یکقطرہ از لعاب دہن خود می چشانیدند
آن اطفال تمام روز شکم سیر می ماندند و طلب شیر نمیکردند چنانچہ بروز عاشورہ
باطفال اہلبیت تجربہ شدہ و بغل آنحضرت صلعم سفید رنگ براق بود و اصلا
موسے نداشت و آواز ایشان جاے میرسید کہ آواز دیگران بعشر
عشیر آن نرسد و از دور می شنیدند کہ دیگران از مسافت نمی توانند
شنید و در خواب چشم ایشان خواب آلودہ میشد و دل خبردار میماند و
خازہ دہن ہرگز ایشانرا در تمام عمر اتفاق نیفتادہ و احتلام ہرگز واقع
نشدہ و عرق مبارک ایشان خوشبوتر از مشک بود بحدیکہ اگر در کوچہ
میگذشتند مردم بسبب بوے خوش عرق ایشان کہ در ہوا سرایت
کردہ میماند پے مے بردند کہ ازین کوچہ آنحضرت صلعم گذشتہ اند و ہیچکس
اثر فضلہ ایشانرا بر روے زمین ندیدہ زمین میشگافت و فرو می برد و از آن
مکان بوے مشک مے شمیدند و وقت تولد مختون نیز پیدا شدہ اند و
ناف بریدہ و پاک و صاف ہرگز لوث نجاست بر بدن ایشان نبود
وچون بر زمین برافتادند سجدہ کنان و انگشت خود را بسوی آسمان

بر داشته و در وقت تولد ایشان نورے متشعشع شد که به سبب آن شهرهاے
شام مادر ایشان را نمودار شد و مهد ایشان را ملائکه می جنبانیدند و حجاب ها
ایشان در حالت طفولیت که در گهواره بودند حرف میزد و هرگاه اشاره بسوے
ماه میفرمودند بسوے ایشان مائل میشد و بارها در حالت گهواره تکلم فرموده اند
و همیشه ابر در وقت تمازت گرما بر ایشان سایه میداشت و اگر زیر درختے
می آمدند سایه درخت سمت ایشان متوجه می شد و سایه ایشان بر زمین
نمی افتاد و بر جامهاے ایشان مگس نمی نشست و پیش ایشان ایذا نمی
داد و اگر بر جانورے سوار می شدند آن جانور تا مدت سواری ایشان
بول و براز نمی کرد و در عالم ارواح اول کسیکه پیدا شد ایشان بودند اول کسیکه
در جواب الست بربکم بلی گفت نیز ایشان بودند و سیر معراج مخصوص با ایشان
است و سواری براق نیز مخصوص با ایشان و بالاے آسمان رفتن و بحد
قاب قوسین رسیدن و بدیدار الهی مشرف شدن و ملائکه را فوج و حشم
ایشان ساختن تا همراه ایشان مانند لشکریان جنگ و قتال کردن نیز ما به
ایشان است و شق القمر و دیگر معجزات عجیبه و غریبه نیز مخصوص با ایشان است و روز
قیامت انچه ایشان را دهند هیچکس را نه دهند اول کسیکه از قبر سر بر آرد ایشان باشند
و اول کسیکه از بیهوشی افاقه کند ایشان باشند و ایشان را بر براق حشر نمایند
و هفتاد هزار فرشته گرداگرد ایشان باشند و بجانب راست عرش بالاے
کرسی ایشان را جا دهند و بمقام محمود مشرف سازند و در دست ایشان لواے
حمد دهند که حضرت آدم و تمام ذریت ایشان زیر آن نشان باشند و همه
انبیا با متبعان خود پس روے ایشان باشند و در دیدار خدا اول با ایشان

شروع نمایند و بشفاعت عظمی ایشان مخصوص سازند و اول کسیکه بر پلصراط بگذرد ایشان باشند و تمام خلائق حشر را حکم شود که چشمہاے خود فرو بندند تا دختر ایشان حضرت فاطمہ زہرا رض بر پلصراط بگذرد و اول کسیکه در دروازه جنت را بگشاید ایشان باشند و روز قیامت ایشان را بمرتبه وسیله مشرف سازند و آن مرتبه ایست نہایت بلند که کسی را از مخلوقات میسر نشده و حقیقت آنست که ایشان در آن روز از جناب خداوندے بمنزله وزیر از بادشاه باشند و انچه در شرائع بان مخصوص اند چیزہاے بسیار ست که تعداد آن موجب تطویل ست انتہیٰ کلامه اور پوشیده نرہے که بیان سابق اور لاحق سے یہه بات متحقق ہوے که جتنے گناه صغائر و کبائر سواے شرک کے که جسکی تعریف ہمنے سابق کے و بشفاعت نبینا صلعم سے که حبیب رب العالمین ہین اور حدیث محبوبیت کی اونکے مشکوة مین موجود ہے . . . . سب بخشدے جاوینگے

وَنِعْمَ مَا قَالَ هُوَ الْحَبِيْبُ الَّذِيْ تُرْجٰى شَفَاعَتُهُ لِكُلِّ هَوْلٍ مِّنَ الْاَهْوَالِ مُقْتَحِمِ ازالة الشک جو کچھہ که حضرت قرآن مین نفی شفاعت جسجگه اور جہان وارد ہوے مراد اوس سے شفاعت کفار اور مشرکین اور منافقین ہے جسکو الله صاحب نے فرمایا فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشّٰفِعِيْنَ ان سبہونکو شفاعت کسیکے نفع نديگی و نیز ہر جہ دون الله سے مراد اصنام ہین جیساکه شرح مواقف مین مذکور ہے که ابن زبعری نے صلے الله علیه وسلم سے اگر کہا که الله تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَصَبُ

جھنّم یعنے تم مقرر اور وہ چیز کہ پوجتے ہو تم سوا اللہ کے جہنم
ایندہن ہو حالانکہ لوگ انبیا علیہم السلام کو بہی پوجتے تہے پس چاہیے
کہ وہ بہی جہنم مین جاوین حضرت نے فرمایا کہ تجھکو اپنے زبان کے محاورے
سے بہی خبر نہین تو نہین جانتا کہ لفظ ما جو قرآن مین آیا ہے اوس
سے غیر ذوی العقول چیزین مراد ہوا کرتی ہین پس انبیا ذی عقل
سمجھے وہ مراد نہین بلکہ حجر و شجر مراد ہین **قولہ** دوسرے صورت
ہے کہ کوئی بادشاہ زادہ یا بیگمات یا کوئی بادشاہ کا معشوق
اس چور کا سفارشی ہوکر کہڑا ہو جاوے اور چور کے سزا نہ دینے
دیوے اور بادشاہ اسکی محبت سے لاچار ہوکر اس چور کے تقصیر
معاف کر دے اسکو شفاعت محبت کہتے ہین یعنے بادشاہ نے
محبت کے سبب سفارش قبول کر لے اور یہہ بات سمجہے کہ یکبار غصہ
پی جانا اور ایک چور کو معاف کر دینا بہتر ہے اس رنج سے کہ جو
اس محبوب کے روٹھ جانے سے مجھکو ہوگا اس قسم کی شفاعت
بہی اس دربار مین کسیطرح ممکن نہین اور جو کوئی کسیکو اس جناب
اقدس مین اس قسم کا شفیع سمجہے وہ بہی ویسا ہی مشرک ہے
اور جاہل **اقول وباللہ التوفیق** جواب اسکا بخوبی سابق گذرا
کہ جب بادشاہ عظیم الشان اپنے حبیب سے کچھہ وعدہ کرتا ہے تو
بموجب الکریم اِذا وَعَدَ وَفا کے ضرور اوسکو ایفا کرتا ہے تاکہ خلاف
وعدہ نہو اور نہین لحاظ کیا آپ نے کہ اللہ صاحب نے اپنے حبیب
سے وعدہ فرمایا وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ اور آپ کے
چچا صاحب نے بہی بتفصیل تمام شرح اس آیہ کریمہ کی بخوبی کر دے

کرادسمین اصلا شک وارتیاب باقی نہ رہا مگر یقین تو اللہ کے دینے
سے ہوتا ہے اور جب تک کہ انسان اپنے کو اوسکی عبادت مین
کہو نہین دیتا اجمال و تفصیل کچھہ اوسکو فائدہ نہین کرتا وَاعْبُدْ رَبَّكَ
حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ اور یہہ جو مولویصاحب نے کہا کہ لاچار ہوکر
اس جور کے تغیر معاف کردے یہہ تو آپ کے گڑھے ہوے باتین ہیں اور
ایسے عظیم الشان کی جناب مین ایسا شک ہم بھی عین شرک
ہے اور یہہ جو کہا کہ جو کوئی کسیکو اس جناب مین اس قسم کا شفیع
سمجھے وہ بہی ویسا ہی مشرک ہے اور جاہل یہہ تو دعوی مولوی صاحب
کا بلا دلیل ہے اور دعوی بلا دلیل مثبت مدعا نہین اور جو کچھہ آگے
اسکے لکھا جواب اوسکا یہہ ہے کہ ہان یہہ مقتضاے ایمان ہے کہ
انسان کو لازم ہے کہ ہردم وہر آن خوف مالک الملک سے اپنا زہرہ
آب رکہے اور نیز امیدوار اوسکی رحمت کا ہے لیکن پہر بھی رحمت
غالب ہے بمقتضاے سَبَقَتْ رَحْمَتِيْ عَلٰى غَضَبِيْ کے اکثر واغلب
نجات ہے وہ کیسا ہی گنہگار ہو اور ذکر اسکا سابق مکرر گذرا

قولہ ...... یوم قیامت کو ایسا خوف ہوگا اور ایسی گہبراہت
ہوگی کہ فرشتے آپس مین بہجواس ہونگی اقول وباللہ التوفیق
کہ یہہ بہجواسی اور گہبراہٹ تو ملائکہ کو ہوگی کہ مرتبہ خواص ملائکہ کا کمتر ہے
خواص انبیا سے جیسا کہ عقاید اہل سنت ہے اور عام امت بنینا
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسے گہبراہٹ اور بہجواسی سے ایمن اور بیخوف
ہوجاے کہ رسول صلعم جیسا کہ اللہ صاحب نے سورۂ نمل کے رکوع

اخیر مین فرمایا ہے مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ خَيْرٌ مِّنْهَا وَهُمْ مِّنْ فَزَعٍ يَوْمَئِذٍ آمِنُونَ
یعنے جو شخص ایک نیکی کریگا تو پس واسطے اوسکے جزا بہتر
دیجاویگی اوس نیکی سے اوس حالت مین کہ وہ ترس و خوف سے
اسدن مین ایمن و نڈر ہونگے فائدہ جب حضرت
کے ادنے ادنے امتی کا یہ رتبہ ہے کہ اللہ صاحب نے اونکے
حق مین ارشاد فرمایا کہ وہ لوگ دن قیامت کو ایسے ترس
و خوف سے ایمن اور نڈر ہونگے تو حال نبینا صلعم کا کہ شفیع
موعود مین اور شفاعت اونکو عطا ہوگئی باحادیث مذکورہ کیونکر ایمن
اور نڈر نہونگے اور یعنے شفاعت بالاذن کے سابق گذرے
اور جواب تیسری صورت کا بیان سابق سے سب واضح
و آشکارا ہوگیا حاجت تحریر نہین اور قولہ صورت تیسری مین
جو اصل مالک بھول جاوے الخ اَقُوْلُ وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيْقُ اسمین کچھ
شک نہین یعنے سنکر ہوا اوسکے احکام کا اور اون چیزونکا
جسکو نبی صلے اللہ علیہ وسلم لیکر آئے اللہ صاحب کے
پاس سے تو البتہ سب نبی اور ولی ایسے آدمی سے بیزار
ہین بلکہ اوسپر غضب مین آتے ہین اور جواب پکارنے
کا کہ مراد یَدْعُونَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ سے مراد ۔۔۔ سے سابق گذرا
قولہ۔ اَخْرَجَ التِّرْمِذِيُّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ
عَنْهُ قَالَ كُنْتُ خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلعم يَوْمًا فَقَالَ
يَا غُلَامُ اِحْفَظِ اللّٰهَ يَحْفَظْكَ اِحْفَظِ اللّٰهَ تَجِدْهُ

تُجَاهَكَ وَاِذَا سَئَلْتَ فَاسْئَلِ اللّٰهَ وَاِذَا اسْتَعَنْتَ
فَاسْتَعِنْ بِاللّٰهِ وَاعْلَمْ اَنَّ الْاُمَّةَ لَوِ اجْتَمَعَتْ عَلٰى
اَنْ يَّنْفَعُوْكَ بِشَيْءٍ لَمْ يَنْفَعُوْكَ اِلَّا بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَهُ
اللّٰهُ لَكَ وَلَوِ اجْتَمَعُوْا عَلٰى اَنْ يَّضُرُّوْكَ بِشَيْءٍ
لَمْ يَضُرُّوْكَ اِلَّا بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللّٰهُ
عَلَيْكَ رُفِعَتِ الْاَقْلَامُ وَجُفَّتِ الصُّحُفُ
مشکوٰۃ کے باب التوکل مین لکھا ہے کہ ترمذی نے ذکر کیا کہ
نقل کیا ابن عباس نے کہ تھا مین پیچھے پیغمبر خدا
کے ایکدن سو فرمایا اے لڑکے یاد رکھ اللہ کو کہ وہ یاد
رکھے تجھکو اور رکھ اللہ کو کہ پاوے تو اوسکو اپنے
روبرو اور جب مانگے تو کچھ تو مانگ اللہ ہی سے اور
جب مدد چاہے تو مدد مانگ اللہ ہی سے اور یہ یقین سمجھ
رکھ کہ بیشک سب لوگ اگر اکٹھے ہو جاوین اسپر
کہ فایدہ پہونچاوین تجھکو کچھ تو فایدہ نہ پہونچا سکین
مگر جتنا کہ لکھ دیا ہے اللہ نے تیرے حق مین اور
جو اکٹھے ہو جاوین اسپر کہ نقصان پہونچاوین
تجھکو تو نقصان نہ پہونچا سکینگے مگر اوتنا ہی
کہ لکھ دیا ہے اللہ نے تجھپر اوٹھا لیے قلم اور سوکھ گئے

کا غل اَقُوْلُ وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق اسباب اور توسل منافی توکل
نہین اور یہ سب داخل جف القلم بما ہو
کائن ہے اور آثار اور اخبار توسل اور استشفاع
مین سابق مذکور ہوے اور انحضرت صلعم نے بہے
واسطے بعض دعاؤن کے کہ اوس سے شفاعت
انحضرت صلعم کے تصریح تمام بوجھے جاتی ہے
اگر منافی توکل ہوتی تو آپ کیون استدعا کی
ارشاد فرماتے جیسا کہ مشکوٰۃ کے باب الاذان
مین لکہا ہے۔ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ
صلعم مَنْ قَالَ حِیْنَ یَسْمَعُ النِّدَاءَ اَللّٰھُمَّ
رَبَّ ھٰذِہِ الدَّعْوَۃِ التَّامَّۃِ وَالصَّلٰوۃِ الْقَائِمَۃِ اٰتِ مُحَمَّدَنِ
الْوَسِیْلَۃَ وَالْفَضِیْلَۃَ وَابْعَثْہُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَانِ الَّذِیْ
وَعَدْتَّہٗ حَلَّتْ لَہٗ شَفَاعَتِیْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ
کہا جابر نے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
نے کہ جسنے کہا وقت سننے اذان کے اے اللہ
تو پروردگار ہے اس دعاے کامل کا او نماز فرض کا
گردان تو محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو وسیلہ
اور بزرگی اور اوٹھا اوسکے تئین بمقام محمود
مین کہ وعدہ کیا ہے تونے اوسکا واجب ہوگی

واسطے اوسکے شفاعت میری دن قیامت کے
روایت کیا اس حدیث کو بخاری نے **فایدہ**
اگر استدعا و توسل منع ہوتا تو آپ ایسا کیون
فرماتے شاید کہ مولوی صاحب بعد اذان کے یہ
دعا نہ پڑہتے ہون گے اور نہ اپنے لوگونکو حکم فرماتے
ہون گے اس حدیث مین وعدہ شفاعت کا صراحۃً
مذکور ہے غرضکہ انکار ایسے امور کا کہ ثبوت اوسکا حدیث
صحیح سے ہو آفتاب پر خاک ڈالتا ہے اور باقی
جو فایدہ مین کہا اور بیان کیا وہ سب سابق
اور لاحق سے صاف رد ہو گیا و نیز جاننا چاہیے
کہ جو کچھ دنیا مین موجود ہے یہ نمونہ آخرت سے
مگر فرق اتنا ہی کہ اللہ جل شانہ شاہنشاہ ہے
اور یہ دنیا کے چھوٹے چھوٹے بادشاہ ہین اور بادشاہ
کے یہان سب لوگ معزز و ممتاز نہین ہوتے اسی
طرح شاہنشاہ کے یہان سب لوگ معزز و ممتاز
نہین جیسا کہ اللہ صاحب نے حضرت قران مین فرمایا
وما یستوی الاعمی والبصیر ولا الظلمت ولا النور
ولا الظل ولا الحرور وما یستوی
الاحیاء والاموات

یعنے آیا برابر ہے زندہ اور مردہ یعنے ان سب مین بڑا فرق ہی اور اللہ صاحب کے
یہان مراتب جداگانہ ہین جیسا سابق اسکا ذکر ہو چکا اسیطرح بادشاہان دنیا کے
نزدیک بھی ہر شخص کے مرتبے علیحدہ علیحدہ ہین کوئی وزیر داہنے جانب ہی اور کوئی وزیر
بائین جانب ہان اتنا فرق ہے کہ ہر ایک بندہ سامنے اللہ کے ہی اور اللہ اوسکا
حال دیکھتا ہی اور سنتا ہے اور بادشاہان دنیا ایسے نہین کیونکہ جو اون کے
حضور مین ہے وہ حاضر اور جو اون سے غائب ہین غائب اور جیسا کہ التفات بادشاہان
دنیا کا نسبت اپنے بندگان کے برابر نہین اسیطرح التفات شاہنشاہ کا نسبت اپنے
بندگان کے بھی برابر نہین رتبہ انبیا کا اور ہی رتبہ ملایکہ کا اور اور اسیطرح مراتب
صدیقین اور شہدا اور صالحین کے متفاوت ہین اور سواے انکے اور بندگان
ہین کہ اپنی شامت اعمال سے جانب شاہنشاہ کے نظر نہین کر سکتے کیونکہ وہ جانتے
ہین کہ رحمت اللہ کی نیک کارون کے نزدیک ہی اور ہم لوگ تباہ کار اور گنہگار ہین
اس جہت سی نہایت شرم سے کچھہ کہہ نہین سکتے پس ایسے لوگون کے واسطے شفاعت
خواص خصوصاً نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کہ قیامت مین اول شافع اور مشفع ہونگے
نہایت مفید اور موجب نجات آتش دوزخ سے ہے جیسا کہ دنیا مین آپ کی برکت
سے انواع انواع کے عذاب دنیا سے اللہ صاحب نے بچایا چنانچہ اللہ صاحب نے
فرمایا وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ
یعنے نہین ہے اللہ کہ عذاب کرے انکو اور حال یہ ہی کہ تو ہے اونمین اور نہین ہے اللہ
کہ عذاب کرے اونکو حالانکہ وہ توبہ کرنیوالے ہون اور آپ نے فایدہ مین یہ جو لکہا کہ
بلکہ اللہ اپنے بندون سی بہت نزدیک ہی جو اوسنے بندہ اپنے دل سے اوس کی طرف متوجہ ہو
تو اوسکو اپنے سونہہ کے روبرو پاوے وہان اپنی غفلت ہی حجاب ہی اور کچھہ پردہ نہ تہا جو کوئی

اس سے دور رہے اپنی غفلت کے سبب دور رہے وگرنہ وہ تو سب سے نزدیک ہے مسلمانو
للغم ما قال ۔ سو پردہ تو کوئی مانع دیدار نہ تہا اپنی غفلت کے سوا
کچہہ در و دیوار نہ تہا اور اسی روک ٹوک کیواسطے کہ باعث اوسکی اپنی غفلت
ہے اللہ جل شانہ نے اپنے خواص کو مقرب درگاہ اپنا کیا کہ اونکی شفاعت سے
ایسے گنہگار شرمسار کو آتش دوزخ سے خلاصی بخشی **قوله** اخرج ابن ماجہ
عَنْ عَمْرُو ابن العاص قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہ صلعم اِنَّ قَلْبَ ابْنِ
اٰدَمَ بِكُلِّ وَادٍ شُعْبَۃٌ فَمَنْ اتَّبَعَ قَلْبَہُ الشُّعَبَ كُلَّهَا
لَمْ يُبَالِ اللّٰہُ بِاَيِّ وَادٍ اَهْلَكَہُ وَمَنْ تَوَكَّلَ عَلَى
اللّٰہِ كَفَاہُ الشُّعَبَ مشکواۃ کے باب الصبر والتوکل مین لکہا
ہے کہ ابن ماجہ نے ذکر کیا کہ عمرو بن العاص نے نقل کی کہ پیغمبر خدا نے فرمایا کہ بیشک
ادمی کے دلمین ہر میدان کی طرف راہ ہے سو جو کوئی پیچہے ڈالے اپنے دلکو سب راہونمین
کے تو کچہہ پروا نہین رکہتا اللہ کہ کسی جنگل مین تباہ کرے اوسکو اور جو کوئی بہروسا
کرے اللہ پہ تو وہ کفایت کرتا ہے اوسکو سب راہونمین **اقول وباللہ**
التوفیق ۔ جو کچہہ مولویصاحب نے اس جا ذکر فرمایا سب صحیح ہے مگر یہ
پیغمبر یا ولی یا شہید کو وسیلہ گردانا منافی توکل و صبر نہین ہے کما مر غیر مرۃ

قولہ ۔ اشراک فی العبادۃ کے برائی کے بیان مین یعنے عبادت کہتے ہین ان کامونکو جو اللہ صاحب
نے اپنی تعظیم کے واسطے اپنے بندونکو بتلائی ہین سو اس فصل مین یہ مذکور ہے کہ قرآن اور
حدیث مین اللہ کی تعظیم کے کون کونسے کام ہین تاکہ اور کسی کے لئے کرنے سے شرک لازم آئے
اقول وباللہ التوفیق ۔ معنے عبادت کے لغت مین خضوع اور تعبید اور تذلیل ہے نہ تعظیم
اب جو کوئی اللہ کی عبادت مین دوسرے کو شریک کرے وہ بیشک مشرک ہے

اور چونکہ سجدہ مین نہایت تذلل پایا جاتا ہے اسواسطے اللہ صاحب نے اس امت پر سجدہ بغیر اللہ حرام فرمایا ہے جیسا کہ فرمایا اللہ تعالی و تبارک نے لا تسجدوا للشمس و لا للقمر الخ اور نیز حضرت نوح علے نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی قوم کو عبادت بتون سے منع فرمایا اور ڈرایا کہ غایت تذلل اور خضوع و تعبد سوائے اللہ کے نچاہیئے کیونکہ کفار اپنے بتون کے ستا تہہ یہ سب معاملہ کرتے تہے اس سے یہ بات معلوم ہوئی کہ جو افعال کہ اوس سے تذلل اور خضوع بوجہا جاوے سوائے اللہ کے نکرنا چاہیئے جیسا کہ سجدہ نہ یہ کہ کل افعال کہ وہ نماز مین ہون خواہ مناسک حج مین اون سب کو چھوڑ دینا چاہیئے جیسا کہ نماز مین قعود اور قیام کیونکہ یہ واسطے غیر اللہ کے بھے عند التعظیم اور غیر تعظیم ظہور مین آتا ہے اور وہ شرک نہین مثلاً کسی عالم کے سامنے دوزانو بیٹھنا یا واسطے اوسکے جگہہ مجلس مین چھوڑ دینا خواہ وہ شرح ہے یعنے جنبش ایک مکان سے طرف مکان کے ہو یا باوجود وسعت مکانی کے القیام واسطے عالم یا کسی شخص معظم مکرم کے جیسا کہ قیام حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا واسطے رسول اللہ صلعم کے اور آنحضرت صلعم کا واسطے فاطمہ رضی اللہ عنہا کے کہ ان سبکی تصریح مشکوٰۃ مین موجود ہے اور نیز حدیث صحیح مین وارد ہے اذا جاءکم کریم قوم فاکرموا یعنے جسوقت کہ آوے پاس تمہارے بزرگ ایک قوم کا پس تعظیم اور تکریم کرو اوسکی اور سابق اسکے مذکور ہوچکا ہے کہ صاحب بغوی نے مراد دعا سے عبادت لیا اور اسیواسطے یعنے سورہ جن مین ان المساجد للہ فلا تدعوا مع اللہ احدا سے لا تعبدوا اللہ لیا اس سے معلوم ہوا کہ یا رسول اللہ کہنا شرک نہین ہے اگر شرک ہو تو ضرور ہے کہ التحیات مین نبیے ماخوذ نکرین اور حالانکہ وہ حضرت کے زمانہ سے اب تک اوسمین

داخل ہی اور یہ کہنا کہ یہ دعا بطریق نقل اور اخبار ہی نہ بطریق انشاء یہ خلاف واقع ہے کیونکہ طحطاوی حاشیہ درالمختار مین اسکے خلاف لکھا ہے جسکو شک ہو حاشیہ مختار دیکھ لے اور حضرت کے نام ہی تو داخل نماز او خارج نماز سب کوئی اور جس جا الله نے اپنا نام ذکر کیا ہے نام حضرت صلعم کا بھی ضم کیا ہے مگر تین جا پہلے آخر بانگ نماز مین فقط لا الہ الا الله کہتے ہین دوسری عطسہ مین الحمد لله تیسری وقت ذبح کے کہ فقط بسم الله الله اکبر کہتے ہین جیسا سابق گذرا اب ذرا مولوی صاحب غور کرین کہ اپنے نام کے ساتھ سوائے نام حضرت صلعم کے کسی اور کے نام کو بھی ضم کیا ہے **قوله** - کوئی بندہ اپنی پاک دل سے پکارتا ہے لوگ بیوقوف یون سمجھتے ہین کہ بڑا بزرگ ہوگیا ہے جسکو وہ چاہے دیوے اور جو چاہے چھین لیوی اور اس بات کی امید کرکے ہجوم کرتے ہین اوس بندی کو چاہے کہ سچی بات بیان کردے کہ مشکل کیوقت پکارنا الله ہی کا حق ہے اور نفع و نقصان کی امید رکھنی اوسیسے ہی چاہیئے یہ معاملہ اور کسی سے کرنا شرک ہی اور شرک سے مین بیزار ہون سو اب کوئی چاہی کہ یہ معاملہ مجھسے کری اور مین اوس سے راضی ہو جاون یہ ہرگز ممکن نہین اس آیت سے معلوم ہوا کہ ادب سے کھڑا ہونا اور اوسکو پکارنا اور اوسکا نام جپنا اونہین کامون سے ہی کہ الله نے خاص اپنی تعظیم کے لیئے ٹھہرائے ہین اور کسی سے یہ معاملہ نکری کہ شرک ہے **اقول** بالله التوفیق ایسے بندون کا فرق سابق بیان ہو چکا کہ الله کے خاص بندی مثل بتون کے نہین کہ ان سے نہ کچھ نفع متصور ہی نہ ضرر اور دنیا اور آخرت مین کسی قسم کا مفاد انسے متصور نہین بخلاف بندگان مخلصین کے کہ اون سے دنیا اور آخرت کے فایدے متصور ہین خصوصاً نبینا صلعم سے کہ اون سے قبل ظہور پیکر عنصری اور بعد ظہور

کے ہر طرح کے سفا د اور مضار اپنے اپنے محل مین ظہور مین آسے اور بعد خلع صورت عنصری یعنے وفات کے انواع انواع کے فوائد متصور کہ ظہور اوسکا انشاء اللہ مقام محمود مین ہوگا لیکن باوصف ایصال فوائد اور انعامات اپنی امت پر اصلا اپنی کلام مین حد بشریت کو نچھوڑا جیسا کہ مشکوٰۃ کے باب اشراط الساعۃ مین مذکور مین ہے اَللّٰھُمَّ لَا تَکِلْھُمْ اِلَیَّ فَاَضْعُفَ عَنْھُمْ وَلَا تَکِلْھُمْ اِلٰی اَنْفُسِھِمْ فَیَعْجِزُوْا عَنْھَا وَلَا تَکِلْھُمْ اِلَی النَّاسِ فَیَسْتَاْثِرُوْا عَلَیْھِمْ ترجمہ یا اللہ مت چھوڑ انکو طرف میری اور نہ سونپ ان کے کامونکو طرف میرے کہ عاجز ہون مین انسے اور نسکون مین اوٹھانا بار غمخوارگی ان لوگون کا اور مت چھوڑ انکو ساتھہ انکے کہ عاجز آوین درست کرنمین اپنی ذات کے مشکلون کے اور نچھوڑ انکو اور ان کے کامونکو طرف آدمیون کے اور محتاج مت کر انکو طرف آدمی کے کہ اختیار کرین اور مقدم رکھین آدمی اپنی حاجتونکو انکی حاجتون پر جیسا کہ عادت گرفتاران نفس کی ہے اور شیخ عبد الحق دہلوی نے شرح اسمقام مین لکھا ہے کہ اسجگہہ تعلیم اور تنبیہ ہے انحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے اپنی امت کو کہ اپنے کامون کو اللہ کے ساتھہ سونپین اور اعتماد غیر سبحانہ تعالے پر نکرین اور نظر نکرین ٭ کار خود را بخدا باز گذار ٭ کت نبی نسیم ازین بہتر کار ٭ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی شریعت کو اسمقام پر حد بشریت اور ضعف عبودیت پر رکھا واسطے رعایت کمال عزت و عظمت ربوبیت حق جل و علے کے ورنہ آنحضرت صلعم خلیفہ مطلق اور نائب کل جناب اقدس کے ہین کرتے ہین اور جیتے ہین بحکم حیات ہین حکم سے اوسکے شعر ٭ فَاِنَّ مِنْ جُوْدِكَ الدُّنْیَا وَضَرَّتَھَا ٭ وَمِنْ عُلُوْمِكَ عِلْمُ اللَّوْحِ وَالْقَلَمِ ٭ یہ ہے حال کاملین کی تحریر اور تقریر کا نسبت آنحضرت صلعم کے

کہ اونکی تعظیم اور توقیر دلسے سمجہکر صفحۂ قرطاس پر لکہتے ہین بخلاف حضرت مولویصاحب
کے کہ سواے ذم اور تحقیر کے کسی جا اونکو بعزت اور تعظیم یاد نہین کرتے اور حال
ادب سے کہڑے ہونے اور پکارنیکا سابق گذرا اور سواے کفار بدشعار کے کوئی
مومن بجاے نام اللہ کے انکا نام نہین جپتا اور علاوہ اسکے مولویصاحب نے
جو باتین اس آیت سے استنباط کرکے تحت فایدہ لکہا یہ استنباط جدید او خلاف
مجتہدین و مفسرین ہے کیونکہ تفسیر بغوی مین اس آیت کے معنے یون لکہا ہے
لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللّٰہِ یعنی نبی صلعم یَدْعُوہُ یعنے یَعْبُدُوہُ وَیَقْرَءُ
الْقُرْاٰنَ کَادُوْا یعنے اَلْجِنُّ یَکُوْنُوْنَ عَلَیْہِ لِبَدًا ای یَرْکَبُ بَعْضُھُمْ
بَعْضًا وَیَزْدَحِمُوْنَ حِرْصًا عَلٰی اِسْتِمَاعِ الْقُرْاٰنِ ھٰذَا قَوْلُ
قَوْلُ الضَّحَّاکِ وَرِوَایَۃُ عَطِیَّۃَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فَقَالَ
سَعِیْدُ بْنُ جُبَیْرٍ عَنْہُ ھٰذَا مِنْ قَوْلِ النَّفَرِ الَّذِیْنَ رَجَعُوْا
اِلٰی قَوْمِھِمْ مِنَ الْجِنِّ ... اَخْبَرَھُمْ بِمَا رَاَوْا مِنْ طَاعَۃِ اَصْحَابِ
النَّبِیِّ صلعم وَاقْتِدَائِھِمْ بِہٖ فِی الصَّلٰوۃِ وَقَالَ الْحَسَنُ
وَقَتَادَۃُ وَابْنُ زَیْدٍ اَعْنِیْ لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللّٰہِ بِالدَّعْوَۃِ
تَلَبَّدَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ وَتَظَاھَرُوْا عَلَیْہِ لِیُبْطِلُوا الْحَقَّ
الَّذِیْ جَاءَھُمْ بِہٖ وَیُطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰہِ فَاَبَی اللّٰہُ اِلَّا اَنْ
یُّتِمَّ ھٰذَا الْاَمْرَ وَیَنْصُرَہٗ عَلٰی مَنْ نَاوَاہُ قُلْ اِنَّمَا اَدْعُوْا
رَبِّیْ ای قال مُقَاتِلٌ وَذٰلِکَ اِنَّ کُفَّارَ مَکَّۃَ قَالُوْا لِلنَّبِیِّ
لَقَدْ جِئْتَ بِاَمْرٍ عَظِیْمٍ فَارْجِعْ عَنْہُ فَنَحْنُ نُجِیْرُکَ
فَقَالَ لَھُمْ اِنَّمَا اَدْعُوْا رَبِّیْ فَلَا اُشْرِکُ بِہٖ اَحَدًا

ترجمہ - یعنے ہرگاہ کہ قایم ہوئی نبی صلعم عبادت کرتے اللہ کی قریب تھے جن کہ چڑہتے بعض اون کے بعض پر اور ازدحام کرتے تھے سننے قرآن پر اور یہ قول ضحاک کا ہے اور روایت کیا عطیہ نے ابن عباس سے پس کہا سعید ابن جبیر نے اون سے یہ بات اونلوگونکی ہی کہ لوٹے طرف قوم اپنی کے جن سے خبر دیا اونکو جو کچھہ کہ دیکھا تھا بندگی اصحاب نبی صلعم سے اور پیروی اونلوگون سے ساتھہ نبی کے نماز مین اور کہا حسن اور قتادہ اور ابن زید نے ہرگاہ کھڑے ہوئے نبی صلعم ساتھہ دعوت کے ازدحام کرتے تھے جن و انس اور مدد کرتے تھے وہ اون کے ضرر پہونچانے پر تا انکہ بجھاوین نور اللہ کو پس انکار کیا اللہ نے مگر یہ کہ تمام کرین اس امر کو اور مدد کرے اونکے اوپر اوس چیز کی کہ چاہا تھا اونلوگون نے اوسکو اور کہا مقاتل نے کہ یہ بات ثابت ہے کہ بیشک کہا کافرون نے نبی صلعم سے بیشک لایا تو ایک امر بڑا پس لوٹ جا تو اوس سے پس ہم سب پناہ دینگے تجکو کہا نبی صلعم نے کہ بیشک مین عبادت کرتا ہون اپنے رب کی اور نہین ساجھی کرتا ہون مین اوسکے ساتھہ کسیکو - انتہی - حضرت مولوی صاحب یہ چاہتے ہین کہ خلاف مفسرین اور محدثین کے اپنی راے سے تفسیر آیتون کی بیان کرکے تمام مومنین کو زمرہ کفار مین داخل کرین اور احکام مشرکین کے اونپر جاری کرین مگر یہ بات ہرگز ممکن نہین کہ اللہ صاحب اونکی ایمان کا خود حامی و مددگار ہے - قولہ قال اللہ تعالیٰ وَاَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَاْتُوْكَ رِجَالًا وَّعَلٰي كُلِّ ضَامِرٍ يَّاْتِيْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ اللہ صاحب نے اپنی تعظیم کے لیے بعضے بعضے مکان ٹہرائے ہین جیسے کعبہ اور مزدلفہ اور منا اور صفا اور مقام ابراہیم اور ساری مسجد الحرام بلکہ سارا مکہ معظمہ بلکہ ساری حرم اور لوگون کے دلمین وہانکے

جانیکا شوق ڈالدیا کہ ہر طرح سے خواہ سوار خواہ پیادہ دور دور سے قصد کرتی
ہین اور رنج وسفر کی تکلیف اوٹھا کر میلے کچیلے ہوکر وہان پہونچتے ہین اور اوسکے
نام پر وہان جانور ذبح کرتے ہین اور اپنی منتین ادا کرتے ہین اور پہر میل
کچیل دور کرکے نہا دہو کے صاف پاک کپڑے پہنکر اوس گھر کی زیارت کو جاتی
ہین اور اوسکا طواف کرتے ہین اور اپنی مالک کی تعظیم جو دل مین بہر رہی
وہان جاکر خوب نکالتے ہین کوئی چوکہٹ چوم رہا ہے کوئی دروازے کے سامنے
دعا کر رہا ہے کوئی غلاف پکڑے ملتجی بن رہا ہے کوئی اسکے پاس اعتکاف
کی نیت کر کر رات دن اللہ کی یاد مین مشغول ہی کوئی ادب سے کہڑا اسکے
دیکھنے ہی مین مصروف غرض اس قسم کے کام اللہ کی تعظیم کی کرتے ہین اور
اللہ اون سے راضی ہوتا ہی اور اونکو دین و دنیا کا فایدہ ملتا ہی سو اس
قسم کا کام اور کی تعظیم کے لیئے نکرنا چاہی اور کسیکے قبر یا چلے پر یا کسیکے تہان پر
دور دور سے قصد کرنا اور سفر کی رنج اور تکلف اوٹھا کر میلے کچیلے ہوکر وہان
پہونچنا وہان جاکر جانور چڑہانا اور منتین پوری کرنی اور کسیکے قبر یا مکان کا طواف
کرنا اوسکے گرد اور پیش کے جنگل کا ادب کرنا یعنے وہان شکار نکرنا اور درخت
نکاٹنا گہاس نہ اوکہاڑنا اور اس قسم کے کام کرنے اور اونسے کچہ دین اور دنیا
کے فایدے کی امید رکہنی یہ سب شرک کی باتین ہین انسے بچنا چاہیے کیونکہ یہ
معاملہ خالق ہی سے کیا چاہیے کسی مخلوق کی یہ شان نہین کہ اس سے یہ معاملہ
کیجیئے انتہے۔ اقول وباللہ التوفیق۔ یہ امر غیر مسلم ہے اسواسطے کہ خود
حضرت صلعم نے زیارت قبور کے واسطے حکم فرمایا جیسا کہ حدیث صحیح مین وارد ہے
نہیتکم عن زیارۃ القبور فزوروھا یعنے منع کیا تہا ہمنے تمکو زیارت قبور سے

قبر دار ہو لیس زیارت کرو تم اوسکی یہہ حدیث عام اور شامل ہی اون قبور
کو کہ بعید ہو یا قریب لیس اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ زیارت قبور مستحب ہے
نہ شرک اور رسول اللہ صلعم نے خود مدح اور تعریف بعض صحابیونکی فرمائی کہ جو حالت
حیات مین واسطے زیارت آنحضرت کی حاضر ہوئی اوسوقت اونہون نے توقف کیا اور
بعد غسل اور بدلنے پوشاک کے حضرت کی خدمت مین حاضر ہوئے اور جن لوگون
نے حضوری جناب اقدس مین توقف نکیا اور بدلے بیل تعجیل کے خدمت شریف مین
فائز ہوئے اونکی مدح نفرمایا تو نزدیک مولویصاحب کے یہ بہی شرک ہی اور حال طواف یہ ہے
کہ آپکی جد امجد حضرت شاہ ولی اللہ قدس سرہ نے اپنی کتاب انتباہ مین یہ لکہا ہے۔
بدانکہ ذکر سیر کشف قبور اول چون در مقبرہ در آید دوگانہ بروح آن بزرگوار ادا کند
اگر سورہ فتح یاد باشد در اول رکعت بخواند در دوم اخلاص والا ہر دو رکعت
سورہ اخلاص بخواند بعدہ قبلہ را پشت داوہ بنشیند و یکبار آیۃ الکرسی و بعض سورتہا کہ
وقت زیارت میخوانند چنانچہ سورہ ملک وغیر ذلک بخواند بعدہ قل گوید پس از فاتحہ
یازدہ بار سورہ اخلاص بخواند و ختم کند و تکبیر بگوید بعدہ ہفت کرت طواف کند و در ان
تکبیر بخواند و آغاز از راستہ کند بعدہ طرف پایان رخسارہ نہد و بیاید نزدیک روی
میت بنشیند بگوید یا رب بیست و یکبار بعدہ اول طرف آسمان بگوید یا روح و در دل
ضرب کند یا روح الروح تا دلیکہ انشراح یابد این ذکر بگوید انشاء اللہ تعالی کشف
قبور و کشف ارواح حاصل آید انتہی اور سوائے اسکے اور فتاوی مین بہی طواف قبور
کو جائز کہا اور فتاوی ابو البرکات مین بہی صاف مذکور ہے جسکو منظور ہو کہو لکہ
دیکہے اب تابعین مولویصاحب کی عرض کرین کہ حسب ایسا محدث کہ جسکے قول پر جاہیر علما کو اعتماد
ہو طواف کو باعث کشف قبور اور ارواح کا سمجہے تو اور امور کہ جسکو مولویصاحب نے شرک لکہا ہے

جیسے رجعت قہقری وقت رخصت کعبہ کے یا اور تعظیمات جسکو مولوی صاحب نے شرک کہا اگر یہ نسبت
اوسکا ملین کی ظہور مین آوے تو طواف سے بہر گونہ آمون اور ادنی ہی اوسکے ترک مین انکو کیا
عذر ہوگا الحق مصرع چون ندیدند حقیقت رہ افسانہ زدند اور حال وانذر وشت کا سابق گذرا
قولہ قال اللہ تعالے او فسقا اھل لغیر اللہ بہ اور فرمایا اللہ تعالے نے سورۂ انعام مین یا گناہ کی خبر
مشہور کی گئی ہو اللہ کے سوائے کسی اور کے کرکے یعنی جیسا سور اور لوہو اور مردار ناپاک و حرام ہے ویسا
جانور بھی ناپاک و حرام ہے کہ خود گناہ کی صورت بن گیا ہے کہ اللہ کے سوائے کسی اور کے نام کا ٹھہرا یا گیا اور وہ جانور
حرام و ناپاک نہیں ہے اس آیت مین کچھ ایسا تذکرہ نہیں کہ اوس جانور کے ذبح کرنیکے وقت کسی مخلوق کا
نام لیجے جب حرام ہو بلکہ اتنی ہی بات کا ذکر ہے کہ کسی مخلوق کی نام پر جہان کوئی جانور مشہور کیا گیا کہ یہ
گاے سید احمد کبیر کی ہے یا یہ بکرا شیخ سدو کا ہے وہ حرام ہو جاتا ہے پہر کوئی جانور ہو مرغی یا اونٹ
کسی مخلوق کے نام کا یا نبی کا یا پیر کا یا دادا کا بہوت کا یا پری کا وہ سب حرام ہے اور ناپاک
اور کرنیوالے پر شرک ثابت ہو جاتا ہے اقول و باللہ التوفیق یہ معنی جو مولوی صاحب نے لکھی سوائے
تفسیر نیشاپوری کے اور تفسیر حضرت شاہ عبد العزیز صاحب کی کہ اونہون نے بھی اتباع صاحب نیشاپوری
کی کیا اور کسی مفسر نے ایسا نہیں لکھا بلکہ سب خلاف اسکے ہین اور جب اکثر ایکطرف ہوئی اور ایک دو
شخص یکطرف تو اتباع اکثرین کی معمول بہ ہے اب سنیے کہ صاحب بغوی نے اس مقام مین پارۂ
سیقول کی پانچوین رکوع مین یہ لکھا ہے وما اھل بہ لغیر اللہ ای ما ذبح للاصنام والطواغیت
واصل الاھلال رفع الصوت وکانوا اذا ذبحوا یرفعون اصواتہم بذکرھا
فجری ذلک من امرھم حتی قیل لکل ذابح وان لم یجھر بالتسمیۃ مھلّ
ترجمہ یعنی وہ جانور کہ ذبح کیا جاوے واسطے بتونکے اور طواغیت کے اور اصل اہلال
کے بلند کرنا آواز کا ہے اور تھے عرب بت پرست کہ بلند کرتے تھے آواز اپنی کو ساتھ
نام بتون کے وقت ذبح کرنے کے پس جاری ہوئے امر اونکے سے یہ بات یہانتک

کہ حکم کیا گیا ہر ذابح کے واسطے مہمل ہے اگرچہ ذبح کیا جاوے ساتھ نام اللہ کے
اور پارہ لو اننا مین اس آیت کے معنی اهل لغیر الله به کی تفسیر
مین صاحب بغوی نے یہ لکھا ذهو ما ذبح علے غیر اسم الله
تعالےٰ یعنی وہ جانور ہے کہ ذبح کیا جاوے اوپر نام غیر اللہ تعالےٰ کے
کے اور تفسیر احمدی مین یہ لکھا ہے ومن ههنا علم ان البقرة
المنذورة للاولياء كما هو الرسم فی زماننا
حلال طيب لانه لم يذكر اسم غير الله عليها
وقت الذبح وان كانوا ينذرونها له ترجمہ اور اس
جگہ سے جانا گیا یہ کہ بیشک گائے نذر کی گئی واسطے اولیاء کے
جیسا کہ ہمارے زمانہ مین ہے حلال اور طیب ہے اسواسطے کہ نہین
ذکر کیا اوسپر نام غیر اللہ کا وقت ذبح کے اور اگرچہ ہون کہ نذر کیا
تہا اوسکو واسطے اولیاء کے اور قید رفع الصوت عند الذبح کے
تمام تفاسیر مین ہے پس جو تکبیر کہ بذیل اس آیۃ کے فائدہ لکہا سب
بیفائدہ ٹہہرا اور اطلاق شرک ان سب صورتون مین زیادت
کتاب اللہ اور کتاب الرسول پر ہے نعوذ بالله من شرور انفسنا
ومن سيئات اعمالنا ۔ قوله وقال الله تعالیٰ
یاصاحبی السجن اارباب متفرقون خیر ام الله الواحد
القهار ما تعبدون من دونه الا اسماء
سميتموها انتم وآباؤكم ما انزل الله بها من سلطان

ان الحکم الا للہ امر الا تعبدوا الا ایاہ ذلک
الدین القیم ولکن اکثر الناس لا یعلمون ترجمہ
یعنی کہا اللہ صاحب نے سورہ یوسف مین کہ حضرت یوسف نے قیدخانہ مین اور
قیدیوں سے کہا کہ اے رفیقون قیدخانہ کے کیا کئی مالک جدے جدے بہتر
ہین یا اللہ ایک زبردست الخ اقول وباللہ التوفیق تفسیر بغوی
مین لکہا ہے آلہۃ شتی وھذا من ذھب وھذا من
فضۃ وھذا من حدید وھذا اعلے وھذا اوسط
وھذا ادنے متباینون لا تضر ولا تنفع خیر ام اللہ
الواحد القہار ترجمہ + آلہا معبود پریشان اور
متفرق یہ سونے سے اور چاندی سے اور لوہے سے اور یہ بزرگ اور برتر اور یہ متوسط
اور یہ ادنے یہ سب جدے جدے ہین کہ نہین ضرر پہنچاتے ہین اور نہ نفع دیتے
ہین بہتر ہین یا اللہ اکیلا زبردست انتہے حاصل اسکا یہ ہے کہ کفار جدا گانہ بت
کوئی سونے سے کوئی چاندی سے کوئی لوہے سے کوئی سب سے بلند اور کوئی سب سے
متوسط اور کوئی سب سے نیچا بنا کر اپنا معبود سمجہکر پرستش کرتے تہے اب
تابعین مولویصاحب غور کرین کہ کون مسلمان سطرح کے اصنام بناکر اوسکی
پرستش کرتا اور اللہ کا دوسرا شریک ورسا بہی سمجہتا ہے یہنے تو عوام کو
بہی کسی جگہ پر ایسی حرکات ناشائستہ کرتے نہ دیکہا نہ سنا اور کوئی اونمین سے
باغواے شیطان وہان گیا ہو تو وہ نادر ہے والنادر کالمعدوم
ہے پہر ناحق مسلمانون کو ایسی نسبت کرنی مصداق سباب المسلم
فسوق وقتاله کفر کا ہوتا ہے اور معنی اس آیۃ کے یہ جو کہا کہ

نہین مانتے تم دوری اسکے مگر کتنے نامونکو کہ ٹھہرائین ہین تمنے اور تمہارے باپ
دادون نے نہین اوتاری اللہ نے اونکی کچھہ سند نہین حکم کسیکا سوائے اللہ کے
سو اوسنے تو یہی حکم کیا کہ کسیکو سوائے اسکی مت مانو یہی ہے دین مضبوط مگر اکثر
لوگ نہین جانتے یہہ سب افعال کفار بد شعار کے تہے اسمین اصلا مسلمان داخل
نہین کیونکہ ظاہر ہے کہ یہہ افعال مسلمین کے نہین اور مختار مصطفے اور مجتبی تو قرآن
سے ثابت ہے جیکا مختار رتو پسندیدہ اور چنیی لوگون کو کہتے ہین اور وہ سب نبین
اور صدیقین اور شہدا اور صالحین ہین کہ جنکی تعریف اللہ صاحب نے جا بجا فرمائی
اوران لوگون کا مختار ہونا انکے اسماء سے کہ محمد اور علی ہے خود ظاہر ہے کہ محمد سراہے
ہوئے کو کہتے ہین اور علی اوسکو کہتے ہین کہ جسکا رتبہ بلند ہو وہ دنیا اور آخرت مین
رفیع الدرجات ہین اور مولویصاحب اور تابعین نے قصیدہ مضریہ بہی نہین دیکھا
شعر یَا رَبِّ صَلِّ عَلَى الْمُخْتَارِ مِنْ مُضَرٍ ✣ وَالْاَنْبِيَاءِ وَجَمِيعِ
الرُّسُلِ مَا ذُكِرُوْا ✣ آب ذرا غور کیجئے کہ یہہ اسمار بے حقیقت محض نہین جیسے
کفار اپنے بتون کے نام محض بے حقیقت ٹہرا کر اوسکو پوجتے تہے یہان
کون مسلمان اونکو پوجتا ہے اور یہہ تو خیر الاسما ہین کہ جسکی طرف حضرت نے اپنے
کلام مین ارشاد فرمایا خَيْرُ الْاَسْمَاءِ مَا حُمِّدَ وَعُبِّدَ اسیواسطے نام آنحضرت کا احمد
ومحمود و محمد ٹہرا اور کوئی مسلمان انسے کچھہ نہین مانگتا سوائے اللہ کے اور زیادہ
وسیلہ سے کہ وہ حدیث مین وارد ہی نہین سمجھتا اور کوئی انکی تصویر سونے
اور چاندی اور لوہے سے بناکر نہین پوجتا انکی طرف ایسی نسبت کرنی محض
جہوٹ و افترا ہے اور آگے اسکے جو کچھہ لکھا اسی پر قیاس کرنا چاہئے واللہ اعلم
قوله اَخْرَجَ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوُدَ عَنْ مُعَاوِيَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلعم مَنْ سَرَّهٗ اَنْ

يَتَمَثَّلَ لَهُ الرِّجَالُ قِيَامًا فَلْيَتَبَوَّءْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ مشکوٰۃ کے باب القیام مین
لکھا ہے کہ ترمذی اور ابی داؤد نے ذکر کیا کہ نقل کیا معاویہ نے کہ رسول خدا
نے فرمایا کہ جس شخص کو خوش آوے کہ تصویر کیطرح کہڑے رہین لوگ اسکے روبرو
سو ٹہرالیوے اپنا ٹہکانا دوزخ الخ **اقول وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيق** اس
حدیث سے یہہ بات معلوم ہوئی کہ دوست رکہنا قیام آدمی کا بطریق تعظیم
وتکریم کی جیسا کہ مولوی صاحب نے فرمایا مکروہ وحرام ہے اور جو کہ اسوجہ پر نہو
مکروہ نہین ایسی ہی اشعۃ اللمعات اور دوسری شروح احادیث مشکوٰۃ مین
لکھا ہے اور ہونچی اس حدیث کے فائدہ لکہا وہ بہی موئد مطلوب ہمارے ہے
کیونکہ مطلق قیام تعظیمی ہو خواہ غیر تعظیمی جو مثل ہیئت نماز کی نہو وہ سب جایز ہے
اور اگر مثل ہیئت نماز کی ہو کہ یمین وشمال اوسمین التفات نکرے وہ البتہ مکروہ
وحرام ہے جیسا مولوی صاحب نے خود فائدہ مین فرمایا۔ **قوله** اَخْرَجَ مُسْلِمٌ عَنْ
عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صلعم يَقُولُ
لَا يَذْهَبُ اللَّيْلُ وَالنَّهَارُ حَتّٰى يُعْبَدَ اللَّاتُ وَالْعُزّٰى فَقُلْتُ
يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنْ كُنْتُ لَأَظُنُّ حِينَ أَنْزَلَ اللّٰهُ هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ
رَسُولَهُ بِالْهُدٰى وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِ
كُونَ أَنَّ ذٰلِكَ تَامًّا قَالَ إِنَّهُ سَيَكُونُ مِنْ ذٰلِكَ مَا شَاءَ
اللّٰهُ ثُمَّ يَبْعَثُ اللّٰهُ رِيحًا طَيِّبَةً فَتَوَفّٰى كُلَّ مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ
مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ مِنْ إِيمَانٍ فَيَبْقٰى مَنْ لَا خَيْرَ فِيهِ
فَيَرْجِعُونَ إِلٰى دِينِ آبَائِهِمْ مشکوٰۃ کے باب لاتقوم الساعۃ
مین لکھا ہے کہ مسلم نے ذکر کیا کہ بی بی عائشہ نے نقل کیا کہ سنا مین نے پیغمبر خدا سے

کہ فرماتے تھے کہ نہ تمام ہونگے رات اور دن یعنے قیامت نہ آویگی یہانتک کہ پوجینگے
لات وعزے کو کہا مین نے اے پیغمبر خدا بیشک مین جانتی تھی جب اوتاری
اللہ نے یہہ آیت هُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ اِلٰی اٰخِرِہٖ کہ بت پرستی
تمام ہونیوالی ہے فرمایا بیشک ہوگا اسیطرح جبتک چاہیگا اللہ پہر بہیجیگا اللہ
ایک باد اچہی سو جان نکال لیگی جسکے دلمین ہوگا ایک رائی کا دانہ بہر ایمان اور
رہ جاوینگے وہی لوگ کہ جنمین کچہہ بہلائی نہین سو پہر جاوینگے اپنے باپ دادون کے
دین پر اَقُوْلُ وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق یہہ حدیث اور اسکا ترجمہ جو کچہہ
اس مقام مین مولویصاحب نے فرمایا سب مفید مطلب فقیر ہے کیونکہ اس حدیث
سے یہہ بات ظاہر ہے کہ ظہور اتم ضلالت یعنے بت پرستی کا میری امت مین
مشرق سے مغرب تک بعد نزول عیسیٰ علی نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہوگا
اور موئد اوسکے حدیث آیندہ مسلم کے ہے اور ہمارا زمانہ عنایت الٰہی سے محفوظ
ہے اسواسطے کہ اس زمانہ مین نور ایمانی قلوب مومنین مین بہت باقی ہے چہ
جائے مقدار خردل اور رائی کے کہ یہہ تو اوسی زمانہ مین ہوگا سو اللہ اونکو بہی برکت
تصدیق قلبی اور اقرار لسانی گو کہ مقدار ایک رائی کے ہو نجات دیگا اونکی روح قبض کریگا
پس باقی رہ جاوینگے وہ لوگ کہ جنمین کچہہ بہی نیکی اور ایمان نہین ہے پہر مرتد
ہو جاوینگے اور رجوع کرینگے طرف دین باپ دادون کے یعنے بحکمت الٰہی آخر
زمان مین کفر اور بت پرستی ہوگی تا قیامت کہ محل ظہور قہر وجلال حق ہے اور وہ
قیامت بدونہ قائم ہوگی نہ نیکونپر اور جو کچہہ کہ تحت اس حدیث کے فائدہ
مولویصاحب نے لکہا اصلا اس حدیث سے ماخوذ نہین ہوتا ہے اور اصلا
اوسکو اصل حدیث سے مناسبت نہین بلکہ اس حدیث سے یہہ بات

ہوئی کہ ایمان عبارت فقط اقرار سے نہین کہ وہ اصل مذہب فرقہ کرامیہ ہے
اور وہ باطل ہے جیسا کہ سابق گذرا اور اسیوجہ سے نور ایمانی کہ جو دلمین مومن کے
ہے اقرار لسانی اوسکی تائید کرتا ہے اصلا ساتھہ شرک کے جمع نہین ہوتا پس
ایسے خیالات اور شکوک اور اوہام باطلہ اس حدیث سے هَبَاءً مَّنْثُوْرًا
یعنے مثل غبار کے اوڑگئے اور سب فائدہ اصل سے ساقط ہوا واللہ اعلم قوله
اَخْرَجَ مُسْلِمٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم
الدَّجَّالُ فَيَمْكُثُ اَرْبَعِيْنَ فَيَبْعَثُ اللّٰهُ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ فَيَطْلُبُهُ
فَيُهْلِكُهُ ثُمَّ يُرْسِلُ اللّٰهُ رِيْحًا بَارِدَةً مِنْ قِبَلِ الشَّامِ فَلَا يَبْقٰى عَلٰى
وَجْهِ الْاَرْضِ اَحَدٌ فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِنْ اِيْمَانٍ اِلَّا قَبَضَتْهُ
فَيَبْقٰى شِرَارُ النَّاسِ فِيْ خِفَّةِ الطَّيْرِ وَاَحْلَامِ السِّبَاعِ لَا يَعْرِفُوْنَ
مَعْرُوْفًا وَلَا يُنْكِرُوْنَ مُنْكَرًا فَيَتَمَثَّلُ لَهُمُ الشَّيْطَانُ فَيَقُوْلُ اَلَا
تَسْتَجِيْبُوْنَ فَيَقُوْلُوْنَ فَمَا تَأْمُرُنَا فَيَأْمُرُهُمْ بِعِبَادَةِ
الْاَوْثَانِ وَهُمْ فِيْ ذٰلِكَ دَارٌّ رِزْقُهُمْ حَسَنٌ عَيْشُهُمْ مشکوۃ کے باب لا تقوم الساعۃ میں نقل ہاہی کہ
مسلم نے ذکر کیا کہ عبد اللہ ابن عمر نے نقل کیا کہ فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے نکلیگا دجال اور رہیگا چالیس برس تک پہر بھیجیگا
عیسے ابن مریم علیہما السلام کو سو وہ ڈہونڈے گا اوس کو اور ہلاک کرے
گا اوس کو پہر بہیجے گا اللہ ایک باد ٹہنڈی شام کیطرف سے اور باقی نرہیگا
زمین پر کوئی کہ اسکے دلمین ذرہ بہی ایمان ہو مگر مار ڈالے اوسکو سو باقی رہ
جاوینگے برے لوگ سبکے مین جیسے پہکیرو اور وہم جائے مین پہاڑکہانیوالے
جانور کی طرح یعنے بدچالی اور بدکاری مین ایسے ہلکی کہ جیسے جانور اور ظالم وخونریزی
مین ایسے مضبوط اور پکے جیسے چارپائی درندہ نہ اچہے سمجہینگے اچہی بات کو

تھے برے سمجھین گے بُری بات کو پس صورت پکڑ اویگا ان پاس شیطان اور کہیگا
تمکو کچھ بھی شرم نہین ایسے کامون سے سو ہین گے تو کیا بتاتا ہے ہمکو سو بتایا یہ
شیطان بتاویگا اونکو پوجا تہا نو نکا اور اسمین چلی آویگی روزی اچھی طرح گذری
زندگی **اقول وباللہ التوفیق** + یہہ حدیث ہمارے موافق ہے کہ ظہور ایسے
شرک کا بعد نزول عیسیٰ علیہ السلام کے ہوگا اور یہ زمانہ ابھی تک بفضلہ محفوظ ہے
قولہ اخرج الشیخان عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلعم لا تقوم الساعۃ
حتی تضطرب الیات نساء دوس حول ذی الخلصۃ مشکوۃ کے باب لا تقوم الساعۃ مین لکھا ہے کہ بخاری
اور مسلم نے ذکر کیا کہ نقل کیا ابوہریرہ نے کہ پیغمبر خدا نے فرمایا کہ نہین آویگی قیامت یہان
تک کہ ہلین گے سرین دوس کی عورتون کے گرد ذی الخلصہ کی فائدہ دوس
نام ہے عرب کے ایک قوم کا اونمین ایک بت تھا جسکا نام ذی الخلصہ وہ پیغمبر
خدا کے وقت برباد ہوگیا تھا مگر قیامت کے نزدیک اسکو لوگ پھر ماننے لگینگے
اور عورتین اوسکے گرد طواف کرینگی سرین ہلتے ہوئے اس حدیث سے معلوم
ہوا کہ اللہ کے گھر کے سوا اور کسیکا طواف کرنا شرک کی بات ہے اور
کافرون کی رسم یہہ ہرگز نکیا چاہیئے **اقول وباللہ التوفیق** مولویصاحب نے
جو تحت فائدہ افادہ فرمایا وہ ہرگز حاصل حدیث شریف نہین ہے اسلئے کوئی عبارت
اس حدیث کی اس امر پر دلالت نہین کرتی کہ سوائے اللہ کے گھر کی اور کسیکا
طواف کرنا شرک ہے بلکہ اس حدیث سے صرف اسقدر ثابت ہوتا ہے کہ
قریب قیامت کے بت پرستی پھر شائع ہوجاویگی جیسا کہ زمانہ جاہلیت مین
تھی اور طواف سوا کعبہ کے دوسری چیز کا ہرگز شرک نہین اسلئے کہ خود حضرت
صلعم نے طواف سید حمزہ کا فرمایا جیسا کہ مشکوۃ کے باب المعجزات مین جابر رضی اللہ

عنہ سے روایت ہے عن جابر قال توفی ابی وعلیہ دین فعرضت علی غرمائہ ان یاخذوا التمر بما علیہ فابوا فاتیت النبی صلعم فقلت قد علمت ان والدی استشہد یوم احد وترک دینا کثیرا وانی احب ان یراک الغرماء فقال لی اذہب فبیدر کل تمر علی ناحیہ ففعلت ثم دعوتہ فلما نظروا الیہ کانہم اغروا بی تلک الساعۃ فلما رای ما یصنعون طاف حول اعظمہا بیدرا ثلث مرات ثم جلس علیہ ثم قال ادع لی اصحابک فما زال یکیل لہم حتی ادی اللہ عن والدی امانتہ وانا ارضی ان یودی اللہ امانۃ والدی ولا ارجع الی اخواتی بتمرۃ فسلم اللہ البیادر کلہا حتی انی انظر الی البیدر الذی کان علیہ النبی صلعم کانہا لم ینقص تمرۃ واحدۃ رواہ البخاری ترجمہ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرمایا میرے باپ نے وفات کیا اور وہ مقروض تھے قرضخواہوں سے میں نے کہا کہ بمقابلہ قرض کے خرمالیں پس انھوں نے قبول نکیا میں نے حضرت صلعم کیخدمت میں حاضر ہوکر عرض کیا کہ آپکو معلوم ہے کہ میرے والد احد میں شہید ہوئے اور اونپر بہت قرض تھا اور میں چاہتا ہوں کہ آپکو قرضخواہ میرے یہاں دیکھیں پس فرمایا مجھکو کہ جاؤ اور سب قسم کی چھہاروں کے ڈھیر لگاؤ پس ایسی میں نے کیا بعد اوسکے حضرت صلعم کو بلایا پس جب دیکھا قرضخواہوں نے حضرت صلعم کو لپٹے وہ لوگ مجھے مطالبہ کرنے میں پس جب آنحضرت نے اس حال کو دیکھا طواف کیا گرد بڑے ڈھیر خرما کے تین مرتبہ بعد اوسکے بیٹھے اور فرمایا بلاؤ اپنے صاحبوں کو میری پاس پس ناپنا شروع کیا واسطے قرضخواہوں کے چھہاروں کو یہانتک ادا کیا سبحانہ تعالی نے میرے باپ کے قرض کو اور میں راضی اسپر تھا کہ اللہ تعالی میرے قرض ادا کرے اور نہ پھیر لیجاؤں اپنی بہنوں کے پاس ایک

چھپا رہی پس باقی رکھا اللہ نے سب ڈھیرون کو جہان تک کہ مین دیکھتا تھا اور
ڈھیر کو جسپر حضرت صلعم بیٹھے تھے گویا کہ نہین کم ہوا ایک چھوہارا بھی پس یہہ حدیث
صاف دال ہے کہ طواف مخصوصات کعبہ سے نہین اگر کہا جائے کہ یہہ طواف
طواف عبادت نہین اور طواف کعبہ کا طواف عبادت ہے اور پہلا غیر کے
واسطے جائز اور دوسرا سواے کعبہ کے جائز نہین کہونگا کہ علی ہذا القیاس طواف
عورات دوس کا ذی الخلصہ کو طواف عبادت ہے اسلیئے ممنوع ہے
اور یہہ طواف جو مسلمان کرتے ہین وہ طواف عبادت نہین پس کیونکر اوسکی
کرنے سے شرک ثابت ہوگا - **قولہ پانچوین فصل** اشراک
فی العبادت کی برائی کے بیانمین یعنے اس فصل مین اون آیتون اور حدیثون کا
ذکر ہے جنسے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ آدمی اپنے دنیا کے کامون مین
جیسا معاملہ اللہ سے رکھتا ہے کہ اوسکی تعظیم طرح طرح سے کرتا ہے ویسا
معاملہ اور کسی سے نکرے قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی اِنْ يَّدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِلَّآ
اِنٰثًا وَاِنْ يَّدْعُوْنَ اِلَّا شَيْطٰنًا مَّرِيْدًا لَّعَنَهُ اللّٰهُ وَقَالَ لَاَتَّخِذَنَّ
مِنْ عِبَادِكَ نَصِيْبًا مَّفْرُوْضًا وَّلَاُضِلَّنَّهُمْ وَلَاُمَنِّيَنَّهُمْ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ
فَلَيُبَتِّكُنَّ اٰذَانَ الْاَنْعَامِ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ وَمَنْ
يَّتَّخِذِ الشَّيْطٰنَ وَلِيًّا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَقَدْ خَسِرَ خُسْرَانًا مُّبِيْنًا
يَعِدُهُمْ وَيُمَنِّيْهِمْ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ اِلَّا
غُرُوْرًا اُولٰٓئِكَ مَاْوٰهُمْ جَهَنَّمُ وَلَا يَجِدُوْنَ عَنْهَا
مَحِيْصًا فرمایا اللہ صاحب نے سورۂ نساء مین کہ نہین پکارتے ہین لوگ وری
اللہ سے مگر عورتون کو اور نہین پکارتے ہین مگر شیطان سرکش کو کہ لعنت

ہی ہوسکو اللہ نے اور اوسنے کہا بیشک لگا لونگا مین تیرے بندون مین
سے ایک حصہ اور بیشک گمراہ کردونگا انکو اور خیالات مین ڈالونگا اونکو اور سکہاونگا
کہ کاٹینگے جانورون کے کان اور بیشک مین سکہاونگا اونکو کہ بدل ڈالینگے
صورت اللہ کی بنائی ہوئی اور جسنے ٹہرایا شیطان کو حمایتی اللہ کو چہوڑکر سو
بیشک صریح ٹوٹے مین پڑا کہ وعدہ دیتا ہے اونکو اور خیالات مین ڈالتا
ہے اونکو اور جو وعدہ دیتا ہے اونکو شیطان سو محض دغا ہے ایسونکو ٹہکانا
ٹہکانا دوزخ ہے اور نپاوینگے اسی چہٹکار - فائدہ یعنے اللہ کے سوائے
جو اور لوگونکو پکارتے ہین سو اپنے خیال مین صورتون کا تصور باندہتے
ہین پہر کوئی حضرت بی بی نام ٹہرالیتا ہے اور کوئی بی بی آسیا کوئی
اناولی کوئی لال پری کوئی سیاہ پری کوئی سیتلا اور مسانی کوئی
کالی اور بہوانی غرضکہ ایسے ہی خیالات باندہتے ہین اور وہان حقیقت
مین نہ کوئی عورت ہے نہ کوئی مرد یہہ محض اپنا خیال ہے اور شیطان کا
وسوسہ اور یہ جو کبہی خواب مین ڈراتا ہے یا اپنی منت کی چیز قبول کرواتا ہے
اور کبہی سر پر چڑہکر بولتا ہے اور کبہی کوئی کرشمہ دکہاتا ہے سو وہ شیطان
ہے سب انکے نام کی نذر و نیاز مین اسکو پہونچتی ہین - **اقول** و
باللہ التوفیق تفسیر بغوی مین لکہا ہے کہ یہ آیت نازل ہوئی مکے والونکی
حق مین اور مراد اِنْ یَدْعُوْنَ سے یَعْبُدُوْنَ ہے بقولہ تعالے فقال رَبُّکُمُ
اُدْعُوْنِیْ اے اُعْبُدُوْنِیْ بدلیل قولہ تعالے اِنَّ الَّذِیْنَ یَسْتَکْبِرُوْنَ
عَنْ عِبَادَتِیْ قولہ مِنْ دُوْنِہٖ اے مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ اِلَّا
اِنَاثًا اِنَّہَا اَدْ یَا لُہُ کَانَتْ اَلَاوْثَانَ بِہٖ تَسْمٰہُمْ کَانُوْا

يسمونها باسم الاناث فيقولون اللات والعزى ومنات وكانوا يقولون لصنم كل قبيلة انثى بنى فلان وكان فى كل واحدة منهن شيطان يتراءى للسدنة والكهنة ويكلمهم فلذلك قال وان يدعون الا شيطانا مريدا هذا قول اكثر المفسرين يدل على صحة التاويل ان المراد بالاناث الاوثان قراءة ابن عباس يدعون من دونه الا اثنا فيصير الواو همزة

ترجمہ یعنے نہین عبادت کرتے مگر بتون کو پسند قول اللہ تعالے کے کہ فرمایا تمہارے رب نے عبادت کرو میری بدلیل قول اللہ تعالے کے کہ بیشک وہ لوگ کہ سرکشی کرتے ہین عبادت میری سے اور فرمانا اللہ تعالے کا من دونہ اے سوائے اللہ کے مگر عورتون کو اور مراد ساتھہ اناث کے اوثان ہین اسیواسطے کہ تھی عرب کہ نام رکھتے تھے اونکا ساتھہ نام اناث کے پہرتی تھی لات وعزی ومنات اور تھی کہ کہتی تہی واسطے بت ہر قبیلہ کے انثی بنی فلان پس تھا کہ در آیا تھا بیچ ہر واحد کی اونہین بتون سے شیطان دم بریدہ واسطے خادین ور کاہنون کے اور تکلم کرلے اوسی شیطان کے اون سے اسیواسطے فرمایا اللہ صاحب نے کہ نہین عبادت کرتے مگر شیطان سرکش کی یہہ قول اکثر مفسرین کا ہے کہ دلالت کرتا ہے اوپر صحت و تاویل اس بات کے کہ مراد اناث سے اوثان ہین اور قرأۃ ابن عباسؓ کے بجائے اناث اوثان ہے پس ہوگیا واو ہمزہ یعنے نہین عبادت کرتے وہ سب سوائے اللہ کی مگر بت کے تئین غرضکہ تفسیر اکثر مفسرین ونیز تفسیر

ابن عباسؓ سے یہہ بات ثابت ہوئی کہ مُراد اُناث سے اس مقام مین لات وعزیٰ ومنات وغیر ذالک من الاوثان ہین کہ ہر واحدان بتون مین شیطان داخل ہوکرکے اونکے خادمین اوکاہنین کے ساتھہ تکلم کرتا تہا اور انکے عابدین کوراہ راست سے بہٹکاتا تہا اور اناث سے حضرت بی بی وحضرت آسیا مُراد لینا خلاف آیۃ قرآنی اور تحریف معنوی ہے اور یہہ سب خیالات اور ظنون اور شکوک مولوی صاحب کے ہین اور ایسے خیالات آخرکار منجر بکفر ہوجاتے ہین اس واسطے کہ دین مین یہ بات ثابت ہے کہ سلطان ظل اللہ ہے اور اکرام اوسکا اکرام اللہ ہے اور اہانت اوسکی اہانت اللہ ہے اور حضرت بی بی اور حضرت آسیا منتخبات اور معظمات دین سے ہین اور اکرام انکا موجب اکرام خدا ہے اور اہانت انکی اہانت خدا ہے اور جب اونکو بتون مین داخل کیا تو بموجب آیۃ کریمہ کے شیطان انمین بہی حلول کریگا اور شیطان نجس اور یہہ بیبیان بموجب آیت قرآنی کے طاہر اور مطہر ہین تو یہہ سب مورد حلول شیطانی ہوکر نجس ہونگے نعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا اور ذکر کرنا ان دونو بیبیونکا ساتہہ بتون کے اور مسانی اور غیرہ ذالک کے صاف دال ہے اس امر پر کہ یہہ بیبیان بہی ایسی ہی ہین گو نفس الامر مین نہون مگر اس خیالات فاسدہ سے البتہ وہنو انکا اونمین ثابت ہوتا ہے اور مومنین کے خیال مین اصلا یہہ باتین نہین مین ہے کیونکہ صورت انسان صورت معبودہ نہین کہ اوسکی کوئی عبادت کرے۔

قولہ وہ اپنے خیال مین تو عورتون کو پوجتے ہین اور حقیقت مین شیطان کے

لیتا ہے اور انکو اسے کچھ فائدہ نہین اور نہ دین کا و نہ دنیا کا **اقول وباللہ التوفیق** فائدہ اسکا اس آیہ کریمہ **هَلْ جَزَاءُ الْإِحْسَانِ إِلَّا الْإِحْسَانُ** سے ظاہر و ہویدا ہے کیونکہ جو کوئی جسکی ساتھہ نیکی و احسان کرے گا خواہ وہ زندہ ہو یا مردہ وہ اوسکے عوض مین انکے ساتھہ مین احسان کرے گا چنانچہ یہہ معنی آپ کے چچا صاحب کے قول سے ہی ہویدا ہے۔ **وَدُونَهُ خَرْطُ الْقَتَادِ** اور جواب باقی فائدہ کا یہہ ہے کہ یہہ سب افعال مشرکین کے ہین کہ اوسکو عمل مین لاتے ہین اور جو وعیدات لکنکے حقین اللہ صاحب نے فرمایا ہے حق اور بجا ہے ہان اگر کوئی مسلمان کسی کی چوٹی رکھے یا چار ابرو صفائی کرے تو انکے اوپر اطلاق فسق اور خسارہ شرعی کا کیا جاوسے گا نہ یہہ کہ کافر اور مشرک ہین **قولہ** آخر فائدہ ان باتو نکا ہے کہ آدمی اللہ سے پھر جاتا ہے اور شرک مین گرفتار ہو جاتا ہے **اقول وباللہ التوفیق** جواب اسکا جو فقیر نے سابق دیا وہی قول مولوی صاحب سے بھی ظاہر اور آشکار ہے کہ بالفعل کوئی مسلمان کرنیوالا ان افعال کا مشرک نہین لیکن آیندہ اسکو اگر حلال جانیگا اور مستحق عبادت کا انکو سمجھیگا تو البتہ مشرک ہو جاویگا **قولہ قال اللہ تعالی هُوَ الَّذِي خَلَقَكُم مِّن نَّفْسٍ وَاحِدَةٍ وَجَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا لِيَسْكُنَ إِلَيْهَا** اور کہا اللہ تعالی نے سورہ اعراف مین کہ اللہ وہ شخص ہے کہ جسنے پیدا کیا تمکو ایک سے اور بنایا اس سے جوڑا اسکا چین پاوی اس سے آہ۔ **اقول وباللہ التوفیق** جواب اسکا اوائل رسالہ مین بشرح و بسط تمام بدلائل شرعیہ دیا گیا جسکو اصول قران مین دخل تمام ہے اور عقل سلیم رکھتا ہے بمجرد دیکھنے کے قبول کریگا

ہدایت اور ضلالت اللہ کے ہاتھہ مین ہے جسکو چاہے ہدایت دے اور
جسکو چاہے گمراہ کرے **شعر** اگر نیاید بگوش رغبت کس + بر رسولان
بلاغ باشد و بس + **قوله قال اللہ تعالے وجعلوا للہ
مما ذرا من الحرث والانعام نصیبا فقالوا ھذا
للہ بزعمھم وھذا لشرکائنا فما کان لشرکائھم
فلا یصل الی اللہ وما کان للہ فھو یصل الی شرکائھم ساء ما یحکمون**
اور کہا اللہ صاحب نے سورۂ انعام مین کہ لوگ ٹہراتے ہین اللہ کا اوس چیز
مین سے کہ اسنے وہ پیدا کیا ہے کہیتے اور مواشی ایک حصہ پہر کہتے ہین
یہہ حصہ اللہ کا اپنے خیال پر اور یہہ ہمارے شریکو نکا وہ لنجاوے اللہ
کی طرف بہت برا حکم کرتے ہین **فائدہ** یعنے سب کہیتے اور مواشی اللہ
ہی نے پیدا کی ہے اور کسی نے نہین کی پہر انمین سے جیسے انکی نیاز
نکالتے ہین بلکہ اور ونکی نیاز کی جتنی احتیاط اور ادب کرتے ہین اللہ کی نیاز
کے رتنے نہین کرتے **اقول وباللہ التوفیق** حال نیاز اور فاتحہ
کا سابق معلوم ہو چکا کہ وہ سب جائز ہے اور یہہ سب افعال مشرکین
کے ہین کہ سوائے اللہ کے اصنام کو اوسکا شریک ٹہرایا تھا کہ جسکو
اللہ صاحب نے فرمایا اور مسلمان ایسا نہین کرتے کہ لئے نزدیک کوئی
اوسکا شریک نہین کیونکہ کلمہ توحید کا اوسکو اپنا ورد رکہتے ہین اوس سے
بیخ شرک بتمامہ منقطع ہوگی **ف** نہین ممکن کہ خطرہ غیر کا دلمین کبھی آوے
کسیکی یاد مین سب کچہہ ملانا اسکو کہتے ہین ۔ بلکہ نذر انکی سب اللہ کے
واسطے ہے مگر ثواب اسکا بموجب **ھل جزاء الاحسان الا الاحسان**

کی سب بزرگون کو بخشتے ہین کیونکہ ثواب اعمال مالیہ اور بدنیہ کا نزدیک حنفیہ کے بلاشبہہ اموات کو پہونچتا ہے چنانچہ یہہ اہل علم پر پوشیدہ نہین قولہ قال اللہ تعالی وَقَالُوا هٰذِهٖ اَنْعَامٌ وَّحَرْثٌ حِجْرٌ لَّا يَطْعَمُهَا اِلَّا مَنْ نَّشَاۗءُ بِزَعْمِهِمْ وَاَنْعَامٌ حُرِّمَتْ ظُهُوْرُهَا وَاَنْعَامٌ لَّا يَذْكُرُوْنَ اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا افْتِرَاۗءً عَلَيْهِ سَيَجْزِيْهِمْ بِمَا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ اور کہا اللہ صاحب نے سورہ انعام مین اور کہتے ہین یہہ مواشی اور کھیتی اچھوتی ہے نکھاوے اسکو مگر وہی کہ چاہین ہم اسکو محض اپنے خیال سے اور بعضے مواشی ہے کہ منع ہے سواری اسکی اور بعضے ہی کہ مذکور نہین کرتے اسپر اللہ کا نام یہہ سب جہوٹ باندہے ہے اللہ کے نام پر سو وہ سزا دیگا انکو جہوٹہہ باندہنے کی بدلے اقول وباللہ التوفیق جواب اسکا اور اس فائدہ کا جو ذیل اس آیۂ کریمہ کے لکھا سابق ہو چکا فتذکر قولہ قال اللہ تعالی مَا جَعَلَ اللّٰهُ مِنْ بَحِيْرَةٍ وَّلَا سَاۗىِٕبَةٍ وَّلَا وَصِيْلَةٍ وَّلَا حَامٍ وَّلٰكِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَاَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ اور کہا اللہ تعالے نے سورہ مائدہ مین نہین ٹہرائی اللہ نے کوئی بحیرہ اور نہ کوئی سائبہ اور نہ وصیلہ اور نہ حام لیکن کافر باندہتے ہین اللہ پر جہوٹہہ اور اکثر وے سمجھہ نہین رکہتے فائدہ یعنے جو جانور کسی کے نام کا کرتے تھے اسکا کان پہاڑ دیتے تھے اوسے بحیرہ کہتے تھے اور جو سانڈ کرتے تھے اسکو سائبہ کہتے تھے اور جو کسیکی منت مانتے تھے کہ فلانے جانور کا اگر بچہ نر ہوئے تو ہم اسکی نیاز کر دینگے پہر اگر بچا

نر و مادہ ہوتا تو دونوں کو نیاز نہ چڑھاتے کہ مادہ کے ساتھ وہ بھی نیاز نہ ٹھہرا
اور اس مادہ کو وصیلہ کہتے اور جس جانور کی پشت سے دس بچے ہوئے اور سب
لادنا اور چڑھنا موقوف کرتے اسکو حام کہتے سو اللہ نے فرمایا کہ یہہ باتین اللہ
نے نہین ٹھہرائین اپنی بیوقوفی سے ایسی رسمین باندھ لین ہین اس آیتہ سے معلوم
ہوا کہ کوئی جانور کسی کے نام کا ٹھہرا رکھنا اور کچھہ اسکا نشان اسپر لگا دینا اور
یہہ کہنا کہ فلانی کی نیاز گائے بکری ہوتی ہے اور فلانے کی نیاز مرغ یہہ
سب بیوقوفی کی رسمین ہین اپنی طرف سے اللہ کے حکم کے خلاف مسلمانون
کو یون ہرگز نکیا چاہیے اقول وباللہ التوفیق تحقیق اسکی یہہ ہے بیان
آیتہ کریمہ ما اہل لغیر اللہ کی بخوبی ظہور مین آئے سو حاجت تکرار کی
نہین کیونکہ نزدیک مومنین کے نہ کوئی بحیرہ ہے اور نہ کوئی سائبہ اور نہ وصیلہ
ونہ حام اور یہہ سب افعال کفار کے تھے اور مومنین جو جانور ذبح کرتے
ہین بنام اللہ کرتے ہین اور وہ سب داخل تحت اس آیۂ کریمہ کے ہین
فکلوا مما ذکر اسم اللہ علیہ ولا تاکلوا مما لم
یذکر اسم اللہ علیہ پس قیاس جانور مومنین کا جانوران کفار پر
کرنا اور حکم ایک کا دوسرے پر جاری کرنا قیاس مع الفارق ہے اور محض کسی
نام سے حلت اور حرمت جانور کی نہین ہو سکتی فتفکر قوله قال اللہ تعالی
ولا تقولوا لما تصف السنتکم الکذب ہذا حلال وہذا
حرام لتفتروا علی اللہ الکذب ان الذین یفترون علی اللہ
الکذب لا یفلحون اور کہا شاہ صاحب نے سورہ نحل مین کہ مت کہو ایسی جھوٹ
باتین کہ بیان کرتے ہین تمہاری زبانین کہ یہہ کیا چاہیے اور یہہ نکیا چاہیے

نہ باندہو اللہ پر جہوٹہہ بیشک جو لوگ باندہتے ہین اللہ پر جہوٹہہ وے مراد کو نہین پہونچتے **فائدہ** یعنے جہوٹہہ جہوٹہہ نہ ٹہراؤ کہ فلانا کلام کیجیے کیونکہ کسی کام کو روا کرنا یا نا روا کرنا اللہ ہی کی شان ہے سو اسمین اللہ پر جہوٹہہ باندہنا ٹہرا اور یہہ خیال کرنا کہ فلانی کام کو کیجیے تو مراد ملتی ہے اور نہین تو کچہہ نقصان ہوجاتا ہے سو یہہ محض غلط ہے اللہ پر جہوٹہہ باندہنے سے یا اپنی وہم و خیال پر دوڑنے سے کبہی مراد نہین ملتی اس آیتہ سے معلوم ہوا کہ جو لوگ کہتے ہین کہ عشرہ محرم مین پان نکہاوے لال کپڑا پہنے حضرت بی بی کی صحنک مرد نکہاوین اور جب اونکی نیاز کیجیے تو وہی خشکی پر کیجیے اور اسمین بالضرور فلانی فلانی ترکاریان بہی ہون اور مسی اور مہندی بہی ہو اور لونڈی نکہاوے اور جس عورت نے دوسرا خاوند کیا ہو وہ نکہاوے اور جو نیچ قوم مین ہو یا بدکارہ بہی نکہاوے اور شاہ عبدالحق کا توشہ حلوا ہی ہوتا ہے اور اوسکو اس احتیاط سے بنائین اور حقہ پینے والیکو نہ دیجیے اور شاہ مدار کی نیاز مالیدہ ہے چڑہتا ہے اور بوعلی قلندر کی نیاز سہ منی اور اصحاب کہف کی نیاز گوشت و روٹی موت کی بعد چہہ مہینہ تک شادی نہ کیجیے اور نہ شادی مین بیٹہے اور آچار ڈالے اور فلانے لونگ لال کپڑا نہ پہنے اور لال سوتی نہ پہنے سو یہہ جہوٹے ہین اور شرک مین گرفتار اللہ کی حکومت کی شان مین اپنا دخل و تصرف جتاتے ہین اور ایک شرع جدی ہی اپنی طرف قائم کیے ہین **اقول و باللہ التوفیق** یہہ سب افعال مشرکین مکہ کے تہے کہ واسطے جہوٹہہ باندہنے کے اللہ پر ایسے افعال کرتے تہے کبہی جانور کو حلال اور کسی جانور کو حرام ٹہراتے اور مومنین تو اصول دین مین سب متفق ہین مگر اور فروعات مین مختلف ہوکر صراط مستقیم سے کوئی داہنے بہٹکا اور کوئی بائین

اور تشبیہات شیطانیہ ایسے ایسے کام بمشابہت کفار انہین لوگون سے صادر
ہوتے ہین اور محرم مین کہ ایام غم ہے سوہا نہ نہین پہنتے اور پان نہین کہاتے وغیر
ذالک من المزخرفات کیا کرتے ہین اور اہل سنت توایسے افعال سے کارہ ہین
اور یہہ بہی آخر کار بدولت ایمان بعد عذاب انشاء اللہ تعالے داخل جنت ہونگے
ولنعم ماقال ؎ جنگ ہفتاد و دو ملت ہمہ را عذر بنہ ؛ چون ندیدند حقیقت رہ
افسانہ زدند ؛ اور جواز فاتحہ کا آپ کے چچا صاحب کے اقوال سے خود ظاہر
وہویدا ہے کہ آپ کے چچا صاحب یعنے حضرت شاہ عبد العزیز صاحب قدس سرہ
العزیز بعض جوابون مین فرماتے ہین کہ طعامیکہ بر آن فاتحہ ایامین کنند تبرک میشود
ونیز شاہ صاحب نے بجواب اعتراضات مولوی عبد الحکیم پنجابی کے لکھا ہے
قولہ یعنے پنجابی عرس بزرگان خود بر خود مثل فرض دانسطہ سال بسال
بر مقبرہ اجتماع کردہ طعام وشیرینی در انجا تقسیم نمودہ مقابر را وثنا تعبد مے
کنند الخ جواب این طعن مبنی است بر جہل احوال مطعون علیہ زیرا کہ غیر از فرائض شرعیہ
مقررہ ہیچکس فرض نمیداند آرے زیارت و تبرک بقبور صالحین و امداد ایشان
بامداد ثواب و تلاوت قران و دعاء خیر و تقسیم طعام وشیرینی امر مستحسن وخوبست
باجتماع علماء وتعیین روز عرس برائے آنست کہ آن روز مذکر انتقال ایشان
میباشد از دار العمل بدار الثواب والا ہر روز کہ این امر واقع شود موجب فلاح
و نجات است و خلف را لازم است کہ سلف خود را باین نوع بر و احسان نماید
شاید چنانچہ در احادیث مذکور است کہ ولد الصالح یدعولہ ودر در منثور
سیوطی مرقوم است اخرج ابن المنذر وابن مردویہ عن
انس ان رسول اللہ صلعم کان یاتی احد اکل عام فاذا لقو

الشعب سلم علی قبور الشهداء فقال سلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار واخرج ابن جریر عن محمد ابن ابراهیم قال کان النبی صلعم یاتی قبور الشهداء علی راس کل حول فیقول سلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار وابوبکر وعمر وعثمان هکذا یفعلون انتہی وفی التفسیر الکبیر عن رسول اللہ صلعم کان یاتی قبور الشہداء راس کل حول فیقول السلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار والخلفاء الاربعۃ ھکذا یفعلون انتہی ترجمہ اخراج کیا ابن منذر اور ابن مردویہ نے انس سے کہ بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آتے تھے کوہ اُحُد کو ہر سال پس جب ملتی تھیں آنحضرت کو گھاٹیان سلام کرتی تھی آنحضرت قبور شہدا پر پس فرمایا سلامتی ہو چیو تمپر اوس چیز کی کہ صبر کیا تم لوگون نے پس کیا اچھا ہی گھر آخرت کا اور اخراج کیا ابن جریر نے محمد ابن ابراہیم سے تھے نبی صلعم آتے تھے قبور شہدا پر شروع ہر سال میں پس فرماتے تھے کہ سلامتی ہو جیو تمپر بسبب اوس چیز کے کہ صبر کیا تم لوگون نے پس کیا اچھا ہے گھر آخرت کا اور حضرات ابوبکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم اسیطور پر کرتے تھے اور تفسیر کبیر مین لکھا ہی تھے رسول اللہ صلعم کہ آتے تھے قبور شہدا پر شروع ہر سال مین پس فرماتے تھے کہ سلامتی ہو جیو تمپر بسبب اوس چیز کے کہ صبر کیا تم لوگون نے پس کیا اچھا ہے گھر آخرت کا اور خلفاء اربعہ اسی طور پر کرتے تھے اور آپ کے دادا صاحب یعنے حضرت شاہ ولی اللہ صاحب اپنے باپ سے انفاس العارفین مین نقل کرتے ہین کہ در ایام وفات حضرت رسالت مآب صلعم چیزی فتوح نشد کہ بنا بر آنحضرت طعامی پختہ شود قدری نخود بریان

قند سیاہ نیاز کردم شبی در واقعہ دیدم کہ انواع طعام بحضور آنحضرت عرض میدارند و
در آنمیان نان نخود و قند سیاہ نیز معروض داشتند بنہایت ابتہاج و بشاشت
قبول میفرمودند و آنرا طلبیدند و چیزے ازان تناول کردند و باقی در اصحاب قسمت
کردند و نیز حضرت شاہ عبد العزیز صاحب قدس اللہ سرہ العزیز در تفسیر سورۂ انشقت
بعد آیۃ والقمر اذا اتسق ارقام فرمودہ اند اول حالتیکہ بمجرد جدا شدن روح از بدن
رو دادہ شد کسی انجلا از حیات سابقہ و الفت تعلق بدن و دیگر معروفان از ابنائے
جنس خود باقیست بود آن وقت گویا برزخ است درمیان زندگانی دنیا و استغراق
عالم قبر کہ چیزے ازین طرف و چیزے ازان طرف دارد و بعینہ بقائے وقت شفق است
ہنوز تصرفات مخلوقات را آمد و شد آنہا منقطع نگردیدہ و جان داران ہمہ بیدار و حساس
متحرک و در تقاضائے اعمال روز مشغول و این حالت حالت اکتناف و جزائے بعضے
از نیکیہائے و بدیہاست و مدد زندگان بمردگان درین حالت زود تر میرسد
و مردگان منتظر لحوق ازین طرف میباشند و چنان گمان میبرند کہ ہنوز زندہ ایم
لہذا در حدیث شریف در احوال قبر وارد است کہ مرد مسلمان در انجا میگوید دعونی
اصلے یعنی بگذارید مرا تا نماز بجا آرم و نیز وارد است کہ مردہ در انحالت مانند غریق است
انتظار فریاد رسی میبرد و صدقات و ادعیہ و فاتحہ درینوقت بسیار بکار او مے آید
و ازینجاست کہ طوائف بنی آدم تا یکسال علی الخصوص تا یکچلہ بعد موت درین نوع امداد
و کوشش تمام مے نمایند و روح مردہ در قرب موت در خواب عالم تمثل ملاقات
بزندگان میکند و ما فی الضمیر خود را اظہار مے نماید انتہی ہر چند دلائل و شواہد جواز فاتحہ
کی بہت سی ہین لیکن فقیر نے اسیجا اختصار کیا جسکو شوق ہو تو فقیر کے رسالہ
کو کہ مسمی بہ نذیر بشیر ہے دیکھیے انشاء اللہ تعالے تشفی خاطر ہوگی فائدہ

اس بیانسے معلوم ہوا کہ جو کچھہ فاتحہ فتوح اور نذر نیاز کہ مرسوم دیار ہند ہی از
موت میت تا یکسال و عروس بزرگان سب ماخوذ حدیث سے ہین اور حال
نذر نیاز بقرہ سید احمد کبیر و نیاز اصحاب کہف و نیاز بو علی قلندر سابق معلوم ہوا
کہ سب جائز ہین اگر ہیہ تعین و تخصیص کہ ہر ایک کے نیاز مین معین و مقرر ہے او
اوس کیواسطے یہہ دلیل ہے کہ مثلاً اولاً ایک شخص نے نذر کی کہ یا اللہ اگر یہہ مراد
میری بر آوے تو ایک گائے ذبح کرنے اوسکا گوشت اور تین من آٹا پکا کر میرے
دوست کا فاتحہ کر کے نیازیونکو کھلاونگا اور ثواب اوسکا سید احمد کبیر کو پہونچاونگا
اور جب مراد اوس کی پوری ہوئی تو بموجب منت کے وہ یہہ عمل ظہور مین لایا اور
آئندہ بھی یہی سنت اور مومنین مین مرسوم رہے علی ہذا القیاس اور نیاز دون کو
مثل نیاز شاہ عبد الحق توشوی اور اصحاب کہف وغیرذلک کے ایسا ہی سمجہنا
چاہیے اور اوسکو حضرت شاہ عبد العزیز صاحب نے تجربیات مین داخل کیا جیسا
کہ اہل علم پر پوشیدہ نہین ہے اور فاسق کو یہہ طعام متبرک نہ دینا اور دوسرے مومنین
اور مسلمین و متقین کو کھلانا حدیث سے ثابت ہے جیسا مشکوۃ شریف کے باب الحب
فی اللہ من اللہ مین لکھا ہے عن ابی سعید انہ سمع النبی
صلی اللہ علیہ وسلم یقول لا تصاحب الا مومنا ولا یاکل طعامک
الا تقی رواہ الترمذی وابوداؤد والدارمی ترجمہ روایت ہے ابی سعید
سے کہ تحقیق سنا ابی سعید نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تہے نہ پاس
بیٹھہ مگر مومنین کے اور نہ کہاوے کہانا تیرا مگر پرہیزگار اور آپکے چچا صاحب یعنی
شاہ عبد العزیز صاحب نے جواب مین سوالات عشرہ کے حقہ کو بوجہہ اجماع

کراہیت چند مکروہ تحریمی لکھا اور جو حضرت مولوی صاحب جبکہ شہر الہ آباد مین
تشریف لائے اوسوقت شیخ غلام علی صاحب کہ سربراہ کار راجہ بنارس کے تھے
اونکے دعوت کی وقت وعظ مین حقہ اور افیون کو حرام کہا بلکہ افیون معہ ظروف اور
حقہائے قیمتی کو دریا مین ڈبوا دیا اب اگر مشائخ ایسے کہانے متبرک کو حقہ بینے والیکو
نہ دین تو اونپر کیا الزام ہے اور کیونکر دین کہ اونکے دعوے پر یہہ حدیث شاہد عادل
اور گواہ ہے اور نیز مشایخ اس طعام متبرک کو حقہ پینے والیکو نہ دینا سو لئے ترک اولی کے
حرام نہین سمجھتے ہین یہانتک کہ اونپر الزام ہو اس فعل کو کہ ثابت حدیث سے
ہی اسکو شرک فی العادت کہنا گردن انصاف کے مارنے ہے کیونکہ مشرکین مکہ
کہتے تہے اپنے گمان پر کہ یہہ مواشی اور کہیتے حرام ہے جسکو چاہین گے ہم دینگے
اور یہہ بہی کہتے تہے کہ اسپر اللہ نے ہمکو حکم کیا ہے آگے اللہ صاحب نے اونکے
جواب مین ارشاد فرمایا سیجزیہم بما کانوا یفترون قریب ہے یعنے جزا دیگا اللہ اونکو
ساتھہ اوس چیز کی کہ تہی وہ لوگ جہوٹہہ باندہتے اللہ پر مقام غور ہے کہ احکام مشایخ
اور مشرکین متحد نہین کیونکہ اونکا احکام اونکے گمان پر تہا نہ یہہ کہ اللہ صاحب نے
اونپر اونکو حکم کیا تہا اسواسطے نسبت جہوٹہہ کے اونکی طرف اللہ صاحب نے کی
بخلاف احکام مشایخ کہ سب ماخوذ آیت اور حدیث سے ہین کما عرفت اور مسی
اور مہندی وغیر ذالک کا صحنک پر رکہنا مزخرفات زنان ہند سے ہے لا اصل لہ
واللہ اعلم اور سوائے اسکے جسنے دعوی کیا اوسپر اوسکا بیان لازم ہے تاکہ
ہم اوسپر کلام کرین اوران بزرگونکو منکار اللہ کا ٹہراکے فاتحہ کرنیوالونکو داخل
مشرکین کے کرنا محض افترا اور کذب ہے چنانچہ تحقیق اسکی سابق گذری

قولہ اخرج مسلم عن حفصۃ زوج النبی صلعم قالت قال

رسول اللہ صلعم من اتی عرافا فسئاء لہ عن شئ لم تقبل لہ
صلوٰۃ اربعین لیلۃ مشکوٰۃ کے باب الکہانت مین لکہا ہے کہ مسلم نے
ذکر کیا کہ بی بی حفصہ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا نے فرمایا کہ جو کوئی جاوے کسی
خبر دینے والے کے پاس پھر پوچھے اسے کچھہ تو نہین قبول ہوتی اسکی نماز
چالیس دن فائدہ یعنے جو کوئی غیب کی باتونکے بتانے کا دعویٰ رکہتا ہے
اس پاس جو کوئی جاکر کچھہ پوچھے تو اوسکی عبادت چالیس دن تک
قبول نہین ہوتی کیونکہ ان نے شرک کی بات کی اور شرک سب عبادتونکا
نور کہو دیتا ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نجومی اور رمال اور جفار اور
فال دیکھنے والے اور نام نکالنے والے اور کشف اور استخارہ کا دعوے
کرنیوالے اسمین داخل ہین اقول وباللہ التوفیق جواب علم غیب کا مشروحا سابق
دیا گیا و نیز مولویصاحب کے تابعین سے پوچھتے ہین کہ علم غیب ممکنات سے ہے
یا من قبیل محالات اور ثانی باطل ہے کیونکہ اگر محالات سے ہوتا تو خضر علیہ السلام
کو کیون علم غیب عطا ہوا بیضاوی شریف مین ذیل آیۃ وعلمناہ من لدنا علما
لکہا ہے مما یختص بنا ولا یعلم الا بتوفیقنا وھو علم الغیوب
ترجمہ اوس چیز سے کہ مخصوص ساتہہ ہمارے ہے اور نہین جانتا کوئی مگر توفیق
ہماری سے اور وہی علم غیوب ہی اور مدارک مین تفسیر اس آیۃ کے یہہ لکہا ہے
وقیل العلم اللدنی ماحصل للعبد بطریق الالہام علم لدنی وہ چیز ہے کہ
حاصل ہو بندہ کو بطریق الہام کے اس دو نو تفسیر سے یہہ بات ثابت ہوئی
کہ علم غیب اور کشف اور الہام ممکنات سے ہے اور اپنے بندگان خاص کو عطا
کیا اور کشف المحجوب مین لکہا ہے کہ کرامت ولی عین معجزہ نبی ہے اور وہی دلیل ہے

اسپر کہ معجزہ نبی کا ظاہر کیا پس معجزہ معجزہ کو نقص نہین کرتا آیا نہین دیکھتا ہے تو
کہ جبکہ مسمی حقیقت کو کہ کافرون نے مکہ مین دار پر کہینچا رسول اللہ صلعم مدینہ کی مسجد مین
بیٹھے تھے اور اوسکو دیکھتے تھے اور اپنے اصحاب سے فرماتے تھے وہ معاملہ کہ اوسکی ساتھ
کفار کرتے تھے اللہ صاحب نے حقیقت کی آنکھ سے بھی پردہ اوٹھایا یہانتک کہ اوسنے
پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اور سلام کیا اللہ تعالے نے اونکا سلام حضرت کے
سمع مبارک تک پہونچایا اور حضرت کا جواب اوسکو سنوایا مدینہ منورہ سے اور حضرت
نے دعا فرمائی اونکا منہ جانب قبلہ کے پھر گیا پس دیکھنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کا مدینہ سے اونکو بطریق اعجاز اور حقیقت کا دیکھنا آنحضرت صلعم کا مدینہ مین مکہ سے
عین کشف و کرامت اور داخل کرنا کشف و کرامت کا کہانت مین خارج از دین و
دیانت ہے اور ذیل اس حدیث کے طیبی مین لکھا ہے کہ کاہن وہ ہے کہ خبر دے
آیندہ کی باتون کی اور دعوے کرے شناخت پوشیدہ خبرون کا اور عرب مین کاہن
تھے کہ بعضون کے جن تابع تھے اور آسمان پر جاکر احکام کہ حق سبحانہ و تعالی کی
طرف سے صادر ہوتے تھے اوسکو دزدیدہ سنکر برہمنون کے کانون مین پہونچاتے
تھے اور بعضے ارواح جن اور شیطان سے استفادہ جھوٹی باتونکا اور اون
باتون سے کہ جو آدمی کو گمراہ کرتے ہین اور بعضے مقدمات اور اسباب اور علامات
اور افعال اور اقوال اور احوال سے تعرف و شناخت کرتے تھے اور یہی لوگ
مخصوص ہین ساتھ نام عراف کے کہ مکان مسروق اور گم شدہ کو معلوم کرین اب مقربین
بندگان کو انمین داخل کرکے اونکے اعمال چالیس روز تک غیر مقبول ہونا زیادتی او عیب
سنت کے ہے اور نیز بندگان روضۃ الاحباب مین لکھا ہے و در صحاح اخبار
وارد شدہ کہ حق تعالی پیغمبر خویش را بر احوال اہل موتہ اطلاع داد و گوئیدہ مین را

مرفوع گردانید تا حضرت معرکہ و محاربہ ایشان را دید و یاران را خبر داد از احوال ہمہ
و فرمود اخذ الرّایۃ زیدٌ فاصیب ثمّ اخذہا جعفر فاصیب ثمّ
اخذہا ابن رواحۃ فاصیب یعنے علم را زید گرفت و شہید شد بعد ازان
جعفر گرفت و مرتبہ شہادت یافت بعد ازان ابن رواحہ برداشت و جرعہ شہادت
چشید این سخن میفرمود و آب از چشم نرگسین روان میشد آنوقت فرمود شمشیری
از شمشیرہائی خدا یعنے خالد علم برگرفت و فتح بر دست او حاصل شد و در روایتے آنکہ
فرمود یا خدایا بدرستی کہ خالد شمشیری از شمشیرہاے تست ویرا نصرت دہ و زان
روز باز خالد را سیف اللہ لقب شد و در تخصیص المغازی آوردہ کہ چون مسلمانان
و کفار در موتہ بہم رسیدند در انحالت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم در مسجد مدینہ نشستہ
بود و حال اہل موتہ ابر وے ظاہر ساختہ بودند چنانکہ در جنگگاہ ایشان
رسیدند و نیز وارد ہوا کہ عمرؓ بروز جمعہ خطبہ پڑہتے تہے اثنائے خطبہ مین فرمایا
کہ یا ساریۃ الجبل الجبل اس قول کو حضرت سعد ابن وقاص نے سنا
اور حالانکہ فاصلہ مابین حضرت عمرؓ اور ابن وقاص کی بہت تہا اوسکو سنکر کمینگاہ
کفار سے آگاہ ہوکر کفار انکو مغلوب کیا اور سواے اسکے اخبار و آثار لکہنا موجب
طوالت رسالہ ہے لہذا اسقدر پر کفایت کیا جسکو زیادہ توضیح منظور ہو کتب
سیر کو ملاحظہ کرے بخوبی حال معجزہ اور کشف اور کرامت کا واضح اور آشکار ہوگا اور
نام نکالنے کا طریقہ مولوی صاحب کے دادا صاحب یعنے شاہ ولی اللہ صاحب
نے قول الجمیل مین لکہا ہے اور تابعین اسکے کس کس بات کا انکار کرکے آفتاب
پر خاک ڈالینگے قولہ اخرج ابوداود عن جبیر ابن مطعم
قال اتی رسول اللہ صلعم اعرابیٌ فقال جہدت

نفس وجاع العیال ونھکت الاموال وھلکت الانعام فاستسق اللہ لنا فانا نستشفع بک علی اللہ ونستشفع باللہ علیک فقال النبی صلعم سبحان اللہ سبحان اللہ فمازال یسبح حتی عرف ذالک فی وجوہ اصحابہ ثم قال ویحک انہ لا یستشفع باللہ علی احد شان اللہ اعظم من ذلک ویحک اتدری ما اللہ ان عرشہ علی سموٰاتہ لھکذا وقال باصابعہ مثل القبۃ علیہ وانہ لیاط بہ اطیط الرحل بالراکب

مشکوۃ کے باب بدء الخلق مین لکھا ہے کہ ابو داؤد نے ذکر کیا کہ جبیر نے نقل کیا کہ آیا پیغمبر خدا کے پاس ایک گنوار سو کہا سختی سے ہلاک ہوئین جانین اور بیوی کی مرتی ہین کھیتے اور نقصان ہوئے مال اور مر گئے مواشی سو مینہ مانگ اللہ سے واسطے ہمارے کیونکہ ہم سفارش چاہتے ہین تمہاری اللہ کے پاس اور اللہ کے تمہارے پاس سو پیغمبر خدا نے فرمایا کہ نراہی اللہ نراہی اللہ سو اللہ کی پاکی یہانتک بولتے رہے کہ اسکا اثر یارون کے چہرہ مین معلوم ہونے لگا پھر فرمایا کہ کیا ہے بیوقوف ہے تو اللہ کو سفارشی نہین لاتے کسی کے آگے اللہ کی شان بڑی ہے اسی افسوس ہے تجھپر آیا جانتا ہی تو کہ کیا چیز ہے اللہ بیشک تخت اوسکا اوس کے آسمانو نپر اسطرح سے ہے اور بتایا اپنی انگلیونسے قبے کیطرح اور بیشک وہ چرچر بولتا ہے اسی جیسا کہ چرچر بولے اونٹ کا پالان سوار کے بوجھ سے اقول وباللہ التوفیق حال جواز استشفاع سابق گذرا اور ناخوشی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صرف اس امر پر تھے کہ وہ گنوار اللہ کو شفیع لایا اور اللہ کو شفیع قرار دینا ہرگز درست نہین قولہ کسی نے یہ بیت کہی کرے دل از مہر محمد ریش

دارم + رفاقت باخدای خویش دارم + جواب اوسکا یہہ ہے کہ یہہ شعر کہ جسکا محمل محمل صحیح پر کرسکتے ہین داخل تحت قول اعرابی وگنوار نہین بلکہ داخل آیۃ کریمہ کہ جو آخیر رکوع سورۂ مریم مین مذکور ہے ان الذین آمنوا وعملوا الصالحات سیجعل لہم الرحمن ودًا ہ ترجمہ یعنے بیشک وہ لوگ کہ ایمان لائے اور کام اچھے کئے قریب ہے کہ ظاہر کرے گا اللہ انکے واسطے دوستی خلق کی دلونمین بدون اسباب اور وسائط کے اور حدیث مین وارد ہے کہ جب اللہ سبحانہ وتعالے کسی بندے کو دوست رکھتا ہے جبرئیل سے فرماتا ہے کہ مین فلانے بندے کو دوست رکھتا ہون تو بہی اوسکو دوست رکہہ تو جبرئیل علیہ السلام بہی اوسکو دوست رکھتے ہین اور ایک پکارنیوالا پکارتا ہے آسمانیون کو کہ حق سبحانہ وتعالے فلانے کو دوست رکھتا ہے تم بہی اوسکو دوست رکھو پہر آسمانی اوسکو دوست رکھتے ہین بعد اوسکے محبت اوسکی رکھتا ہے زمین مین تا اینکہ زمین والے بہی اوسکو دوست رکھین اور یہی معنے ہین اس شعر کے کہ قائل کہتا ہے ؎ دل باز مہر محمد ریش دارم + رفاقت باخدائے خویش دارم + یعنے اپنے دل کو محبت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے زخمی ورگہائل رکھتا ہون اور کیونکر نہ رکھون کہ حق سبحانہ تعالے خود اونکے ساتھ محبت رکھتا ہے اور اونکو اپنا محبوب ٹہرایا پس اس محبت مین مَین اپنا رفیق اللہ کو رکھتا ہون کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ صاحب کو باین کلمہ ارشاد فرمایا کہ ہو الرفیق الاعلے پس حضرت رفیق اللہ صاحب کے ہوئے اور مین رفیق محمد صاحب کا بموجب آیۃ کریمہ وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ ومن یطع اللہ والرسول فاولئک مع الذین انعم اللہ علیہم من النبیین والصدیقین والشہداء والصالحین وحسن

الٰئک رفیقًا کے ٹہرا اور یہہ جو کہا کہ ع باخدا دیوانہ باش و با محمدؐ ہوشیار جواب اسکا
یہہ ہے کہ وہ داخل تحتِ آیتہ کریمہ قل ان کنتم تحبّون اللّٰہ فاتبعونی
کے ہے نہ داخل تحتِ قول اعرابی و گنوار کے کیونکہ قول اوسکا کہ با محمدؐ ہوشیار
باش یعنے اتباع محمدؐ کو چہوڑنا نچاہیے ورنہ باعث ہلاکت دنیا اور آخرت ہوگا اور
قول اوسکا کہ باخدا دیوانہ باش یعنے ساتھہ اللہ کے ایسی محبت پیدا کرنی چاہیے
کہ لوگ اوسکو دنیا مین دیوانہ کہین اور یہہ دیوانگی اوسوقت ظاہر ہوتی ہے کہ سوائے
اتباع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دوسرا خیال اوسکو نہو اور یہہ جو کچہہ
شاعرون نے کہا عین اَدَب ہے مگر جو کوئی نہ سمجہے اور اوسکو بہ بے ادبی تعبیر
کرے تو اوس سے انکار آیات قرانی کا ظہور مین آویگا وہو کما تری الحمد للہ کہ اسجگہہ
قول حق یعنے دعائے اَدَب زبان پر مولوی صاحب کے گزرے ؂ از خدا خواہیم
توفیق اَدَب ٭ بے ادب محروم گشت از فضل رب ٭ اور یہہ جو کہا کہ ایک ختم مشہور ہے
کہ اسمین یون پڑہتے ہین یا شیخ عبد القادر شیئًا للّٰہ جواب یہہ ہے کہ شیخ عبد القادر جیلانی
رحمتہ اللہ علیہ کو مختار کل نہین ٹہرایا جیسا کہ اوس اعرابی نے ٹہرایا تہا بلکہ اسجا تو مختار
کل اللہ ہے اور لفظ للہ اسی پر دلالت کرتا ہے پہر تو یہہ قول ایسا ہوا کہ جیسا
کوئی کسی سے کہے کہ فلانی چیز ہمکو للہ عطا کیجیے تو یہہ قول کمال عظمت اللہ پر دلالت
کرتا ہے نہ کہ اوسکی تحقیر پر ہان جیسا کہ مولوی صاحب فرماتے ہین کہ اگر یون کہے
کہ یا اللہ کچہہ دے تو شیخ عبد القادر کیواسطے تو بجا ہے تو یہہ بہی درست ہے اور توسل
محبوب الٰہی ہے اور حال ثبوت توسل کا احادیث سے سابق بخوبی ظہور مین آیا
یہہ بہی بات معلوم ہوئی کہ مقبول اللہ کو نزدیک اللہ کے توسل ٹہرانا بیشک جائز و
درست ہے جب ثبوت ان امورات کا آیات قرآنی اور اقوال ربانی سے مولوی صاحب

سے معلوم ہوا تو آگے جو کچھ کہ فرمایا غرضکہ منہ سے بنو لئے کہ جیسے یو شرک کی بابت
ادبی کی ظاہر ہو الخ سب رد ہو گیا فتفکر و لا تغفل و کن من الشاکرین و
اعبد ربک حتی یاتیک الیقین **قوله** اخرج ابو داؤد والنسائی
عن شریح ابن ھانی عن ابیہ انہ لما وفد الی رسول اللہ
صلعم مع قومہ سمعھم یکنونہ بابی الحکم فدعاہ رسول
اللہ صلعم فقال ان اللہ ھو الحکم والیہ الحکم فلم تکنی ابا الحکم
مشکوۃ کے باب الاسامی مین لکھا ہے کہ ابو داؤد اور نسائی نے ذکر کیا کہ شریح
نے اپنے باپ سے نقل کیا کہ وہ جب آیا پیغمبر خدا کے پاس اپنی قوم کے ساتھہ
حضرت نے سنا انلوگون کو کہ کہتے ہین اسکو ابو الحکم یعنے اصل قضیہ چکا دینے والا
سو بلایا اوسکو پیغمبر خدا نے اور فرمایا بیشک اللہ ہے اصل قضیہ چکا دینے والا اور
اوسیکا ہے حکم پھر تجھکو کیون کہتے ہین ابو الحکم فائدہ یعنے یہہ بات کہ قضیہ کو چکا
دے اور جھگڑے کو مٹاوے یہہ اللہ ہی کی شان ہے کہ آخرت مین ظہور کرے گی
کہ پہلی پچھلے دین و دنیا کے جھگڑے سب صاف ہو جاوینگے اس حدیث سے
معلوم ہوا کہ جو لفظ اللہ کے شان کے لایق ہے اور اوسی مین وہ پائے جاتی ہے
سو اور کسیکو نہ کہئے جیسے پادشاہون کا پادشاہ مالک سارے جہان کا خداوند
جو چاہے کر ڈالے معبود بڑا دانا بے پروا علے ہذا القیاس اقول باللہ التوفیق
جو کچھہ کہ اسمقام مین حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اوسکے اوپر گفتگو ہے کیونکہ
حکم اللہ صاحب کا نام ہے سوائے اوسکے کسی دوسرے کے کنیت کرنا شرک
اولی ہے جیساکہ بقیہ حدیث کہ مولویصاحب نے مخل مطلب اپنا سمجھکر چھوڑ دیا دلیل
اسپر ہے پس اس حدیث کو واسطے اثبات شرک مومنین کے لانا زیادتی علی السنۃ کے

چنانکہ ہانی نے کہا انّ قومی اذا اختلفوا فی شئٍ اتونی فحکمت
بینهم فرضی کلا الفریقین بحکمے فقال رسول اللہ صلعم
ما احسن هذا فما لک من الولد قال لی شریحٌ و
مسلمٌ وعبد اللہ قال فمن اکبرهم قال قلت شریحٌ
قال فانت ابو شریح رواہ ابوداؤد والنسائی

ترجمہ یعنے کہا ہانی نے کہ جسوقت میری قوم اختلاف کرتی ہے کسی شئے مین آتے
ہین میرے پاس پہر حکم کرتا ہون مین درمیان ان لوگون کے پس راضی ہوتے ہین
دونو فریق میرے حکم پر پس فرمایا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
تعجبا کہ کس چیز نے نیک کیا اسکو پہر فرمایا تیرے کئے لڑکے ہین اوسنے جواب
دیا شریح و مسلم وعبد اللہ فرمایا کون بڑا ہے اونمین کہا کہ مین نے عرض کیا شریح
فرمایا آنحضرت نے کہ تو ابو شریح ہے روایت کیا اسکے تئین ابوداؤد اور نسائی نے
فائدہ چونکہ پہلے نام اوسکے اور احسن نہ تہا اسکو تبدیل فرمایا ابو شریح رکہا
تاکہ مناسبت نام مابین باپ اور بیٹے کے ہوجاوے اور کچھ تعرض شرک اور غیر
شرک سے نکیا اور یہہ جو آنحضرت نے فرمایا انّ اللہ ھو الحکم والیہ الحکم
فلم تکنّی ابالحکم مراد اسی حکومت حقیقی ہے نہ مجازی کیونکہ ظہور اس
حکومت خاص کا جناب باری سے دن قیامت کو ہوگا اسیواسطے اطلاق
اسکا سوائے جناب باری کے غیر پر صحیح نہین ورنہ اطلاق اور حکومت کا مجازاً
سوائے خداوند تعالے کیواسطے حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور دوسرے
مومنون کے قرآن مین موجود ہے جیسا کہ سورہ نسا مین بیچ حق حضرت صلے اللہ
علیہ وسلم کے ارشاد فرمایا فلا وربک لا یؤمنون حتیٰ یحکموک فیما

شجر بینہم ثم لا یجدو فی انفسہم حرجاً مما قضیت ویسلموا تسلیماط ترجمہ سو قسم ہے تیرے رب کی اونکو ایمان نہوگا جب تک تجکو منصف نجانین جو جہگڑا اوٹہے آپس مین پہر نپاوین اپنے جی مین خفگی تیرے چکوے پر اور قبول رکہین ہان کر اور اسی سورۂ مین دوسری جگہہ فرمایا وان خفتم شقاق بینہما فابعثوا حکماً من اہلہ وحکماً من اہلہا ان یریدا اصلاحاً یوفق اللہ بینہما ان اللہ کان علیماً خبیراً اگر تم ڈر لہ دو لو آپس ضد سے کہتے ہین تو کہڑا کرو ایک منصف مرد والون مین سے اور ایک منصف عورت والون مین سے اگر یہہ دو لو چاہین کے صلح تو اللہ ملا دیگا اونمین اللہ سب جانتا ہے خبر رکہتا ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ظاہر احتیال اسلئے کیہہ کہ ایام جاہلیت کے تہے شاید وہ لوگ معنے حقیقی سمجہتے ہین اسلئے تبدیل فرمایا نہ یہہ کہ شرک ہے اور کوئی مسلمان اسکے معنے حقیقی مراد نہین لیتا تا اسکے اوسپر اطلاق مشرک کا کرین جب یہہ بات بپایہ ثبوت پہونچی تو اطلاق شاہنشاہ کا اور بادشاہون پر باین اعتبار جائز اور درست ہوا کیونکہ مراد اسی سب بادشاہو نکا پادشاہ جیسے شاہ روم اوسکے نیچے بہت سے سلاطین ہین اور اسکے معنے حقیقی اصلا مراد نہین جیسا کہ سابق ذکر ہوا اور اطلاق شاہنشاہ کا زبان فارسی مین اس معنے پر اکثر جا وارد ہوا چنانچہ سعدی علیہ الرحمہ نے اپنی کتابون مین اکثر جا ذکر کیا ہے شہنشہ کہ بازار گانرا بخست + در خیر بر روے لشکر ببست + دوسری جگہہ یہہ کہا ہے دوان آمدش گلہ باقی بہ پیش + شہنشہ براورد تعلق زکیش + ور تیسری جگہہ یہہ فرمایا ہے شہنشہ بر آشفت کانیک وزیر + تعلل ہیندیش وحجت مگیر

قولہ اخرج فی شرح السنۃ عن حذیفۃ عن النبی صلعم قال

تقولوا ما شاء اللہ وشاء محمدؐ وقولوا ما شاء اللہ
وحدہٗ مشکوٰۃ کے باب الاسامی مین لکھا ہے کہ شرح السنۃ مین ذکر کیا کہ
نقل کیا حذیفہ نے کہ پیغمبر خدا نے فرمایا کہ یون نہ بولا کرو کہ جو چاہے اللہ اور محمد اور
بولا کرو جو چاہے اللہ اقول وباللہ التوفیق یہہ روایت منقطع کہ جسکو مولوی صاحب
نے نقل کیا موافق مقصود ہے اور بالا اسکے روایت قوتیہ کہ اوسکی روائی صحابہ کرام
مین ظاہر اوہ مخل مقصود تھے ترک کیا اور اوسے صاف ظاہر ہے کہ ایسے کلمات عند الاطلاق
جائز ہین باد نی تغیر جیسا کہ مشکوٰۃ مین نقل کیا عن حذیفۃ عن النبیؐ صلعم
قال لا تقولوا ما شاء اللہ وشاء فلانٌ ولکن قولوا ما شاء
اللہ ثم شاء فلانٌ رواہ احمد وابوداؤد ترجمہ حذیفہ نے
روایت کیا ہے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے کہا مت کہو کہ وہ چیز کہ چاہا اللہ نے اور چاہا
فلانے نے ولیکن کہو وہ چیز کہ چاہا اللہ نے پہر چاہا فلانے نے روایت کیا اسکے
تئین احمد وابوداؤد نے فائدہ اس حدیث سے وہ فائدہ جو مولوی صاحب
نے استفادہ کیا صاف باطل ہوا اور حال جاننا اور نہ جاننا انبیاء کرام خصوصًا
نبینا صلی اللہ علیہ وسلم کا بحث علم غیب مین سابق گذرا اوسکو او سجا دیکھنا چاہیے
قولہ اخرج ابوداؤد عن ثابت ابن الضحاک قال نذر
رجلٌ علی عہد رسول اللہ صلعم ان ینحر ابلًا ببوانۃ فاتی
رسول اللہ صلعم فاخبرہٗ فقال رسول اللہ صلعم ہل
کان فیہا وثنٌ من اوثان الجاہلیۃ یعبد قالوا لا قال
فہل کان فیہا عیدٌ من اعیادہم قالوا لا فقال رسول
اللہ صلعم اوف بنذرک فانہ لا وفاء لنذرٍ فی معصیۃ اللہ

ولا فیما لا یملک ابن آدم مشکوٰۃ کے باب النذور مین
لکھا ہے کہ ابو داؤد نے ذکر کیا کہ ثابت نے نقل کیا کہ ایک شخص نے مَنّت مانی
پیغمبر خدا کیوقت کہ ذبح کرے اونٹ ایک مکان مین کہ اوسکا نام بوانہ تھا پھر آیا پیغمبر خدا
کے پاس اور خبر دی اونکو سو پیغمبر خدا نے پوچھا کہ وہان کوئی تھا بتان کفر کے وقت کا کہ
پوجتے ہون لوگون نے کہا کہ نہین پہر پوچہا کہ کوئی تہوار تہا انکا لوگون نے کہا کہ نہین
فرمایا کہ پوری کر تو اپنی مَنّت کو کیونکہ نہ پورا کیا چاہیے ایسے مَنّت کو کہ اوسمین کچھہ اللہ
کا گناہ ہو اور اوس چیز مین نذر درست نہین جسکا آدمی مالک نہو فائدہ یعنے اللہ
کے سوا اور کسیکی مَنّت ماننی گناہ ہے سو ایسی مَنّت کو پوری کرنی چاہیے اس
حدیث سے معلوم ہوا کہ اول تو اللہ کے سوا کسیکی مَنّت نہ مانے اور جو مانے ہو تو
نہ پوری کیجیے کیونکہ یہہ بات خود گناہ ہے پہر اسپر ہٹ کرنی اور گناہ زیادہ ہے اور
یہہ بہی معلوم ہوا کہ جس جگہہ اللہ کے سوائے کسی اور کے نام پر جانور چڑھاتے ہون
یا پوجا کرتے ہون یا اور کسیطرحکا وہان جمع ہو کر شرک کرتے ہون وہان اللہ کے
نام کا جانور بہی نہ لیجائے اور کسیطرح اونمین نہ شریک ہو جئے اچھی نیت سے
نہ بُری کیلئے مشابہت کرنی خود بُری بات ہے انتہی اقول وباللہ التوفیق
یہہ جو مولوی صاحب نے فائدہ مین کہا کہ یعنے اللہ کے سوا اور کسیکی مَنّت ماننی
گناہ ہے یہہ اصلا حدیث سے پوچہا نہین جاتا ہان حدیث سے اسقدر بات
بوجہی جاتی ہے کہ اگر کسی شخص نے نذر کی کہ اگر میرا مطلب بر آویگا تو مین قربانی واسطے
اللہ کی ایک مکان خاص مین یعنے بوانہ یا سوا اسکے کرونگا تو اس طرح کی نذر عند الشرع
جائز ہے مگر مشروط ہے بدو شرط ایک یہہ کہ اوسجا بُت پرستی نہوتی ہو دوسری
یہہ کہ عید کافرون کے نہو اور سوا اسکے ایفائی نذر اوس مکان خاص مین واجب اور

تقولوا ماشاء الله وشاء محمدٌ وقولوا ماشاء الله وحدہٗ مشکوٰۃ کے باب الاسامی مین لکھا ہے کہ شرح السنۃ مین ذکر کیا کہ نقل کیا حذیفہ نے کہ پیغمبر خدا نے فرمایا کہ یون نہ بولا کرو کہ جو چاہے اللہ اور محمد اور بولا کرو جو چاہے اللہ اقول وباللہ التوفیق یہہ روایت منقطع کہ جسکو مولوی صاحب نے نقل کیا موافق مقصود تہے اور بالا اسکے روایت قوتیہ کہ اوسکی رواۓ صحابہ کرام مین ظاہر اوہ مخل مقصود تہے ترک کیا اور اوسے صاف ظاہر ہے کہ ایسے کلمات عند الاطلاق جائز ہین بادنی تغیر جیسا کہ مشکوٰۃ مین نقل کیا عن حذیفۃ عن النبی صلعم قال لا تقولوا ماشاء الله وشاء فلانٌ ولکن قولوا ماشاء الله ثم شاء فلانٌ رواہ احمد وابوداؤد ترجمہ حذیفہ نے روایت کیا ہے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے کہا مت کہو کہ وہ چیز کہ چاہا اللہ نے اور چاہا فلانے نے ولیکن کہو وہ چیز کہ چاہا اللہ نے پہر چاہا فلانے نے روایت کیا اسکے تئین احمد وابوداؤد نے فائدہ اس حدیث سے وہ فائدہ جو مولوی صاحب نے استفادہ کیا صاف باطل ہوا اور حال جاننا اور نہ جاننا انبیاء کرام خصوصًا نبینا صلی اللہ علیہ وسلم کا بحث علم غیب مین سابق گذرا اوسکو اوسجا دیکہنا چاہیے

قولہ اخرج ابوداؤد عن ثابت ابن الضحاک قال نذر رجلٌ علی عہد رسول الله صلعم ان ینحر ابلًا ببوانۃ فاتی رسول الله صلعم فاخبرہٗ فقال رسول الله صلعم ہل کان فیہا وثنٌ من اوثان الجاہلیۃ یعبد قالوا لا قال فہل کان فیہا عیدٌ من اعیادہم قالوا لا فقال رسول الله صلعم اوف بنذرک فانہ لا وفاء لنذرٍ فی معصیۃ الله

ولا فیما لا یملک ابن آدم مشکوٰۃ کے باب النذور مین
لکھا ہے کہ ابوداؤد نے ذکر کیا کہ ثابت نے نقل کیا کہ ایک شخص نے منت مانی
پیغمبر خدا کیوقت کہ ذبح کرے اونٹ ایک مکان مین کہ اوسکا نام بوانہ تھا پھر آیا پیغمبر خدا
کے پاس اور خبر دی اونکو سو پیغمبر خدا نے پوچھا کہ وہان کوئی تھا جاہلیت کفر کے وقت کا کہ
پوجتے ہون لوگون نے کہا کہ نہین پھر پوچھا کہ کوئی تہوار تہا انکا لوگون نے کہا کہ نہین
فرمایا کہ پوری کر تو اپنی منت کو کیونکہ نہ پورا کیا جاہے ایسے منت کو کہ اوسمین کچھ اللہ
کا گناہ ہو اور اوس چیز مین نذر درست نہین جسکا آدمی مالک نہو فائدہ یعنے اللہ
کے سوا اور کسیکی منت مانی گناہ ہے سو ایسی منت کو پوری کرنی نہ چاہیے اس
حدیث سے معلوم ہوا کہ اول تو اللہ کے سوا کسیکی منت نہ مانے اور جو مانے ہو تو
نہ پوری کیجئے کیونکہ یہہ بات خود گناہ ہے پھر اسپر ہٹ کرنی اور گناہ زیادہ ہے اور
یہہ بہی معلوم ہوا کہ جس جگہہ اللہ کے سوائے کسی اور کے نام پر جانور چڑہاتے ہون
یا پوجا کرتے ہون یا اور کسیطرحکا وہان جمع ہو کر شرک کرتے ہون وہان اللہ کے
نام کا جانور بہی نہ لیجائے اور کسیطرح اونمین نہ شریک ہو جیئے اچھی نیت سے
نہ بری کیلئے مشابہت کرنی خود بری بات ہے انتہی اقول وباللہ التوفیق
یہہ جو مولوی صاحب نے فائدہ مین کہا کہ یعنے اللہ کے سوا اور کسیکی منت مانی
گناہ ہے یہہ اصلا حدیث سے بوجہا نہین جاتا ہان حدیث سے اسقدر بات
بوجہی جاتی ہے کہ اگر کسی شخص نے نذر کی کہ اگر میرا مطلب بر آویگا تو مین قربانی واسطے
اللہ کی ایک مکان خاص مین یعنے بوانہ یا سوا اوسکے کرونگا تو اس طرح کی نذر عند الشرع
جائز ہے مگر مشروط ہے بدو شرط ایک یہہ کہ اوسجا بت پرستی نہوتی ہو دوسری
یہہ کہ عید کافرون کے نہو اور سوا اوسکے ایفائے نذر اوس مکان خاص مین واجب اور

لازم ہوگی آیا مراد اللہ کے سوا کیا ہے اگر یہہ ہے مثلاً کہ یا امام صاحب اگر میرے
بیٹا ہوگا تو مین واسطے تمہارے قربانی کرونگا تو البتہ حرام ہے اور غیر مشروع
اور اگر یہہ مراد ہے کہ یا اللہ اگر میرے بیٹا ہوگا تو مین واسطے تیرے ایک مکان خاص
مین قربانی کرکے ثواب اوسکا شاہ بوعلی قلندر اور سوا اسکے انبیاء اولیاء کو بخشونگا
تو اسکے جواز مین کچھہ شک و شبہہ نہین **قولہ** اخرج احمد عن عائشۃ
رضی اللہ عنہا ان رسول اللہ صلعم کان فی نفر من المہاجرین
والانصار فجاء بعیر فسجد لہ فقال اصحابہ یا رسول اللہ تسجد
لک البہائم والشجر فنحن احق ان نسجد لک فقال اعبدوا ربکم واکرموا اخاکم
مشکوۃ کے باب عشرت النساء مین لکھا ہے امام احمدؒ نے ذکر کیا کہ
بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا علیہ السلام کئی مہاجرین و انصار مین بیٹھے
تھے کہ آیا ایک اونٹ پھر اوسنے سجدہ کیا پیغمبر خدا کو سو اونکے اصحاب کہنے لگے کہ
اے پیغمبر خدا تمکو سجدہ کرتے ہین جانور اور درخت سو ہمکو تو ضرور چاہیے کہ تمکو سجدہ
کرین فرمایا کہ بندگی کرو اپنے رب کی اور تعظیم کرو اپنے بھائی کی **فائدہ** یعنے آپس
مین سب بھائی ہین جو بڑا بزرگ ہو وہ بڑا بھائی ہے سو اسکی بڑے بھائی کیسی
تعظیم کیجیے اور مالک سب کا اللہ ہی ہے بندگی اوسی کی چاہیے اس حدیث سے
معلوم ہوا کہ اولیا و انبیا امام و امام زادے پیر و شہید یعنے جتنے اللہ کے مقرب بندے
ہین وے سب انسان ہی ہین اور بندے عاجز اور ہمارے بھائی مگر انکو اللہ نے
بڑائی دی ہم پر وے بڑے بھائی ہوئے ہمکو انکی فرمانبرداری کا حکم کیا ہے ہم
انکے چھوٹے ہین سو انکی تعظیم انسانون کی سے چاہیے نہ خدا کی سی اور یہہ
بھی معلوم ہوا کہ بعض بزرگون کو بعضے درخت اور جانور مانتے ہین چنانچہ بعضی

درگاہ ہو تو شیر حاضر ہوتے ہین اور بعضی درگاہ پر ہاتھی اور بعضی پر بہیڑیے مگر آدمی کو
اسکی کچھہ سند نہ پکڑنا چاہیے بلکہ آدمی ویسی ہی تعظیم کرے کہ اللہ نے بتلائی ہو
اور شرع مین جائز مثلاً قبرون پر مجاور بنا شرع مین نہین بتایا سو ہرگز وہان
نہ بیٹھے اگر کسی کی قبر پر شیر دن بیٹھا رہتا ہو اوسکی سند نہ پکڑے کہ آدمی کو
جانور کی ریس کرنی نہ چاہیے اقول وباللہ التوفیق اس حدیث سے
یہ بات ثابت ہوئی کہ تعظیم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے حیوانات اور انسان
اور چرند اور پرند اور وحوش طیور اور سائر مخلوقات پر واجب اور لازم ہے اور کیونکر
لازم نہوگی کہ ذات بابرکات آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے منجملہ محرمات اور شعائر اللہ
کے ہے اور اللہ صاحب نے سورہ حج مین ارشاد فرمایا ومن یعظم
حرمٰت اللہ فھو خیر لہ عند ربہ ترجمہ اور جو کوئی بڑائی رکہے اللہ کے
ادب کی سو وہ بہتر ہے اوسکو اپنے رب کے پاس اور آگے اوسکے یہہ فرمایا ومن
یعظم شعٰئر اللہ فانھا من تقوی القلوب اور جو کوئی ادب رکہے
اللہ کے نام لگی چیز ونکا سو وہ دلکی پرہیزگاری سے ہے اور جبکہ عدم تعظیم
شعائر اللہ کی مثل ناقہ صالح علیہ السلام کے کہ جسکی نسبت اللہ صاحب نے
سورہ ہود مین فرمایا کہ ولا تمسوھا بسوء فیاخذکم عذاب
قریب اور نہ چہوؤ اوسکو بری طرح تو پڑیگا تمکو عذاب نزدیک کا موجب عقاب
ہوئے تو اب عدم تعظیم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ عمدہ شعائر اللہ سے ہین کیونکر
موجب عذاب الیم نہوگی البتہ خدا کی سی تعظیم نچاہیے اور یہہ قول حضرت مولویصاحب
کا کہ وہ بڑے بہائی ہین بڑے بہائی کیسے تعظیم چاہیے ہرگز مفاد حدیث شریف
نہین اور حضرت صلعم نے اطلاق لفظ اخ کا صرف بنظر شفقت و رحمت کے فرمایا ہے

ورنہ رتبہ آپکا فوق تمام عالم کے ہی اور تعظیم و تکریم بھی موافق مرتبہ کے چاہیے اور
ہمکو ہرگز زیبا نہین کہ ہم حضرت صلعم کو باپ یا بھائی یا چچا کہین اور اونکے ساتھہ باپ اور
بھائی کا سا برتاؤ کرین اسلیے کہ جب حضرت صلعم نے حضرت زید کو اپنا متبنی کیا تو بعض
لوگ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت زید کا باپ کہنے لگے تب اللہ تعالے نے سورہ
احزاب مین اسے منع فرمایا اور کہا ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول
اللہ وخاتم النبیین ترجمہ نہین ہے محمد باپ کسی کا تمہارے مردون سے لیکن رسول اللہ کے
ہن اور خاتم النبیین ہین اور سورہ نور مین یہہ ارشاد فرمایا و لا تجعلوا دعاء الرسول
بینکم کدعاء بعضکم بعضا ترجمہ نہ پکارو تم رسول کو جیسا تم ایک دوسرے کو پکارتے
ہو قولہ اخرج مسلم عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلعم لا یقولن
احدکم عبدی و امتی کلکم عبد اللہ و کل نسائکم
اماء اللہ ولکن لیقل غلامی و جاریتی و فتای و فتاتی
و لا یقل العبد لسیدہ مولائی فان مولکم اللہ
مشکوۃ شریف کے باب الاسامی مین لکھا ہے کہ مسلم نے ذکر کیا کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ
نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا نے فرمایا کہ کوئی تم مین سے یون نہ بولے کہ میرا بندہ اور میری
بندی تم سب اللہ کے بندے ہو اور تمہاری عورتین سب اللہ کی بندیان ہین اور
چاہیے تو میرا لڑکا اور لڑکی اور چھوکرا اور چھوکری اور غلام بھی اپنے میان کو یون نہ کہے کہ
میرا مالک کیونکہ تم سب کا مالک اللہ ہے ف یعنے میان اپنے غلام اور لونڈی کو
اپنا بندہ اور اپنی بندی نہ کہے اور غلام اپنے میان کو اپنا مالک نہ کہے کیونکہ مالک اللہ
ہے اور سب اوسکے بندے ہین نہ ایک دوسرے کا بندہ ہے نہ مالک اس حدیث سے
معلوم ہوا کہ جو کوئی حقیقت مین کسیکا غلام ہو تو بھی آپسمین یہہ گفتگو نہ کرین کہ یہہ اسکا بندہ

اور وہ اسکا مالک پھر جھوٹھہ موٹھہ کا بندہ بنا اور عبد النبی اور بندہ علی اور بندہ حضور اور پیر
خاص اور امیر پرست اور آشنا پرست اپنے تئین کہلوانا اور کسیکو خداوند خدایگان
دانا کہہ بیٹھنا تو محض بیجا ہے اور نہایت بی ادبی اور ذرہ سی بات مین کہنا کہ تم ہماری
جان اور مال کے مالک ہو ہم تمہارے بس مین ہین جو چاہو سو کرو محض جھوٹھہ اور شرک
کی بات ہے اقول و باللہ التوفیق منع آن حضرت کا بطریق افضل اور سعی حقیقی کے
ہے ورنہ تعارض درمیان اس حدیث اور کلام اللہ کر باقی رہیگا کیونکہ اللہ صاحب نے سورۂ نور مین
فرمایا ہے وانکحوا الایامی منکم والصالحین من عبادکم وامائکم ان
یکونوا فقراء یغنہم اللہ من فضلہ واللہ واسع علیم ولیستعفف
الذین لایجدون نکاحا حتی یغنیہم اللہ من فضلہ والذین
یبتغون الکتاب مما ملکت ایمانکم فکاتبوھم ان علمتم
فیہم خیرا واتوھم من مال اللہ الذی اتاکم ولا تکرھوا
فتیتکم علی البغاء ان اردن تحصنا لتبتغوا عرض الحیوۃ الدنیا
ومن یکرھہن فان اللہ من بعد اکراھہن غفور رحیم
ترجمہ بیاہ دو رانڈون کو اپنے اندر اور جو نیک ہون تمہارے غلام اور لونڈیان
اگر وہ ہونگے مفلس اللہ اونکو غنی کریگا اپنے فضل سے اللہ سمائی والا ہے
سب جانتا ہے اور آپکو تھامتے رہین جنکو نہین ملتا بیاہ جب تک کہ مقدور دے
اونکو اللہ اپنے فضل سے اور جو لوگ چاہین لکھا تمہارے ہاتھہ کے مال مین
تو اونکو لکھا دے اگر سمجھو ان مین کچھہ نیکی اور دو اونکو اللہ کے مال سے جو تمکو
دیا ہے اور نہ زور کرو چھوکریون پر بدکاری کیواسطے اگر وہ چاہین قید سے
رہنا کہ کمانا چاہو اسباب دنیا کے زندگانی کا اور جو اونپر زور کرے تو اللہ اونکی

بخشنے والا مہربان ہے فائدہ اس آیت سے معلوم ہوا کہ بول
چال بندہ اور باندی اور مالک کا انسان میں صحیح و درست ہے اور تحقیق اسکے ہوا
سابق میں بخوبی ظہور میں آگئے کہ اس [illegible] کی بول چال انسان میں بطریق مجاز ہے
جیسا سابق گذرا اور نسبت عبد کی طرف انسان کی بدلیل نص قرآنی جیسا سابق
گذرا ثابت و محقق ہے اور نسبت مولا کی طرف جبرئیل و مومنین اور صالحین سے کے
سورۂ تحریم سے ظاہر اور آشکار ہے جیسا کہ اللہ صاحب نے فرمایا وان تظاهرا فان
الله هو موليه وجبريل وصالح المومنين والملئكة بعد
ذلك ظهير ترجمہ اور اگر دونو چڑھائیاں کریں اوس پر تو اللہ ہے اوسکا رفیق
اور جبرئیل اور نیک ایمان والے اور فرشتے اسکے پیچھے مددگار ہیں اور نیز حدیث سے
ثابت ہے انا سيد ولد آدم ولا فخر لي اور سعد کے حق میں فرمایا قوموا
الى سيدكم پس ایسی بول چال پر نسبت شرک کی طرف کسی انسان کے کرنی
زیادہ علی الکتاب والسنت ہے [illegible] اس منع میں وہ ہے کہ جو سابق گذرا اور
جو کچھ کہ فائدہ میں ذیل اس حدیث کے بیان کیا سب اس تحقیق انیق سے باطل
ہوا قوله اخرج الشيخان عن عمر رض قال رسول الله صلعم لا
تطروني كما اطرت النصارى ابن مريم فانما انا عبده فقولوا عبد
الله ورسوله مشکوٰۃ کے باب المفاخرت میں لکھا ہے کہ بخاری اور مسلم نے
ذکر کیا کہ حضرت عمرؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا نے فرمایا مجکو حد سے مت بڑھاؤ جیسا کہ
عیسے ابن مریم کو نصرانی نے بڑھایا سو میں تو اوسکا بندہ ہی ہوں سو یہی کہو کہ اللہ
کا بندہ ہوں اور اوسکا رسول الخ اقول وبالله التوفيق اس حدیث کا مقصود
یہہ ہے کہ مجکو تعریف میں زیادہ حد سے نہ بڑھاؤ جیسا کہ نصرانی نے حد سے تجاوز

کرکے عیسیٰ علیہ السلام کو ابن اللہ اور یہود نے عزیر علیہ السلام کو ابن اللہ کہا اور مین
تو اوسکا بندہ اور رسول ہون غرضکہ غایت کمالات انسانی رسالت پر تمام
ہوتے ہین اور اوس سے بڑہکر کوئی مرتبہ نہین ع بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر
اور جوکچہہ مولوی صاحب نے اس فائدہ مین افادہ فرمایا وہ حاصل حدیث نہین اور ایسی
بحث کرنی خارج از شریعت ہے اور مولویصاحب مختار ہین جسکو چاہین مشرک
کہین اور جسکو چاہین کافر اور صوفیہ کرام نزدیک جماہیر علمائی محققین کے چیدہ و
برگزیدہ ہین اون کی طرف نسبت جہوٹہ اور دشنام وہی موجب سبا المومن
فسق وقتاله کفر ہ کے کفر ہے اور جو اونکو مومن نجانے وہ خود مومن نہین اور
دائرہ اسلام سے خارج وما علینا الا البلاغ **قوله** اخرج احمد و ابوداؤد
عن مطرف ابن عبد الله ابن الشخير قال انطلقت فی
وفد بنی عامر الی رسول الله صلعم فقلنا انت سيدنا فقال
السيد الله فقلنا و افضلنا فضلا و اعظمنا طولا فقال قولوا
قولكم او بعض قولكم ولا يستجرئنكم الشيطان مشکوٰۃ کے
باب المفاخرت مین لکھا ہے کہ احمد اور ابوداؤد نے ذکر کیا کہ مطرب نے نقل کیا کہ آیا مین
بنی عامر کے ایلچیون کے ساتہہ پیغمبر خدا کے پاس پہر کہا ہمنے کہ تم سردار ہمارے ہو
سو فرمایا کہ سردار تو اللہ ہی ہے پہر کہا ہمنے کہ بڑے ہو ہماری بزرگی مین اور بڑے
ہو احسان کرنے مین سو فرمایا کہ جیر اسطرحکا کلام کہو اسی بہی تہوڑا کلام کرو اور تمکو
بے ادب نکردے کہین شیطان یعنے ہر کسی بزرگ کی تعریف مین زبان سنبھال کر
بولو جو بشری سے تعریف ہو سو ہی کرو بلکہ اوسمین بہی اختصار ہی کرو اور اس میدان
مین منہ زور گہوڑے کی طرح مت دوڑو کہین اللہ کے جناب مین بے ادبی نہو جاوے

اب سننا چاہیئے کہ سردار کی لفظ کے دو معنے ہین ایک تو یہہ ہے کہ وہ خود مالک
اور مختار ہو اور کسی کا محکوم نہو خود آپ جو چاہے سو کرے جیسے ظاہر مین بادشاہ سو
یہہ بات تو اللہ ہی کے شان ہے ان معنون کر او سکے سوا کوئی سردار نہین اور دوسرے
یہہ رعیت ہی ہو مگر اور رعیتون سی امتیاز رکھتا ہو کہ اصل حاکم کا حکم اوسپر آوے اور
اوسکی زبانی اور رعیتونکو پہونچے جیسا کہ ہر قوم کا چودہری اور گاؤنکا زمیندار سوان معنونکو
ہر پیغمبر اپنی امت کا سردار ہے اور ہر امام اپنی وقت کے لوگونکا اور ہر مجتہد اپنی تابعونکا
اور ہر بزرگ اپنی مریدونکا اور ہر عالم اپنے شاگردون کا کیونکہ یہہ بڑے لوگ اوّل اللہ
کے حکم پر آپ قائم ہوتے ہین اور پیچھے اپنی چھوٹونکو سکہاتے ہین سو اس طرح سے
ہمارے پیغمبر سارے جہان کے سردار ہین اللہ کے نزدیک اونکا مرتبہ سب سے بڑا
ہے اور اللہ کے احکام پر سب سے زیادہ قائم ہین اور اللہ کی راہ سیکھنے مین سب
ان کے محتاج ان معنون کر اونکو سارے جہان کا سردار کہنا کچھہ مضایقہ نہین بلکہ
ضروریون ہے جاننا چاہیئے اور ان معنون سے ایک چیونٹی کا بہی سردار اونکو
نجاننے کیونکہ وہ اپنی طرف سے ایک چیونٹی مین بہی کچھہ تصرف نہین کر سکتے —
اقول وباللہ التوفیق اس جا بیان معنے سید مین خوب الصاف فرمایا اگر بیان
معنے عبد اور امت اور حکم اور شہنشاہ اور سوا اسکے اور الفاظ مین جسکے تحقیق بغیر
سے سابق گذری الصاف فرماتے تو جائے گفتگو باقی نرہتی اب جناب مجیب و مصیب
کے اقرار سے یہہ بات بہ تحقیق پہونچی کہ اگر قول جاہل انسان کی بمعنے ثانی مراد ہو
تو اوس مین مضایقہ نہین اور اگر مراد معنی اول ہو تو البتہ جائے گفتگو ہی تمام
ہوئی تردید جزو اول کی کتاب سے کہ عبارت شرک سے ہی وجزو ثانی کہ عبارت
بدعت سے ہے اوس کی تردید کی حاجت نہین کیونکہ جو کچھہ تردید کرنی تہی وہ سب

رسالہ البشیر و نذیر میں کردیئے گئے جسکو اوسپر اطلاع منظور ہو اوسمیں دیکھلے و لیکن هذا اخر ما اوردته فی هذه الرسالة من التردیدات التی اوردتها و لله الحمد فی الاولی والاخرة والصلوٰة و السلام علی سیدنا محمد خیر الخلائق و افضل البشر و شفیع الامة یوم الحشر والنشر و علی جمیع الانبیاء والمرسلین و الصدیقین و الشهداء والصالحین اللهم ارزقنی رفاقتهم فی الدنیا و الاخرة و احفظنی من اغواء الشیاطین وجنبنی من الشرک والنفاق ومن البدعة والنمیمة والمعاصی کلها وامتنی علی السنة والجماعت امین یارب العالمین ؎

تمت

تقریظ رسالہ ازالۃ الشکوک والاوہام بتردید نسخہ تقویۃ الایمان مصنفہ مولوی محمد اسمعیل صاحب دہلوی من تصنیف محقق حقایق دین ومدقق دقائق شرع متین پیشوائے سالکین رہنمائے عارفین حضرت مولانا و مرشدنا ابو محمد سید شاہ فخر الدین احمد الحسنی الحسینی القادری النقشبندی الالہ آبادی سجادہ نشین دائرہ متبرکہ حضرت شاہ محمد رفیع الزمان قدس سرہ ہم از نتایج طبع نکتہ سنج بلاغت نشان شیرین کلام و فصیح لسان سر دفتر شعراء فخیم ابو سلیم سید شاہ محمد حلیم المتخلص بہ حلیم برادرزادہ حضرت مصنف دامت برکاتہم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تقریظ

اے راہنمائے جن و آدم	اے ہادئے گمرہان عالم
اے بندہ نواز و بندہ پرور	اے خالق بے نیاز و برتر

ہر چند مری زبان کیا ہے | مین کیا ہون مرا بیان کیا ہے
لیکن جب تک کہ دم مین دم ہے | توصیف تری ہر ایک دم ہے
ہے گفتگو و زبان تیر ے | جو مدح کردن ہے شان تیری
دشوار ہے گو کہ وصف کامل | مدحت سے مگر بہرا نہین دل
آتا ہے یہہ دل مین کرکے کچھہ عذر | زاید اس سے لکہون مین کچھہ اور
ہلتی ہے زبان جس دہن مین | توصیف تیری نہ ہے ہر سخن مین
کانون مین صدا جو آرہی ہے | تعریف تیری سنا رہی ہے
انکھین جب تک مری کہولی ہوئی ہین | قدرت کے تماشے دیکھتی ہین
انکہون مین جگر مین اور دل مین | جلوے ہین غرضکہ آب و گل مین

نعت

کیونکر کرے نعت کوئی ہیہات | چہوٹا موتہہ اور ہے بڑی بات
ہے سچ ہے رسول بہی بشر ہے | رتبہ مین تو سب سے بیشتر ہے
رتبہ مین جو کم تو ہین خدا سے | لیکن زائد ہین ماسوا سے
جو مرتبہ حبیب حق ہے | مضمون اسکا بڑا ادق ہے
پائی کسنے ہین یہہ مدارج | اللہ رے عارج معارج
اللہ رے وہ برگزیدہ حق | جسکا ہے خلیفہ رب مطلق
مقصود زمین و آسمان ہین | محبوب خدا ہے دو جہان ہین
جب ختم ہوئی رسالت رب | رتبہ ہے کسیکا اسطرح کب
عاصی ہو ہزار امت اون کی | کافی ہے فقط شفاعت انکی
یارب یہی التجا ہے مری | ہر لحظہ یہی دعا ہے مری

دنیا سے ہون جس گھڑی مین جدا ہو حب رسول یا الٰہی
اوڑہتے ہیرن حب مین و افلاک مین بہی ہون بزیر دامن پاک

منقبت

اصحاب نبی کے ہین جو کامل ہین جسم و روان و دیدہ و دل
جو جسم ہین وہ روان دین ہین جو جان ہین وہ تن یقین ہین
جو آنکہہ ہین نور معرفت سے ہین جو دل ہین وہ مہر کی صفت ہین
اور آل کا حال کچہہ نہ پوچہو خود کرلو خیال کچہہ نہ پوچہو
ایسا مین کہان نکالنے والا خود جانے وہ شانہ لگانے
ہو رحمت حق مدام ان پر ہو صلّ علےٰ دوام ان پر

تمہید مشتمل ذکر تردید و حالات مصنف رسالہ ؒ

سنیے جو جانے امتحان ہے طول اسکے کمال داستان ہے
رہجاتے ہین سیکڑون بہٹکر کہاتے ہین بڑی ہزارون ٹکر
کوئی تو بنا ہے اس مین گستاخ کوئی ہے نکالتا کوئی شاخ
سوچی ہوئے ہے بہانہ کوئی ہے مجتہد زمانہ کوئی
تشبیہ بری پیمبرون سے دیتے ہین یہہ دین کے رہبرون سے
توہین سے صرف ہی انہین کام ایمان سب ہے یہی ہے اسلام
ہوئی ہوئی ہین جو دل کے وسواس ایمان کا خوف ہی نہ کچہہ پاس
مضمون جو کچہہ کہ دل مین آئے جہال مین بیٹہکر سنائے
ہر چند کہ کوئی کلمہ گو ہو مشرک وہ سمجہتے ہین اسکو
ایمان کے لاف مارتے ہین مشرک مشرک پکارتے ہین

حالانکہ ہے جسکے دل مین ایمان
ہے سخت محال جمع اضداد
ہین اور بہی اس طرح کے اقوال
اسپر بہی نہین مگر کفایت
مضمون ہوئے کلک کے حوالے
تردید بہی ہو چکین ہزارون
لیکن جو یہہ ہے ازالۃ الشک
باتین نہین بے دلیل کوئی
جو بات ہے لاجواب ہے وہ
انصاف کا دخل ہے سراسر
تحریر جوابات اس مین کی ہے
عمدہ معقول اور کافی
کچہہ ضد سے لکہی نہین گئے بات
مقصود تہی جو ہدایت عام
منظور جو علم سال رد ہے
فخر دین حسین جو فخر ملت
سجادہ نشین زہد و طاعت
ذی رتبہ و کامل زمانہ
تفسیر و حدیث و فقہ یکسر
لب پر ہین تو ہنوز علم کے سب

مشرک ہوتا نہین وہ انسان
رکہیئے اس بات کو مری یاد
تردید نہین سب جنکے ہین لکہے حال
اس سے بہی زیادہ ہے حکایت
لکہے گئے جابجا رسالے
دیکہین بہالین سنین ہزارون
تردید سنے نہ لیسے اب تک
سمجہیکا جو ہے عقیل کوئی
جو نکتہ ہے باصواب ہے وہ
اول آخر ہے سب برابر
قرآن و حدیث سے لکہے ہے
کیا گیا ہین دئے جواب شافی
اس بابت کا ہے تمام اثبات
تخلیص سے یہہ کیا گیا کام
بارہ سے ہفت اور لتو وہی
آرائش مسند شریعت
خضرہ منزل ہدایت
علامہ و فاضل یگانہ
گویا ہے سب زبان کے اوپر
دریائے علوم ہے لبالب

اوصاف لکھون کچھہ اور بھی بیش   حافظ حاجی حکیم درویش
پیرے مین کیا ہے حفظ قرآن   ہمت کا حذار ہے نگہبان
رہتے ہین جو ذکر حق سے خورسند   کرتے ہین سدا النصائح و پند
ہے جن کی صفت مین کلک رانے   اس رو کے وہی ہوئی ہین بانے
لیکن کچھہ حال رد بہی سنئے   کچھہ تذکرہ مدد بہی سنئے
تھا ضعف بصر جو کبرسن سے   تحریر تھی سخت مشکل ان سے
ناچار بٹھا کے چند اشخاص   تلمیذ و عزیز جو کہ تھی خاص
تردید لکھائے ہے زبانی   اللہ رے ذہن کے رد اسنے
تہا سلسلۂ کلام جارے   لکھنے والے تھی جس سے ہارے
تہی حضرت عم کے جو اجازت   چندی مینے ہی سکے کتابت
القصہ جو ہو چکا سرانجام   یعنے پہونچا زمان اتمام
مینے ہی برائے یادگارے   لکھین کیفیتین ہین سارے
سال تقریظ بھی بتاؤن   سنہ ہے نظم علیم کے بجا یون ۱۲۹۷
لکھا ہے یہہ مینے مختصر ذکر   زاید اس سے فضول ہے فکر
اشعار مین گر کوئی خطا ہو   امید کرم ہے سب سے مجھکو
انجان ہون علم سے ہین کام   نادان ہون گو علیم ہے نام

وله قطعۂ تاریخ

شکر یزدان کہ اس زمانے مین   یاوری سے کی جو بخت اسعد نے
قول ہے اصل شاہ اسمعیل   رد دیا رد ابو محمد نے
یعنے کہتے ہین جن کو فخر الدین   مستجاب جناب اوحد نے

عالم باعمل یگانۂ حق — متقی و جہان کے ارشد نے

ہو گئے رفع جب شکوک اشد — کیا کہوں کیا مزے کئے رد نے

ایک عالم کو کر دیا بے چین — اس رسالہ کے شوق بیحد نے

لہد و وہابیوں سے صاف حلیم — گل کھلائے یہہ آپ کے کد نے

بہر تاریخ کہا جب چکر — سیکڑوں گنبد زبرجد نے

سب دین سے صدا ہوئی یہہ بلند — رد کیا فخر دین احمد نے

قطعۂ تاریخ ریختہ کلک بلاغت سلک حاوی بیان سخن سنج شیرین زبان ماہر نکات خفی و جلی منشی محمد علی تخلص الفت الہ آبادی سلمہ اللہ [illegible]لی

قطعہ

سپاس خداوند بالا و پست — کہ از یک سخن دو جہان آفرید

رسانیدن امر خود را بعام — بہر دور خاصے ز خود برگزید

بدور پسین بہر تکمیل دین — چو نوبت بہ ختم الرسالت رسید

بعصر و بہر جائے از امتش — یکے رایت اہتدا بر کشید

بحمد اللہ کا یدون شہ فخر دین — بعلماء عصرند فرد وحید

بعلم و عمل بو حنیفہ و شند — بعرفان سر شبلی و بایزید

بہ معقول و منقول و فرع و اصول — چنین دید چشم نہ گوشم شنید

چو خواستم و برا اسلم و بیہقے — حدیثم نباشد نزد انش بعید

بہ از فخر رازی بعلم کلام — بعلم ادب بر حریرے مزید

ہمانا کہ فکر فلک سیر شان — پے حل اشکال آمد کلید